مباحثہ لودہانہ

تمہید

...سے بیان ہوچکا ہے۔ کہ کادیانی علمائے اسلام سے **مباحثہ** کرنا ہرگز منظور نہیں۔ پھر یہ چھیڑ چھاڑ
...ہے؟ **وہ غرض** صرف یہ ہے کہ مباحثہ کی امید انتظار مین وقت ٹلے۔ اور کچھ دنون
...ہے۔ اور عام اہل اسلام کے روبرو اسکی قلعی نہ کھلے۔
...نے ایسی **شروط** مباحثہ کو آڑ بنایا۔ جنکے ناممکن الوقوع ہونے سے مباحثہ کا وقوع ملتوی ہوتا
رہا۔ ایسی شروط کو اسکی مجمل بیمن جواب فیصلہ آسمانی کادیانی جلد ۱۴ مین بصفحہ ۵۳ ہوچکی ہے۔ اسنے آٹھ دفعہ پیش کیا اور مباحثہ کو
ٹلایا۔ مگر ان دفعات سے ساتوین دفعہ اسنے شرط کو پیش کیا تو ہمنے انکو مان لیا۔ اور بمقام لودہانہ کادیانی کے گھر ہو کر اسکو پکڑا۔ اور
مباحثہ کرنے پر مجبور کیا۔ اور ہمارا اوسکا مباحثہ ۲۰۔ جولائی سنہ ۹۱ء کو شروع ہوا۔ اور بارہ دن تک ہوتا رہا۔ جنمین تین دن
خاکسار اسکے مکان پر جاتا رہا۔ پھر نو دن۔ اسکو خاکسار کی فرودگاہ پر مجبوراً آنا پڑا۔ مگر چونکہ وہ مجبوری۔ اور ہماری طرف
سے شروط کی منظوری۔ اور خاص اسکے مکان پر حضوری کی سبب مباحثہ مین پھنس گیا تھا۔ اور دل سے اسکو مباحثہ
ہرگز منظور نہ تھا۔ اور اسکی شروط کا قلعہ پہلے سے ٹوٹ چکا تھا۔ لہذا اس مباحثہ سے جان چھوڑانے اور اپنے کفریات کی پردہ
دری کو ٹلانے کے لئے پہلے تو اسنے **یہ حیلہ** نکالا۔ کہ خروج از مبحث اختیار کیا۔ جو بات اس سے پوچھی گئی تھی کہ صحیح بخاری
و صحیح مسلم کی جملہ احادیث صحیح ہین یا نہین؟ اسکا جواب صاف ندیا۔ اور بارہ دن تک فضول اور غیر متعلق ادہر ادہر کی باتون مین
کو ٹلایا۔ اور یہ خیال کر لیا کہ اصل بات کا جواب ندیا جائیگا۔ تو فریق ثانی جو ہماری طرح بیکار نہیں خود بخود تنگ آکر اپنا
گھر چلا جائیگا۔ مگر جب ان باتون کا عام لوگون مین نقل و مراسلت کے ذریعہ سے اشتہار ہو گیا۔ اور اس سے آپکی بے علمی **موف**...
عنقاری کا حال اور بھی **کھلنے** لگا اور چارون طرف سے آپ پر قہقہہ اڑنے لگا اور یہ امر آپکے امرتسر و لاہور کے حواریون مین **بحث**...
تو آپکے ایک **امرتسری** چھپے حواری نے جسکا ذکر خیر فتوی کے صفحہ ۱۲۴ یا ۱۴۴ مین ہوچکا ہے۔ آپکو خط کہ یہ **بلباس جبہ و دستار**...
ان سوالات و جواب مین تو تم ذلیل ہو رہے ہو۔ فریق ثانی تمکو حیران و خراب کر رہا ہے۔ اور...
اسکا مقصود ہے۔ اس بحث کو جلد بند کرو۔ ورنہ اور زیادہ ذلیل ہوگے۔ تو آپ نے ... جس مین ... یہ میرے وہ
بحث کی درخواست کردی۔ اور یہ بات کہدی۔ کہ آپنے جو بحث کچھ لکھ لیا ہمنے بھی رکھ لیا پر اختتام کرنا چاہتا ہوں سب سے
ہین۔ اسکے بعد آپ وہان سے بھاگے جیسے شیر سے ... بھاگتا ہے مگر از راہ کمال جرأت نے اور مجلس سے بھاگ گئے ... ملنے کے
جانے کے **وجوہات** آپنے **اشتہار یکم اگست** سنہ ۹۱ء اور اپنے **ازالہ** مین بیان کئے ہین ... کے ساتھ انہون نے
اول یہ کہ خاکسار نے اپنی تحریرات کی نقلین دوسرے کی قلم سے لکھوائی جنکے دینے کی شرط ٹھہر چکی ہے ... سے ہر ایک قسم
نہین۔ **دوم**۔ انکی تحریرین پڑھی جانے کے وقت خاکسار نے کچھ زبانی دریافت۔ حالانکہ یہ مقرر ہو چکا تھا کہ تحریر ... تعلق رکھنے والے
پڑھنے کے وقت دوسرا فریق کچھ نہ بولے۔ **سوم** خاکسار نے جو ... غیر مہذب الفاظ کہے۔ اس حالت ... عاجز کو ان کے
خطرناک دیکھکر اپنے جلسہ کو برخاست کیا۔ ان **وجوہات** کا جواب ہمارے اشتہار یکم اگست مین ...
خلاصہ اس مقام مین عرض کیا جاتا ہے۔ اس مباحثہ کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ مباحثہ تحریری ہو۔ ...

پہلے تحریر اُس شخص کی طرف سے ہو۔ جو کسی مسئلہ میں بحث کرنا چاہے۔ پرچہ سوال وجواب چار ہوں یا جسقدر برعایت مساوات ہو فری
صاحب پسند کریں۔ یا جب تک اس امر کا فیصلہ ہو۔ کسی کے خانگی امور کے متعلق کوئی اعتراض نہو۔ اسکے سوا کوئی شرط نہیں
ہوئی۔ نہ یہ کہ اصلی دستخطی تحریرات دکہلاویں۔ نہ یہ کہ بوقت قرأت تحریر اسکے کسی لفظ یا مضمون کے متعلق استفسار نہو۔ نہ غیر
مہذب الفاظ کے وقوع میں آنے یا نہ آنے کی کوئی شرط ہوئی گو یہ امر تہذیب کے لیے لازمی ہے اور انسانی اخلاق کا مقتضے ہے
کادیانی نے ان شروط کے بیان میں جہوٹ بولا ہے۔ اور انکی خلاف ورزی کا الزام بہی ناحق دیا ہے۔ اسطرف سے نہ شرط مسلم کا خلاف
ہوا۔ اور نہ کلمات غیر مہذبہ کا صدور ہوا۔ **دوسرا جواب ان وجوہات کا** یہ ہے۔ کہ فرض کیا اور مان لیا کہ یہ تینوں شرطیں مقرر ہو چکی
تہیں۔ اور انکا خلاف فریق ثانی سے ہوا۔ مگر یہ دیکھنا اور بتانا چاہیے۔ کہ کس دن اور کس جلسہ میں فریق ثانی نے ان شروط کا خلاف کیا۔ اور کس
اور کسدن آپنے مباحثہ چہوڑ کر فرار اختیار کیا۔ **اسکا جواب** آپکے ازالہ کے صفحہ ۸۵۸۔ وغیرہ میں بہی پایا جاتا ہے۔ کہ پہلے ہی دن شروط کا خلاف
شروع ہو گیا تہا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالے خوب جانتا ہے۔ کہ وہ (یعنے خاکسار) ایکدن بہی شرائط مقررہ پر قائم نہیں رہ سکے
ہر اس عقلی بیان کو صفحہ ۸۵۹ میں بتفصیل مدلل کیا۔ پس اگر اس جلسہ کے موقوفی کے موجب یہی وجوہات ہوتی تو گیارہ دن تک مباحثہ کیوں
جاری رہتا اور خاص بارہویں دن کیوں موقوف ہوتا۔ بارہویں دن تک اسکا جاری رہنا صاف بتارہا ہے کہ اس مباحثہ کی موقوفی کا
یہ وجوہات نہیں ہیں۔ بلکہ وہ اور ہی سبب ہے جو ہمنے بیان کیا ہے۔ اور یہ وجوہات محض جہوٹے اور بناوٹی عذرات ہیں۔ اب اگر یہ کہو
صفحہ ۸۵۵ وغیرہ میں جو ہمنے خلاف ورزی شروط کا ابتدا ہی سے شروع ہونا بیان کیا ہے۔ اسمیں ہمنے جہوٹ بولا ہے اور اسپر قسم
جہوٹی کہائی ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ ان شروط کا خلاف بارہویں دن ہوا تب مباحثہ موقوف کیا گیا۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ اگر بارہویں دن ان شروط
کا خلاف ہوا ہے۔ **تو بہی** ضروری ہے کہ وہ بعد انعقاد جلسہ اور بوقت قرأت تحریر اخیر کادیانی ہوا ہوگا۔ اور درخواست موقوفی مباحثہ کو تو آپ
ہی سے گہر سے لکہوا لائے تہے۔ پہر کوئی عاقل صاحب ہوش وحواس سلیمہ یہ کیونکر تجویز کر سکتا ہے کہ اُس موقوفی مباحثہ کا سبب خلاف ورزی شرط جو بعد
تحریر درخواست موقوفی و انعقاد مجلس قرأت تحریر وقوع میں آیا تہا کیا ایک چیز کا سبب جو وجود میں آچکا ہو اور اس چیز کا وجود سے پیچہے متحقق
ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں یہ آپکا درخواست موقوفی مباحثہ کو گہر سے لکہہ کر لانا۔ اور بقول فرضی آپکے ہمارا خلاف شروط کا پیچہے مرتکب ہونا ہی صاف بتاتا ہے۔ کہ موقوفی
مباحثہ کا سبب خلاف ورزی شروط نہیں ہے۔ بلکہ اور ہی سبب ہے۔ جو بیان ہوا ہے یہ آپکے اقرار کا جواب ہے۔ **اب یہ بیان** کیا جاتا ہے۔ کہ اس مباحثہ میں خلاف
اور شروط سابقہ کا جنکو آپ صحیح اور واجب العمل سمجہکر پیش کرتے رہے ہیں۔ **خلاف** آپ ہی نے کیا ہے۔ اور آپ ہی نے **عہد و پیمان** کو توڑ دیا۔ اور
مباحثہ سے فرار صرف اپنی عجز اور ظہور بے علمی و بد اعتقادی کے سبب سے اختیار کیا ہے۔ جو حسب تفصیل ذیل ہے (۱) جب آپنے اپنی کسی تحریر کو پڑھا
تو اسکے ساتھ زبانی بہی تشریح کرنا اختیار کیا۔ چنانچہ مولوی محمد حسن صاحب رئیس لودہانہ [illegible]ق وصداقت کہ آپ بہی معترف ہیں اس بیان
کی تصدیق ہمارے اشتہار یکم اگست کی پشت پر تحریر کر چکے ہیں۔ (۲) تحریر سوال وجواب کے وقت آپنے شرط مساوات وقت کا جسکو آپ نے
پانچویں دفعہ پیش کیا تہا۔ لحاظ نہیں کیا۔ ہمنے آپکی تحریروں کا جواب منٹوں میں دیا۔ اور آپنے ہماری تحریروں کا جواب گہنٹوں میں ہماری آخری تحریر نصف
آپکے سامنے چار پانچ گہنٹہ میں لکہی گئی۔ اور نصف آپکے وکیل محتسب کے سامنے اسی قدر عرصہ میں لکہی گئی گو پہلے نقل کرانے میں اور یہی توقف ہوا مگر
اسکا جواب یہ چار روز میں لکہا۔ اور اپنا اصلی مسودہ غیر مبیضہ پیش کیا جسکی تصدیق [illegible] سکتی ہے۔ (۳) تحریر
جواب کے وقت آپنے کتابوں سے مدد لی۔ آیات قرآن تک یا حافظوں سے پوچہکر اور خاکسار کی [illegible] اپنی یاد سے لکہی گئیں حالانکہ اسی دفعہ پنجم میں
شرط کر چکے تہے۔ کہ کتابوں سے مدد نہ لیجاوے آپنے اس شرط کو توڑا۔ تو ہمنے بہی نقل کتابوں کی طرف رجوع کیا (۴) ہماری آخری تحریر نصف
لکہی جا چکی تو آپنے اس شرط کا جو اس مباحثہ میں بانی اور آپکی بعض تحریرات میں مقرر ہو چکی تہی۔ کہ فریقین ایکدوسرے کے سامنے سوال وجواب لکہیں
گہر سے کچہ لکہہ کر نہ لاویں توڑ دیا۔ اور یہ سوال کیا۔ کہ فریقین اپنے اپنے گہر میں تحریرات کریں۔ جسکو اس شرط سے منظور کیا گیا کہ ہر ایک فریق

...جنب فریق ثانی کے سامنے تحریرات لکہی ہے۔ غائبانہ اور علیحدگی مین نہ لکہین۔ اس شرط پر ہماری طرف سے پوراعمل ہوا۔ اور باقی نصف
...یر کو آپکے وکیل کے سامنے ایک جلسہ مین لکہکر اسکے ہر یک صفحہ پر انکا دستخط کرایا گیا۔ مگر آپنے اس شرط کو بہی توڑا اور اپنے حرم سرا مین بیٹھکر
...ری تحریر کو لکہا اسپر بذریعہ تحریر آپپر اعتراض کیا گیا۔ تو آپنے اپنی خط موزخہ یکم اگست ۱۸۹۱ء مین یہ عذر بدتر از گناہ کیا کہ آپکے آدمی کو کہا گیا تہا کہ جسطرح تمہاری
...رضی ہو لکہا جاوے اسنے منظور کیا کہ مین باہر بیٹہتا ہون آپ گہر مین بیٹہکر لکہین۔ اور یہ خیال نہ کیا کہ آپکا معاہدہ ہمسے ہے تہا نہ ہمارے آدمی سے
...ر اسکے فسخ کرنے کا اختیار اسکو ہرگز نہ تہا (۵) اسی مباحثہ کی شرطون مین مقرر ہو چکا تہا کہ جب تک اس پرشین شدہ کا تصفیہ نہو تحریرات فریقین جاری ہون
...ر فریقین اپنی اپنی تحریر کی نقل ... مقابل کو دی۔ آپنے اس شرط کا بہی خلاف کیا۔ اور اپنی آخری تحریر کی نقل دینے سے انکار کیا اور مباحثہ کو بلا فیصلہ و اتمام موقوف
...پہلے تو آپنے سب کے سامنے یہ وعدہ کیا کہ ہم نقل آپکے پاس بہیجدینگے جو شاید خوف حاضرین مجلس سے ہوا تہا اور دلمین اسکے ایفا کا قصد نہ تہا۔ اور جب دوسرے دن بذریعہ
...خط نقل کا آپسے مطالبہ ہوا تو ... سامنے نقل دینے سے انکار کیا کہ تمنے شرط مقررہ کا جلسہ مین خلاف کیا تہا۔ اسلئے تمہارا اب یہ حق نہین رہا کہ ہم کو نقل دیکر
...بحکم دروغ گو را حافظہ نباشد ... آپکے ہم شرط کو توڑا تہا تو پہلے ہی دن سے توڑا یا خاص تحریری جلسہ مین وعدہ نقل دینے سے پہلے توڑا تہا اور وعدہ
...کے بعد ہوا۔ پہر وہ عدہ ... مقدم ہے کیونکر واجب الایفا نہ رہا۔ اور نیز بحکم اسی مثل مشہور ازالہ کے صفحہ ۷۶۳ مین اس نقل نہ دینے کی یہ وجہ کیون بیان کی
...س حالت مین یہ عاجز بحث تمہیدی ختم کر چکا تہا۔ تو پہر مولویصاحب کو تحریر جواب کا کیون موقع دیا جاتا۔ اگر وہ جواب تحریر کرتے تو پہر میری طرف سے بہی جواب الجواب چاہیے تہا۔
...سے یہ سلسلہ کب اور کیونکر ختم ہوتا ... بیان وقت آپنے یہ بہی نہ سوچا کہ تمہیدی بحث کو ختم کرنیکا صرف آپکو اختیار نہ تہا جبتک انکا مخاطب جسکی رضا پر آپنے
...بحث کو مقرر ... تسلیم رکہا تہا اختتام منظور نہ کرتا۔ اس نقل نہ دینے سے جو آپنے خلاف شرط مقررہ ہوئی آپکے مخلص حواریون پر بہت شاق گذری اور
...ون اس بات مین آپکو ملامت ... کی بلکہ سچ پوچہو تو میر عباس علی صاحب کا آپسے الگ ہوجانا انہی دنون سے اور انہی خلاف ورزی کے سبب سے شروع ہوا ملتا۔ اور اسی
...نقل نہ دینے سے بہت سے لوگون پر جو آپکے معتقد تہے یہ امر کہل گیا تہا کہ آپ اس تحریر کے جواب سے ڈرتے ہین اور جواب الجواب دینے سے عاجز ہین۔ اور اسی وجہ سے مباحثہ
...رکہے ہین ... ایک بہاری ... معتقدین آپکے منحرف ہو جاوینگے یہ بہی ہے۔ کہ آپ ذا اس مباحثہ کے بعد ایک یہ سفید جہوٹ اخبار نور افشان لودہانہ ۱۷ ستمبر ۱۸۹۱ء
...اور پہر اپنے رسالے کے صفحہ اخیر مین شائع کردیا۔ کہ مولوی محمد حسین اپنی وحشیانہ طرز بحث کی شامت سے لودہانہ سے شہر بدر کئے گئے
...ی والا اور عالیشان ... اسسٹنٹ کمشنر لودہانہ بحکم صاحب ڈپٹی کمشنر آپکو ریل پر سوار کرآئے۔ لیکن اس عاجز کی نسبت کوئی حکم اخراج صادر نہین ہوا بلکہ میری
...ٹی کے جواب مین ... صاحب ڈپٹی کمشنر نے یہ لکہا ہے کہ انکو بمتابعت قانون سرکاری لودہانہ مین ٹہرنے کے لیے وہی حقوق حاصل ہین جیسا کہ دیگر رعایا تابع قانون
...ری کو حاصل ہین۔ اس بیان مین کادیانی نے دو جہوٹ بولے ہین ایک یہ کہ ابو سعید محمد حسین بحکم صاحب ڈپٹی کمشنر لودہانہ سے نکالے گئے اور ریل پر پہونچائے گئے۔ دوسرا
...اس قسم کا حکم لدہانہ سے چلے جانے کا انکی نسبت کوئی نہین ہوا دوسرا جہوٹ تو انکے نام کی اسی چہٹی صاحب ڈپٹی کمشنر سے ثابت ہے۔ انکو اس قسم کا حکم اخراج ہوتا تو آپ
...چہٹی مین آپنے والدین کے ... عذر ... ذکر کرکے اپنی قیام لدہانہ کی اجازت کیون چاہتے اور صاحب ڈپٹی کمشنر انکو اجازت کیون دیتے دوسرا جہوٹ انکا اس ڈاک سے
...بت ہوتا ہے جو خاکسار کے نام ... ڈپٹی کمشنر لدہانہ کیطرف سے ... جب اس چہٹی خاکسار کے ... جسمین خاکسار نے مضمون نور افشان دیکہکر انسے دریافت کیا تہا کہ آیا دتی کوئی حکم لیا
...ری نسبت ہوا ہے ... جسکی نقل یہ ہے

From 19th Septr No. 1695

J. C. Brown Esqr Deputy Comr
Ludhiana

To Moulvi Abusaid Mohd Husain
Editor Ishaat-ssunnah

Moulvi Mohd Husain is informed in reply to his petition Dated 16th Instant that enquiries show that he was not escorted to railway-station by order of the Deputy Comr.

...لوی محمد حسین کو بجواب
...ی درخواست مورخہ ۱۶ ماہ
...ان کی اطلاع دیجاتی ہے
...تحقیقات سے معلوم ہوا کہ ...
...ڈپٹی کمشنر کے حکم سے ریلوے اسٹیشن
...پہنچائے ...

مباحثہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحریر نمبر اول از جانب بٹالوی

مین آپ کے چند عقائد وخیالات پر بحث کرنا چاہتا ہون - مگر اس سے پہلے چند اصول کی تمہید ضروری ہے آپ اجازت دین تو مین اون اصول کو پیش کرون -

۲۰ جولائی سنہ ۱۸۹۱ء ابوسعید محمد حسین

تحریر نمبر اول از جانب قادیانی

آپکو اجازت ہے بخوشی پیش کرین لیکن اگر یہ عاجز مناسب سمجھیگا تو آپ سے بھی چند اصول تمہیدی دریافت کریگا۔[1]

۲۰ جولائی مرزا غلام احمد سنہ ۹۱ء

---

[1] یہان توان اصول کو پیش کرنے کی اجازت دی ہے - بلکہ خود بھی اس قسم کے اصول پیش کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے - مگر اب بعد از فرار و شکست یابی ان اصول کو بیہودہ ولایعنی کہا جاتا ہے - ناظرین اس سے ان حضرات کے صدق وانصاف کا اندازہ کرین -

تحریر نمبر دوم از جانب خاکسار

میرے ان اصول کو جنکو مین رسالہ نمبر ۱ جلد ۱۲ مین بیان کر چکا ہون۔ اور اونکو آپکے حواری حکیم نور الدین نے تسلیم کیا ہے۔ آپ بھی تسلیم کرتے ہین یا کسی اصول کی تسلیم مین عذر ہے۔

۲۰۔ جولائی (ابو سعید محمد حسین) ۱۸۹۱ء

تحریر نمبر دوم از جانب قادیانی

مجھے ان اصولون کی اطلاع نہین مجھے بتلائے جائین تب اونکی نسبت اطلاع دونگا۔

۲۰۔ جولای (غلام احمد) ۱۸۹۱ء

ف٥ فقد لہ اطلاع نہین یہ محض کذب ہے اور ممکن نہین کہ آپ نے ان اصول کو نہ دیکھا ہو۔ رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۱ و ۲ و ۳ جلد ۱۳۔ آپکے پاس پہنچا اور وہ آپکے جواب و خطاب مین ہے۔ پھر کیا امکان تھا کہ آپ اس رسالہ کو نہ دیکھتے۔ آپنے اپنے خط نمبری ۹ مورخہ ۲۰۔ اپریل ۱۸۹۱ء مین میرے ان اصول کو لغو قرار دیا ہے۔ جس سے صاف ثابت ہے کہ آپ کو ان پر اطلاع ہوئی ہے۔ نہ ہوتی تو آپ انکو لغو نہ کہتے۔ اور اگر اس کے جواب مین یہ کہین کہ ہمنے قبل از اطلاع انکو لغو کہا تھا۔ تو اس سے آپکی ایمانداری اور راست شعاری و حق طلبی ثابت ہوتی ہے۔ کہ ایک امر کو قبل از علم لغو کہدیا۔ بہر حال آپکے اس قول سے آپ کی راستی و حق طلبی کو بٹہ لگتا ہے۔

تحریر نمبر سوم از جانب خاکسار

وہ اصول یہ ہین جو رسالہ مین پڑھ کر سنائے جاتے ہین۔ ان اصول مین سے جس اصول کی نسبت آپکو تسلیم یا عدم تسلیم ظاہر کرنا ہو آپ ظاہر کرین چونکہ رسالہ چھپا ہوا ہے لہذا ان اصول کے دوبارہ تحریر مین لانے کی حاجت نہین۔ آپ ایک ایک اصول پر یکے بعد دیگرے کلام کرین۔

۲۰ جولائی ابوسعید محمد حسین ۱۸۹۱ء

تحریر نمبر سوم از جانب قادیانی

کتاب اور سنت کی حجج شرعیہ ہونے مین میرا یہ مذہب ہے کہ کتاب اللہ مقدم اور امام ہے۔ جس امر مین احادیث نبویہ کے معنے جو کئے جاتے ہین۔ کتاب کی مخالف

ملہ آپنے رسالہ پڑھنے سے روکدیا۔ اور یہ کہا کہ رسالہ مجھے دیدین مین خود ان اصول کو دیکھنا۔ اور اُنکی نسبت اپنی رائے لکھتا ہون۔

ملہ قولہ معنے کئے جاتے ہین۔ معنے حدیث سے سوال نہ تھا صرف صحت حدیث سے سوال تھا۔ جو الفاظ سے متعلق ہے نہ معانی سے۔ معانی ہمیشہ الفاظ کے تابع ہوتے ہین۔ جس حدیث کے الفاظ صحیح ہون اسکے معنے صحیح ہو سکتے ہین۔ اور وہ قرآن شریف کے موافق و مطابق کئے جا سکتے ہین۔ اور جس حدیث کے الفاظ غیر صحیح ہون اسکے معنے باوجودیکہ بجائے خود صحیح و مطابق قرآن ہون قابل اعتبار نہین ہوتے۔ اور وہ اپنے الفاظ کی تابع ہو کر غیر صحیح و نا قابل اعتبار سمجھے جاتے ہین۔

وا قع نہوں تو وہ معنے بطور حجت شرعیہ کے قبول کئے جا ئینگے۔ لیکن جو معنے نصوص بینیہ قرآنیہ سے مخالف واقع ہونگے۔ اون معنوں کو ہم ہرگز قبول نہین کرین گے۔ بلکہ جہانتک ہمارے لئے ممکن ہوگا ہم اوس حدیث کے ایسے معنے کرین گے جو کتاب اللہ کی نص

نتیجہ پرچہ نمبر ۲۱۴

لہٰذا ہر ایک منصف وطالب حق کا فرض ہے کہ جب وہ کسی حدیث سے تمسک کرنا چاہے تب پہلے اسکی صحت الفاظ کی تحقیق کرے۔ پھر اسکی معانی کیطرف رجوع کرے۔ جو بصورت صحت الفاظ صحیح وموافق قرآن ہو سکتے ہین۔ قادیانی نے جو بحث صحت الفاظ کو چھوڑ کر پہلے ہی سے صحت معانی کی طرف رجوع کیا ہے۔ تو اس سے اسکا مقصود احقاق حق نہین ہے بلکہ بحث سے خروج اور احقاق حق سے گریز اسکا مقصود ہے۔ ناظرین اسی ایک امر کو توجہ سے ملاحظہ کرین گے تو اس سے قادیانی کے خروج از بحث وشکست وفرار کا یقین کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

جو لوگ قادیانی کے اس جواب کو (جس سے بڑھکر اسنے تمام مباحثہ مین ہمارے اصل سوال کا جواب نہین دیا) ہمارے سوال کا کافی جواب سمجھتے ہین۔ وہ اس منصفانہ اصول کو توجہ سے پیش نظر رکھین تو یقین کرین کہ قادیانی نے ہمارے سوال کا شروع مباحثہ سے اخیر تک جواب نہین دیا۔ ہمارا سوال صحت الفاظ حدیث سے ہے۔ اسکا جواب صحت معانی کے متعلق ہے۔ ونیز اسکا جواب ایک شرطی جواب ہے کہ ”اگر کسی حدیث کے معنے قرآن کے موافق پائینگے تو اسکو صحیح سمجھینگے ورنہ موضوع قرار دین گے“ اور ہمارا مطلوب قطعی جواب ہے۔ جو ”اگر“ اور ”مگر“ سے ادا نہین ہوتا۔ اور وہ یہہ تصریح چاہتا ہے کہ بخاری مسلم وغیرہ کتب حدیث کی احادیث (خواہ انکو اس شرطی اصول روایت مجوزہ قادیانی سے پرکھا جائے یا اصول روایت مجوزہ محدثین سے) سب کے سب صحیح ہین یا نہین ہین اور یہ جواب

ہین کے موافق ومطابق ہون۔ اور اگر ہم کوئی ایسی حدیث پائین گے جو مخالف نص قرآن کریم ہوگی۔ اور کسی صورت سے ہم اوسکی تاویل کرنے پر قادر نہین ہوسکینگے تو ایسی حدیث کو ہم موضوع[۱] قرار دین گے۔ کیونکہ اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے فبای حدیث بعد اللہ وآیاتہ یؤمنون یعنے تم بعد اللہ اور اوسکی آیات کی کس حدیث[۲] پر ایمان لاؤ گے۔ اس آیت مین صریح[۳] اسبات کیطرف اشارہ ہے کہ اگر قرآن کریم کسی امر کی نسبت قطعی اور یقینی فیصلہ دیوے یہانتک

مرزا کی کلام مین اول سے آخر تک صاف وصریح طور پر پایا نہین جاتا بلکہ جابجا اس کے بیان سے گریز وفرار وخروج از بحث پایا جاتا ہے جسکی یہ پہلی دفعہ ہے۔

لہ تو وہ موضوع قرار دینگے۔ اس تجویز کو آپ آئندہ جوابات مین خاصکر صحیح بخاری ومسلم کی نسبت بھی بتصریح ظاہر فرما چکے ہین۔ ناظرین آپ کے اقوال اور ہمارے نوٹون کو توجہ سے دیکھتے جائین اور پھر انصاف سے کہین کہ آپ بخاری ومسلم کی جملہ احادیث کو صحیح جانتے ہین۔ اور آپ کا اقرار اشتہار یکم اگست ۹۱ء کہ مین صحیحین کو بسر وچشم مانتا ہون اور بخاری کو اصح الکتب

۲ہ آیہ فبای حدیث بعد اللہ وآیاتہ یؤمنون کا ترجمہ قادیانی نے جو ان الفاظ سے کیا ہے۔ کہ "تم بعد اللہ اور اسکی آیات کی کس حدیث پر ایمان لاؤ گے"۔ تو اس مین حاضرین جلسہ اور اپنے بے علم اتباع کو یہ جتانا چاہا ہے۔ کہ خدا تعالے نے حدیث نبوی کا حکم خود قرآن مین یہ بیان فرمایا ہے۔ کہ آیات قرآن کے ہوتے کسی حدیث نبوی کو نہ مانو اور اس معنے کے بیان سے اپنا ملحد ومحرف قرآن ہونا ثابت کر دکھایا ہے۔ قادیانی کے اتباع مین اگر ایک ذرہ بھی فہم وانصاف ہو تو وہ صرف اسی جرأت کی نظر سے اسکو پورا ملحد ومحرف قرآن سمجھ لین۔ اور اسکے اتباع سے دست بردار ہو جائین۔

اس آیہ مین لفظ حدیث سے اصطلاحی حدیث نبوی جو وحی خفی اور الہام الٰہی ہے ہرگز مراد نہین ہے بلکہ حدیث کے لغوی معنے (بات چیت) مراد ہے جسکو اصطلاحی معنے

کہ اس فیصلے مین کسی طور سے شک باقی نرہ جاوے - اور مسئلہ اچھی طرح کھلجاوے

تو پھر بعد اسکے کسی ایسی حدیث پر ایمان لانا جو صریح اسکے مخالف پڑی ہے مومن کا کام نہین

ضمیمہ صفحہ ۱۱۹

حدیث نبوی وحی خفی سے بیان تعلق نہین - اللہ تعالے اس آیہ مین یہ ارشاد فرمایا ہے

کہ لوگ خدا کی آیات کو چھوڑ کر اور کس بات پر ایمان لائین گے -

اس بات سے خاص کر آنحضرت ص کی حدیث مراد ٹھرانا یا اس بات سے عام باتین

مراد ٹھرا کر آنحضرت ص کی حدیث کو انہین داخل وشامل سمجھنا اس اعتقاد کو ظاہر کرتا ہے - کہ

آنحضرت ص کی حدیث وحی خفی والہام الٰہی اور معنیً آیات اللہ مین داخل نہین جسپر کوئی

مسلمان جرأت نہین کرسکتا - اور قرآن مجید کی وہ آیات جنمین ارشاد ہے کہ آنحضرت ص

ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا - (الحشر ع ۱) ماینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ (النجم ع ۱)	جو کہ تمہین دین (یعنے فرمادین) تم قبول کرو اور جس سے روکین اسسے باز آؤ اور ارشاد ہے آنحضرت ص جو کچھ (دین مین) فرماتے ہین وہ وحی سے کہتے ہین اپنی خواہش نفس سے نہین کہتے

اس اعتقاد کے کذب وضلالت ہونے پر شاہد عدل ہین -

قادیانی نے اپنے ازالہ کے صہ ۳۳۵ وصہ ۳۴۱ وصہ ۶۱۰ مین خود اقرار کیا ہے - کہ

قرآن کے کوئی معنے عام محاورہ قرآن کے مخالف اپنے دل سے گھڑ لینا الحاد وتحریف

ہے - اسکے اس اقرار وشہادت سے بھی اسکی اس جرأت کا کہ یہ قرآن کے لفظ

حدیث سے حدیث نبوی مراد ہے - الحاد وتحریف ہونا ثابت ہے کیونکہ قرآن مجید

کے جس مقام مین لفظ حدیث استعمال ہوا ہے اس سے اصطلاحی حدیث نبوی جو

وحی خفی کہلاتی ہے مراد نہین ہے - بلکہ اس سے حدیث کے لغوی معنے بات مراد ہے

قرآن مجید مین یہ لفظ مختلف صور تو نمین (حدیث - الحدیث - حدیثاً) سے

پھر فرمایا ہے فبای حدیث بعدہٗ یؤمنون ان دونون آیتون کے ایک ہی معنی ہین۔ اس لئے اس جگہ تصریح کی ضرورت نہین۔ سو آیات متذکرہ بالا کے رو سے ایک مومن کا یہی مذہب ہونا چاہئے کہ وہ کتاب اللہ کو بلا شرط اور حدیث کو شرطی طور پر حجت شرعی قرار دیوے اور یہی میرا مذہب ہے۔ اور آپ کے دوسرے امر مندرجہ

بائیس مقام مین وارد ہے۔ جو نقشہ ذیل مین بیان کئے جاتے ہین۔

نمبر	مقام	آیہ قرآن	ترجمہ
۱	نساء ع ۱۰	حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ	آیات قرآن سے انکار و ہنسی کرنیوالون کی ساتھ نہ بیٹھو یہانتک کہ وہ کوئی اور بات کرین۔
۲	انعام ع ۸	ایضاً	ہماری آیتون مین ٹٹول کرنے والونسے منہ پھیرو یہانتک کہ وہ اور بات مین ٹٹول کرین۔
۳	اعراف ع ۲۳	فبای حدیث بعدہ یؤمنون۔	ہماری بات کو چھوڑکر کس بات مین ایمان لادین گے۔
۴	کہف ع ۱	ان لم یؤمنوا بھذا الحدیث اسفاً	شاید تو افسوس سے اپنا گلا گھونٹ ڈالی کر وہ اسبات پر ایمان نہین لاتے۔
۵	طٰہٰ ع ۱	ھل اتاک حدیث موسیٰ	کیا تجہے موسی کی بات (یعنے حکایت) پہنچی ہے۔
۶	لقمٰن ع ۱	ومن الناس من یشتری لھو الحدیث	بعض ایسے لوگ ہین جو کھیل کی باتین (یعنے قصے کہانیان) خریدتے ہین۔
۷	احزاب ع ۷	ولا مستانسین لحدیث	آنحضرت صلعم کے گھر مین آپسمین کی باتون مین جی لگاتے نہ ٹھہرے رہو۔

صفحہ ۱۹ ۔ اشاعۃ السنۃ کی نسبت علیحدہ جواب کی ضرورت نہیں کیونکہ ایک جواب اسمین
آگیا ہے یعنے جو امر قول یا فعل یا تقریر کے طور پر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
کی طرف سے احادیث مین بیان کیا گیا ہے ہم اس امر کو بھی اسی محک سے آزمائینگے ۔ اور دیکھینگے
کہ حسب آیۃ شریف فبای حدیث بعدہٗ یؤمنون وہ حدیث قولی یا فعلی قرآن کریم کی کسی صریح

نمبر	مقام	آیہ قرآن	ترجمہ
۸	زمر ع ۲	الله نزل احسن الحدیث کتابا متشابها۔	خدائے تعالے نے اچھی بات اُتاری کتاب آپسمین ملتی۔
۹	جاثیہ ع ۱	فبای حدیث بعد الله وآیاتہ یؤمنون ہ	پھر اللہ اور اُس کی آیات کو چھوڑ کر کس بات کو مانینگے۔
		(یہ وہ آیت ہے جسکے ترجمہ مین قادیانی نے تحریف والحاد سے کام کیا ہے)	
۱۰	ذاریات ع ۲	ھل اتاک حدیث ضیف ابرٰھیم المکرمین	تجھے ابراہیم معزز مہمانون کی بات پہنچی ہے ۔؟
۱۱	طور ع ۲	فلیأتوا بحدیث مثلہ ان کانوا صادقین۔	وہ بیچے ہین تو ایسی ہی کوئی بات لے آوین۔
۱۲	واقعہ ع ۱	افبھذا الحدیث انتم مدھنون	کیا اس بات مین تم سستی کرتے ہو
۱۳	نجم ع ۳	افمن ھذا الحدیث تعجبون	کیا اس بات سے تعجب کرتے ہو۔
۱۴	القلم ع ۲	ذرنی ومن یکذب بھذا الحدیث ۔	چھوڑ دے مجھے اور اس بات کے جھٹلانے والون کو۔
۱۵	مرسلت ع ۲	فبای حدیث بعدہ یؤمنون	اسکو چھوڑ کر کس بات پر ایمان لائینگے۔
۱۶	نازعات ع ۱	ھل اتاک حدیث موسٰی	کیا تجھے موسیٰ کی بات پہنچی۔
۱۷	بروج ع ۱	ھل اتاک حدیث الجنود	کیا تجھے لشکرون کی بات پہنچی۔

بیتن آیۃ سے مخالف تونہین - اگر مخالف نہین ہوگی تو ہم بسروچشم اوسکو قبول کرین گے
ربظاہر مخالف نظر آئیگی تو ہم حتی الوسع اوسکی تطبیق اور توفیق کے لئے کوشش کرین گے

نمبر	مقام	آیہ قرآن	ترجمہ
۱۸	غاشیہ ع ۱	ھل اتٰک حدیث الغاشیہ	کیا تجھے ڈہانکنے والی (یعنی قیامت) کی بات پہنچی -
۱۹	نساء ع ۶	ولایکتمون اللہ حدیثا	اللہ سے کوئی بات نہ چھپا ئینگے -
۲۰	نساء ع ۱۱	فمالھٰؤلاء القوم لایکادون یفقھون حدیثا	انکو کیا ہو گیا کہ یہ ایک بات بھی سمجھنے نہین لگتے -
۲۱	یوسف ع ۱۱	ماکان حدیثا یفترے	یہ (قصہ یوسفؑ) بناوٹی بات نہین -
۲۲	تحریم ع ۱	واذا اسرالنبی الی بعض ازواجہ حدیثا	جب چھپا کر کہی نبیؐ نے اپنی کسی بی بی سے ایک بات -

ان مقامات مین سے کسی جگہہ لفظ حدیث سے اصطلاحی حدیث نبوی جو وحی خفی والہام الٰہی ہوتی ہے مراد نہین - آخری آیہ مین گو حدیث کی نسبت آنحضرت صلعم کیطرف ہوئی ہے - مگر اس سے بھی اصطلاحی حدیث نبوی وحی الٰہی مراد نہین - بلکہ لغوی حدیث بات مراد جو آنحضرت صلعم نے صرف اپنے جی سے (نہ وحی الٰہی) سے ایک بی بی کو کہدی تہی - کہ مین اپنے حرم ماریہ قبطیہ کے پاس نہ جاونگا - یا ایک بیوی کے ہان اگر شہد نہ پیونگا - جو خدا تعالےٰ کو پسند نہ آئی - اور اسپر یہ آیت اتری کہ اے نبی تو خدا کے حلال کو حرام کیون کرتا ہے -

اس عام محاورہ قرآن کے مخالف قادیانی کا قرآن کے لفظ حدیث سے حدیث نبوی مراد لینا اپنے اقرار و اصول کے مطابق الحاد و تحریف قرآن کا مرتکب ہونا ہے قادیانی کے اتباع اس الحاد و تحریف پر بھی اسکی اتباع سے دست بردار نہوا ۔ اور اسکا ایسی

اور اگر ہم باوجود پوری پوری کوشش کے اس امر تطبیق مین ناکام رہینگے اور صاف کھلے کھلے طور پر ہمین مخالفت معلوم ہوگی تو ہم افسوس کے ساتھ ایسی حدیث کو ترک کر دینگے ۔ کیونکہ حدیث کا پایہ قرآن کریم کے مرتبہ اور پایہ کو نہین پہونچتا ۔ قرآن کریم وحی متلو ہے ۔ اور اسکے جمع کرنے اور محفوظ رکھنے مین وہ اہتمام بلیغ کیا گیا ہے جو احادیث کے اہتمام کو اوس سے کچھ نسبت نہین ۔ اکثر احادیث غایت درجہ مفید ظن[سلہ] ہے *۔ اور ظنی نتیجہ کے منتج ہین اور اگر کوئی حدیث تواتر کی درجہ پر بھی ہو تاہم قرآن کریم کی تواتر سے اوسکو ہرگز مساوات نہین بالفعل اسیقدر لکھنا کافی ہے ۔

۲۰ - جولای راقم خاکسار غلام احمد ۱۸۹۱ء

تحریر نمبر چہارم از جانب خاکسار

آپ کی کلام مین میرے سوال کا صاف اور قطعی جواب نہین[سلہ۲] ہے ۔ اپنی قبولیت

تفسیر قرآن کو حقائق و معارف سمجھکر اسکو مجید دیکھین تو پھر انکی ہدایت کی کوئی صورت و امید نہین ہے ۔ ومن لم یجعل الله له نورا فماله من نور ۔

ومن یضلل یدبجد الله ۔

سلہ قولہ مفید ظن ۔ یہ ظنی ہونی احادیث سے تعرض اجنبی ہے ۔ ظنی یا قطعی ہونے احادیث سے سوال نہ تھا صرف صحت و یا عدم صحت احادیث کو سوال تھا ۔ لہذا جواب مین صرف صحت یا عدم صحت کا بیان چاہیئے نہ ظنیت و قطعیت کی بحث یہ دوسری دفعہ آپنے بحث سے خروج کیا ۔

سلہ۲ قولہ قطعی جواب نہین ۔ مرزا قادیانی کی تقلید و محبت مین اندھے اور کانے حواری مرزا کے جواب کو قطعی جانتے اور ہمارے اس انکار قطعیت پر حیرت ظاہر

---

* ہے انکروں کی بات ہے ۔ ح

اور حجت حدیث یا سنت کی ایک شرط بتائی ہے۔ یہ ظاہر نہین کیا کہ یہ شرط اوس حدیث
یا سنت مین جو کتب حدیث خصوصاً[۵۱] صحیحین مین (جنکا ذکر اصل سوم مین ہے) پائی جاوے
تحقق ہے یا نہین۔ و بناءً علیہ وہ حدیث یا سنت جو ان کتب مین ہے شرعی حجت ہے
یا نہین۔ علاوہ بران اس کلام مین آپنے جو شرط حجیت و قبولیت بیان کی ہے وہ شرط قانون
درایت نہ قانون روایت۔ اب آپ بیان کرین کہ اصول روایت کی رو سے کتب حدیث
خصوصاً صحیحین جنکا ذکر اصل سوم مین ہے مثبت سنت نبویہ ہین یا نہین اور ان کتابون
کی احادیث بلا وقفہ و نظر واجب العمل والاعتقاد[۵۲] ہین۔ یا ان کتابونمین ایسی احادیث

بقیہ صفحہ سابقہ

کرتے ہین۔ جسکا سبب یہ ہے کہ علم سے تو پہلے ہی سے عاری و بے بصیرت تھی۔
رہا فہم سو مرزا کی بیعت کر کے اسکی نذر کر چکے ہین۔ لہذا وہ اسقدر نہین سمجھ سکتے کہ
لفظ ”اگر“ حرف شرط ہے اور یہ حرف شرط مرزا کے جواب مین موجود ہے جو
اسکو قطعی نہین ہونے دیتا۔ جواب قطعی وہ ہوتا ہے جسمین بغیر کسی شرط کے
”ہست“ یا ”نیست“ کا بیان ہو۔ لہذا ہمارے سوال کا جواب قطعی یہ ہے کہ
احادیث صحیحین سب کی سب صحیح و لائق عمل ہین۔ یا سب کی سب غیر صحیح
و موضوع ہین یا بعض صحیح اور بعض غیر صحیح جسکا مرزا کی کلام مین اول سے
آخر تک کہین نام و نشان نہین ہے۔

۵۱ یہان سے خاکسار نے اصل سوم (منجملہ اصول مندرجہ صہ ۱۹ اشاعۃ السنۃ)
کو شامل بحث کر دیا ہے۔ اور آئندہ سوالون و جوابون مین خاصکر صحیحین کی
حدیثون سے بحث کی ہے۔

۵۲ اس سوال وجوب اعتقاد کی بنا امام ابن الصلاح اور اون کے موافقین کے مذہب پہ ہے
جو احادیث صحیحین کو قطعی نظری جانتے۔ اور موجب اعتقاد سمجھتے ہین۔
ہمکو اس مقام مین اس مذہب کی حمایت و تائید مقصود نہین ہماری بحث صرف صحت احادیث

بھی ہین۔ جنپر بلا تحقیق صحت بحسب اصول روایت عمل و اعتقاد جائز نہین۔

۲۰ جولائی ابوسعید محمد حسین ۹۱ سنہ

تحریر نمبر چہارم از جانب قادیانی

مولویصاحب کا جواب سُنکر مین عرض کرتا ہون۔ کہ میرے بیان کا خلاصہ[۵۱] یہ ہے کہ ہر ایک حدیث خواہ وہ بخاری[۵۲] کی ہو یا مسلم کی۔ اس شرط سے ہم کسی خاص معنون[۵۳] کے رو سے قبول کرینگے۔ کہ وہ حدیث اون معنون کے رو سے قرآن کریم کے بیان سے موافق و مطابق ہو۔ اب آپکے زبانی بیان سے معلوم ہوا کہ آپ یہ دریافت کرنا چاہتے ہین کہ اصول[۵۴] روایت کے رو سے کتب حدیث خصوصاً صحیحین مثبت سنت نبویہ ہین یا نہین اور ان کتابون کی احادیث بلا وقفہ واجب العمل و الاعتقاد ہین

صحیحین مین ہے اسکو آپ قطعی صحت مانین خواہ ظنی۔ قادیانی نے جملہ احادیث صحیحین کی ظنی صحت کا بہی نہ اقبال کیا نہ صاف انکار۔ اور ہمارے اس سوال کے جواب مین قطعی صحت سے انکار کی بحث کو چہیڑ دیا اور خروج از بحث کیا جسکا بیان حاشیہ صفحہ ۲۲۷ مین ہوگا۔

۵۲ یہان سے آپ بخاری و مسلم کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور انکی احادیث کو موضوع قرار دینے پر آمادہ ہو بیٹھے ہین بخاری و مسلم پر آپ کا یہ پہلا کھلم کھلا حملہ ہے۔

۵۳ یہ صاف اقرار ہے کہ آپ نے میرے سوال کا مطلب سمجھ لیا ہے مگر افسوس اخیر بحث تک اسکا قطعی جواب نہ دیا جو کچھہ کہا اسمین خروج از بحث کہا حواشی صفحہ آئندہ ملاحظہ ہون

یا ان کتابون مین ایسی حدیثین بھی ہین جنپر عمل واعتقاد جائز نہین۔ اس کا جواب[1] میری طرف یہ ہے کہ چونکہ حدیثون کا جمع ہونا ایسے یقینی اور قطعی طور سے نہین ہین جس سے انکار کرنا کسی طور سے جائز نہو اور جسپر ایمان لانا ایسے پایہ اور مرتبہ کا ہو جیسا کہ قرآن کریم پر ایمان لانا۔ لہذا ہمارا یہ مذہب ہرگز ایسا نہین ہے کہ روایت کے رو سے بھی حدیث کو وہ مرتبہ یقین دین جیسا کہ ہم قرآن کریم کا مرتبہ اعتقاد رکھتے ہین۔ ہم پہلے بیان کر چکا ہون کہ حدیثین غایت کار مفید ظن ہین تو ہم کیونکر روایت کے رو سے بھی اونکو وہ مرتبہ دے سکتے ہین جو قرآن کریم کا مرتبہ ہے جس طور سے حدیثین جمع کی گئی ہین اوس طریق پر ہی نظر ڈالنے سے ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ ہرگز ممکن ہی نہین کہ ہم اوس یقین کے ساتھ اونکی صحت روایت پر یقین لاوین کہ جو قرآن کریم پر ایمان لاتے ہین مثلاً اگر کوئی حدیث بخاری یا مسلم کی ہے لیکن قرآن کریم کے کھلے کھلے منشار سے بر خلاف ہے تو کیا ہمارے لئے یہ ضروری نہین ہوگا کہ ہم اوسکی مخالفت کی حالت مین قرآن کریم کو اپنے ثبوت مین مقدم قرار دین۔ پس اسجا یہ کھنا کہ احادیث اصول روایت کے رو سے ماننے کے لائق ہین یہ ایک دھوکہ دینے[2] والا قول ہے کیونکہ ہمین یہ دیکھنا چاہئے کہ حدیث کے ماننے مین جو مرتبہ یقین کا

[1] یہ میرے سوال کا (جسکو آپ خود نقل و بیان کر چکے ہین) جواب نہین ہے اس طولانی جواب کا خلاصہ دو امر کا بیان ہے جو خارج از بحث ہین۔ امر اول یہ کہ احادیث صحیحین قرآن کے برابر قطعی و یقینی صحیح نہین ہین جسکے بیان مین قادیانی نے تیسرے دفعہ خروج از بحث کیا۔ امر دوم یہ کہ جو حدیث صحیحین قرآن کے موافق نہو وہ لائق قبول نہین ہے جسکے بیان مین قادیانی نے چوتھی دفعہ خروج از بحث کیا۔ ناظرین اس جواب کو غور سے ملاحظہ فرمائینگے تو اسمین ان دو امرون خارج از بحث کے بیان و

[2] ماننے اصول روایت سے احادیث کی صحت کو لائق تسلیم کہا ہے جو الفاظ سے

ہمین حاصل ہے وہ مرتبہ قرآن کریم کے ثبوت سے ہم وزن ہے یا نہین اگر یہ بات ہو جائے کہ وہ مرتبہ ثبوت کا قرآن کریم کے مرتبہ ثبوت سے ہم وزن ہے تو بلا شبہ ہمین اسی پایہ پر حدیث کو مان لینا چاہئے۔ مگر یہ تو کسی کا بھی مذہب نہین تمام مسلمانون کا یہی مذہب ہے کہ اکثر احادیث مفید ظن ہین والظن لا یغنی من الحق شیئًا مثلًا اگر کوئی شخص اس قسم کی

متعلق ہے معانی کی تسلیم یا عدم سے میری کلام مین اول سے آخر تک کہین تعرض نہین ہوا۔ پھر دھوکہ دینے والا قول کس شخص کا ہے ہمارا یا آپکا۔ آپ بار بار معانی احادیث کو مخالف قرآن قرار دیکر اسکو ساقط الاعتبار ٹھہراتے اور ناواقف مسلمانون کو دھوکہ دینا چاہتے ہین ہم پہلے ہی (حاشیہ ... مین) لکھ چکے ہین۔ اور آپ پھر کہتے ہین کہ معانی ہمیشہ الفاظ کی تابع ہوتے ہین۔ لہذا جس حدیث کے الفاظ صحت وثبوت کو پہنچ جاوین اسکے معنے قرآن کے موافق ومطابق ہو سکتے ہین۔ اور بناءً علیہ کسی حدیث سے تمسک کرنے والے کا پہلا فرض یہ ہے کہ اس حدیث کی لفظی صحت وثبوت کی تحقیق مین کوشش کرے۔ اور جب اسکی صحت ثابت وتحقق ہو جائے۔ تو پھر اسکی معانی کو موافق ومطابق قرآن اور دیگر احادیث صحیحہ کرکے اسپر عمل وتمسک کرے۔

آپ سوال صحت حدیث کے جواب مین کبھی معانی حدیث کو پیش کرتے ہین۔ کبھی احادیث کے ظنی ہونے کو کبھی انکو پایہ ثبوت مین قرآن کے مساوی نہونے کو۔ اور بار بار خروج از بحث کے مرتکب ہوتے ہین۔ جو لوگ حوارین قادیانی سے خروج از بحث اور طوالت کا الزام خاکسار پر قائم کرتے ہین وہ اس قسم کے جوابات قادیانی کو ملاحظ کرکے

ــه اس قول کا جواب متن (تحریر نمبری (۸)) مین دیا گیا اور ثابت کیا گیا ہے کہ عملیات مین ظن واجب العمل ہے۔

قسم کھاوے کہ اس حدیث کے تمام الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہین اور تمام الفاظ وحی الٰہی سے ہین تو اس قسم کھانے مین وہ جھوٹا ہوگا اور خود حدیثونکا تعارض جو اون مین واقع ہے صاف دلالت کر رہا ہے کہ وہ مقامات تحریف سے خالی نہین ہین پھر کیونکر کوئی مومن یہ اعتقاد رکھ سکتا ہے کہ حدیثین روایتی ثبوت کی رو سے قرآن کریم کے ثبوت سے ہم پلہ ہین کیا آپ یا کوئی اور مولوی صاحب ایسی رائے ظاہر کرسکتے ہین کہ ثبوت کے رو سے جس مرتبہ پر قرآن کریم ہے اسی مرتبہ پر حدیثین بھی ہین۔ پھر جبکہ آپ خود مانتے ہین کہ حدیثین

---

۵۱ تمام الفاظ کے بعینہا منقول ہونے کا کون مدعی ہوا ہے؟ ہان یہ دعویٰ ہے کہ صحیحین کی جملہ احادیث مرفوعہ متصلہ صحیح ہین سو اس پر قسم کھانے سے کوئی شخص جھوٹا نہین ہوتا (چنانچہ عنقریب اسکا ثبوت ناظرین کو ہماری تحریر ۸ مین ملیگا) آپنے تمام الفاظ کی قید لگاکر اس قسم کو جھوٹھ بنانا چاہا اور مسلمانون کو دھوکہ دیا ہے

۵۲ و ۵۳ دعوی تعارض کا جواب تو ہماری تحریر ۸ مین موجود ہے۔ اس تعارض سے جو آپ نے تحریف کا نتیجہ نکالا ہے وہ صریح اور صاف اقرار ہے کہ آپ جملہ احادیث صحیحین کو صحیح نہین جانتے بلکہ اونکی بعض احادیث مین وضع و تحریف واقع ہونے کے قائل ہین۔ یہ بخاری مسلم پر آپکا دوسرا کھلا حملہ ہے۔ حملہ ۲

اہلحدیث جو آپ کو اہل حدیث سمجھکر آپکے پنجہ مین پھنسے ہوئے ہین آپ کے اس دعوی تحریف کو ایمان و انصاف سے دیکھین تو آپ کو منکر صحت احادیث صحیحین جان لین اور آپ کے اس اقرار کو کہ "مین بسر و چشم صحیحین کو مانتا ہون اور صحیح بخاری کو بعد کتاب اللہ اصح الکتب یقین کرتا اور واجب العمل جانتا ہون" جسکو آپ اونکی پرائیویٹ مجلسون اور اشتہار یکم اگست مین ظاہر کرچکے ہین۔ کذب و نفاق سمجھ لین۔ آپکا یہ اقرار تب صحیح اور دلی ہوسکتا ہے۔ جبکہ آپکے

اپنی روایتی ثبوت کی رو سے اعلیٰ مرتبہ ثبوت سے گری ہوئے ہین اور غایت کار مفید
ظن ہین تو آپ اس بات پر کیون زور دیتے ہین کہ اسی مرتبہ یقین پر انہین مان لینا چاہئے
جس مرتبہ پر قرآن کریم مانا جاتا ہے۔ پس صحیح اور سچا طریق تو یہی ہے کہ جیسے حدیثین
صرف ظن کے مرتبہ تک ہین بجز چند حدیثون کے تو اسیطرح ہمین اونکی نسبت ظن کی
حد تک ہی ایمان رکھنا چاہئے اور ہر ایک مومن خود سمجھ سکتا ہے کہ حدیثون کی تحقیقات
روایتی نقص سے خالی نہین۔ کیونکہ اونکے درمیانی راویونکی چال چلن وغیرہ کی نسبت ایسی
تحقیقات کامل نہین ہو سکے اور نہ ممکن تھی کہ کسیطرح شک باقی نہ رہتا۔ آپ خود اپنے

اس اقرار کے مخالف یہ تصریحات آپکے کلام مین نہ پائی جائین یا ان تصریحات سے
آپ رجوع کا اشتہار دین۔

س۱ مرتبہ اعلی ثبوت و صحت کا جو قرآن کو حاصل ہے اسکا ادعا تو احادیث صحیحین کی
نسبت کسی نے نہین کیا۔ ہان مرتبہ قرآن کے بعد جو اعلے مرتبہ صحت ہے اور
دعوی احادیث صحیحین کے حق مین ہمنے کیا ہے اور وہی اہل اسلام مین
کہ آپ بھی منافقانہ طور پر اشتہار یکم اگست مین اسکو مان چکے
پھر اس مقام مین صحیحین کی احادیث کو اعلی مرتبہ صحت
اقرار و تسلیم اشتہار یکم اگست منافقانہ نہین ہے تو اس
صحیحین کو واپس لین ورنہ مسلمان آپکے اوس اقرار کو
احادیث صحیحین پر تیسرا حملہ ہے۔ حملہ ۳

س۲ اس تحقیق کو آپکا ناقص کہنا اپنے عقل کے نقصان کا اظہار
کے ساتھ آپکا اشتہار یکم اگست مین صحیحین کو اصح الکتب بعد کتاب ا
تو کیا ہے۔ یہ آپکا صحیحین پر چوتھا حملہ ہے۔ حملہ ۴

س۳ ہو سکتی کیا ہو چکی ہے مگر آپ اس کوچہ سے محض نابلد ہین ہماری تحریر نمبر ۸ ملاحظہ

رسالہ اشاعۃ السنۃ مین لکھ چکے ہین کہ احادیث کی نسبت بعض اکابر کا یہ مذہب ہوا ہے کہ ایک ملہم شخص صحیح حدیث کو بالہام الٰہی موضوع ٹھرا سکتا ہے اور ایک موضوع حدیث کو بالہام الٰہی صحیح ٹھرا سکتا ہے۔ اب مین آپ سے پوچھتا ہون کہ جبکہ یہ حال ہے کہ کوئی حدیث بخاری یا مسلم کی بذریعہ کسی کشف کے موضوع ٹھیر سکتی ہے تو پھر کیونکر ہم ایسی حدیثون کو ہم پایہ قرآن کریم مان لینگے ہان یہ تو ہمارا ایمان ہے کہ ظنی طور پر بخاری اور

سلہ اشاعۃ السنۃ مین نہ یہ تصریح ہے کہ بعض اکابر (شیخ اکبر) نے یہ بات اتفاقی احادیث صحیحین کی نسبت کہی ہے۔ اور نہ یہ تصریح ہے۔ کہ ان اکابر کی راے سے صاحب اشاعۃ السنۃ کو اتفاق ہے۔ بلکہ اشاعۃ السنۃ مین صاف تصریح ہے کہ صاحب اشاعۃ السنۃ کو قول شیخ اکبر سے اتفاق نہین ہے چنانچہ ہماری تحریر عشر مین اس بیان کی تصدیق موجود ہے اور اس قول شیخ اکبر کا صحیح محمل وہی احادیث معلوم ہوتی ہے جنکی صحت مین اختلاف ہو۔ لہذا اس عبارت اشاعۃ السنۃ کو اس مقام مین پیش کرنا مسلمانون کو دھوکھ دینا ہے۔

سلہ یہ صاف اقرار ہے کہ آپ کشف کے ذریعہ سے احادیث صحیحین کو موضوع ٹھرانے کے مدعی ہین اب آپ کی صحت احادیث صحیحین سے منکر ہونے مین کیا کسر رہگئی ہے۔ یہ احادیث صحیحین پر مرزا کا پانچوان حملہ ہے۔

کہان ہین وہ اہلحدیث جو قادیانی کو اہلحدیث سمجھتے اور پیر و حدیث خیال کرتے ہین۔ وہ قادیانی کے اس دعویٰ کو دیکھیں اور پھر انصاف سے کہین کہ اہلحدیث مین کوئی اور بھی ایسا ہے کہ جو بخاری مسلم کی حدیثون کو بذریعہ کشف موضوع ٹھراتا ہو۔ اگر کہو کہ تم اور شیخ اکبر یہ بات کہہ چکے ہو تو اسکا جواب ابھی دیا گیا ہے کہ یہ محض کذب ہے۔ یہ بات نہ ہمنے کہی ہے نہ شیخ اکبر نے فرمائی ہے۔ چنانچہ ہماری تحریر عشر

ہمیا پایا ہوں کہتا ہے صفحہ ( ) ملاحظہ ہو

۵۵

مسلم کی حدیثین بڑے اہتمام سے لکھی گئی ہین اور غالباً اکثر انمین صحیح ہونگی لیکن کیونکر ہم اس بات پر حلف اوٹھا سکتے ہین کہ بلا شبہ وہ ساری حدیثین صحیح ہین۔ جبکہ وہ صرف ظنی طور پر صحیح ہین نہ یقینی طور پر۔ تو پھر یقینی طور پر اونکا صحیح ہونا کیونکر مان سکتے ہین۔
الغرض میرا مذہب یہی ہے کہ البتہ بخاری اور مسلم کی حدیثین ظنی طور پر صحیح ہین مگر جو حدیث صریح طور پر انمین سے مبائن و مخالف قرآن کریم کے واقع ہو گی وہ صحت سے باہر ہو جائیگی

تقریر مولوی صاحب

مین تشریح ہو چکی ہے۔ احادیث بخاری مسلم بذریعہ کشف موضوع ٹھہر سکین تو پھر دنیا مین کوئی ایسی حدیث نہوگی جو کشف سے موضوع نہو سکے اس صورت مین کشف حدیث سے بڑھکر ہوا۔ اور یہ مسئلہ مسلم کہ کشف والہام غیر نبی کا کتاب اللہ وسنت پر عرض کرنا ضروری ہے باطل ہوا جسکے اہلحدیث کیا کوئی اہل اسلام قائل نہین۔

۵ غالباً اور اکثر کی قیدین بتا رہی ہین کہ آپ بعض احادیث صحیحین کو نہین مانتے اور اس مقام مین آپ نے صاف وصریح یہ بھی کہدیا ہے کہ ہم کیونکر حلف اوٹھا سکتے ہین کہ وہ ساری صحیح ہین۔ یہ احادیث صحیحین پر قادیانی کا چھٹا حملہ ہے۔ قادیانی کو اہلحدیث وقائل احادیث صحیحین جاننے والو!۔ اب تو اقرار کرو کہ وہ اہل حدیث نہین اور وہ بعض احادیث صحیحین کی صحت کا منکر ہے۔

۶ احادیث صحیحین کو مخالف ومعارض قرآن ٹھہراکر صحت سے خارج کرنے کا جواب دیا گیا ہے۔ کہ یہ محض مغالطہ ہے اور کوئی حدیث صحیح قرآن کے مخالف نہین ہوتی۔ اور اسکی زیادہ تفصیل ہماری تحریر ۵ مین ہو گی۔ اس قول مین قادیانی نے احادیث صحیحین پر ساتوان حملہ کیا۔ اور یہ جتا دیا ہے کہ وہ جبیلہ احادیث صحیحین کو صحیح نہین جانتا۔ قادیانی کو اہلحدیث اور قائل صحت صحیحین جاننے

آخر بخاری اور مسلم پر وحی تو نازل نہین تھی بلکہ جس طریق سے اونہون نے حدیثون کو جمع کیا ہے اس طریق پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بلاشبہ وہ طریق ظنی ہے اور انکی نسبت یقین کا ادعا کرنا ادعای باطل ہے دنیا مین جو استقدر مختلف فرقے اسلام مین خاصکر مذاہب اربعہ ان چارون مذہبون کے امامون نے اپنے عملی طریق سے خود گواہی دیدی کہ یہ احادیث ظنی ہین چنانچہ بخاری اور مسلم کی بہت سی حدیثین امام اعظم صاحب نے چھوڑ دی ہین۔ اور اسمین کچھ شک نہین کہ اکثر حدیثین اونکو ملی ہونگی مگر

والے اسکے اس انکار کو انصاف سے دیکھکر بھی اسکو قائل صحت صحیحین کہینگے؟

۵ چارون امام احادیث صحیحین کے جمع ہونے کے وقت کہان تھے۔

قادیانی کی اتباع مین ایک ذرہ بھی فہم وانصاف کا مادہ ہو تو اسی ایک بات پر اسکی بے علمی یا دھوکہ بازی کے قائل ہو کر اسکی اتباع سے دست بردار ہو جائین۔

یہ کیا ہے آیندہ دھوکون کو حاشیہ نمبر ۲ وغیرہ مین دیکھو۔

۲و۳ یہ دونو لفظ صاف بتا رہے ہین کہ قادیانی کو حضرت امام اعظم صاحب کیوقت مین احادیث صحیحین کے موجود ہونے اور امام صاحب کو انپر مطلع ہونے کا دعوی ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ احادیث صحیحین وہی احادیث کہلاتی ہین جو ان دونو کتابون مین موجود ہون اور ان دونو کے مصنفون (امام بخاری وامام مسلم) کے واسطہ سے آنحضرت صلعم تک پہنچی ہون۔ اور جس حدیث کی سند وروایت مین امام بخاری وامام مسلم کا واسطہ نہو وہ بخاری مسلم کی حدیث نہین کہلا سکتی۔ لہذا امام اعظم صاحب کے وقت مین ان کتب کی احادیث کے موجود ہونے وامام صاحب

اونکی راے مین وہ حدیثین صحیح نہین تھین۔ بھلا آپ فرماوین کہ اگر کوئی شخص
بخاری کی کسی حدیث سے انکار کرے کہ صحیح نہین ہے جیسا کہ اکثر مقلدین انکار
کرتے ہین۔ تو کیا وہ آپ کے نزدیک کافر ہو جائیگا۔ پھر جس حالت مین وہ کافر
نہین ہو سکتا تو آپ کیونکر ان حدیثون کی روایتی ثبوت کے روسے یقینی ٹھہرا سکتے ہین

کو ان احادیث کے ملجانے کا دعوے کرنا بعینہ یہہ دعوی کرتا ہے۔ کہ یہہ
دونو کتابین امام صاحب کے وقت مین موجود تھین۔

ناظرین اس دعوی قادیانی کو یاد رکھین اور جو ہماری تحریر نمبر ۸ کے اس
اعتراض کے جواب مین کہ "آپ نہین جانتے کہ امام اعظم کب ہوئے اور صحیح
بخاری کب لکھی گئی" آپ نے لکھا ہے کہ "مینے یہ کب کہا ہے کہ امام
اعظم کے وقت مین صحیح بخاری موجود تھی" اسکو پڑھنے اور دیکھنے
کے وقت قادیانی کے کذب و جرئت و مغالطہ کا اندازہ کرین۔

سلہ تحریر نمبری ۸ مین ہمنے ثابت کر دیا ہے کہ مقلدین مذاہب اربعہ کسی حدیث
صحیحین کی صحت کے منکر نہین۔ اور انکی مخالفت بعض احادیث صحیحین سے اختلاف
رای و فہم معانی و تاویل و ترجیح پر مبنی ہے۔ صرف ایک آپ مسلمان پھر اہلسنت پھر اہل
حدیث کھلا کر بعض احادیث صحیحین کی صحت سے بعد اتفاق اہلسنت انکاری ہوئے ہین
صرف اس انکار کی نظر سے اگر کو کافر نہین کہا گیا۔ ہان اسکا چھوٹا بھائی فاسق اور مبتدع
تو ضرور کہا جائیگا۔ ہماری تحریر نمبر ۸ مین حضرت شاہ ولی اللہ وغیرہ محدثین کو اقوال
ملاحظہ ہون۔

سلہ احادیث صحیحین کو ایسا یقینی کون کہتا ہے کہ انکے انکار سے کفر لازم آئے۔ جمہور علماء
بظن غالب انکو صحیح جانتے ہین۔ اور امام ابن الصلاح اور انکے ہم خیال نظری

عـه ایسا ہی قادیانی کی تحریر مین لفظ یہیہ کا ہے

اور جبکہ وہ یقینی نہین ہین تو اس حالت مین اگر ہم کسی حدیث کو قرآن کریم کے مخالف پائینگے اور صریح طور پر دیکھ لین گے کہ وہ قرآن کریم سے صریح طور پر مخالف ہے اور کسی طور سے تطبیق نہین دے سکینگے تو کیا ہم ایسی صورت مین قرآن کریم کی اس آیت کو ساقط الاعتبار کردین گے یا اسکی کلام الٰہی ہونے کی نسبت شک مین پڑینگے کیا کرینگے آخر یہی تو کرنا ہوگا کہ اگر ایسی حدیث کسی طور سے کلام الٰہی سے تطبیق نہین کہائیگی تو اوسکو بغیر خوف زید اور عمرو کے وضعی قرار دینگے۔ بلاشبہ آپکا نور قلب اس بات پر شہادت دیتا ہوگا کہ حدیثین

یقینی کہتے ہین۔ لہٰذا انکے انکار سے فاسق اور مبتدع ہونا لازم آتا ہے۔ اور اس سے بڑھکر کسیکو دعوٰی نہین ہے۔

۵۱ ایک حدیث صحیح دوسری حدیث صحیح کے مخالف نہین ہوتی چہ جائیکہ مخالفِ قرآن ہو۔ حدیث صحیح کو قرآن کے مخالف قرار دینا ان ہی لوگون کا کام ہے۔ جو اس حیلہ سے حدیث صحیح کو موضوع بنانا چاہتے ہین جیسا کہ آپنے کیا ہے۔ آپ بار بار احادیث صحیحین کو مخالف قرآن ٹھہراکر ساقط الاعتبار بناتے ہین۔ اور اپنا منکر احادیث ہونا ثابت کر رہے ہین جسکا جواب بھی آپکو کئی بار دیا گیا ہے۔ یہ آپکا احادیث صحیحین پر آٹھوان حملہ ہے۔

۵۲ بلاخوف زید و عمرو کیون کہتے ہین۔ بلاخوف خدا کہین۔ بار بار احادیث صحیحین کو مخالف و معارض قرآن کہنے سے آپکی غرض یہی تھی کہ ان احادیث کو موضوع قرار دین سو آپنے حاصل و ظاہر کی ہے۔ اور آپ کے مُنہ سے یہ بات صاف نکل گئی کہ بخاری و مسلم کی احادیث کو آپ موضوع کہینگے۔ یہ آپکا احادیث صحیحین پر نوان حملہ ہے۔

اپنے روایتی ثبوت کے رو سے کسی طور سے قرآن کریم سے مقابلہ نہین کر سکتین - اسی
وجہ سے گو وہ وحی الٰہی ہی ہون نماز مین بجائے کسی سورت کے انکو نہین پڑھ سکتے - اور
ایک نقص حدیثون مین یہ بھی ہے - کہ بعض حدیثین اجتہادی طور سے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمائی ہین اسی وجہ سے اونمین باہم تعارض ہو گیا ہے جیسا کہ ابن صیاد کے

قادیانی کو اہلحدیث و قائل صحت احادیث صحیحین جاننے والو! - اس لفظ کو پڑھو اور بتلاؤ کہ اب بھی اسکو اہلحدیث کہو گے؟ اور صحیحین کی صحت ماننے والا جانو گے -

۱ھ اسکا نتیجہ بجز اسکے اور کیا ہو سکتا ہے - کہ حدیث عین قرآن اور وحی متلو نہین - نہ یہ کہ حدیث واجب العمل نہین اور یہ تو ہمنے بھی نہین کہا کہ حدیث عین قرآن ہے اور بجائے قرآن اسکو نماز مین پڑھ سکتے ہین - صرف یہی کہا ہے کہ حدیث قرآن کی مانند واجب العمل ہے - پھر اس بات کی کہنے سی بجز دھوکہ دہی عوام کیا فائدہ متصور ہے -

۲ھ لفظ اجتہاد سے جو مراد اپنی تحریر نمبر ۵ مین بیان کی ہے اوس مراد سے احادیث متعلقہ ابن صیاد دجال اجتہادی نہین ہو سکتین - اسکی تفصیل حواشی تحریر قادیانی نمبر ۵ و ۸ مین ہوگی -

۳۱ و ۳۲ و ۳ صفحہ آیندہ — احادیث صحیح مسلم مین وجود تعارض کا دعوے کرنا (جو آپکے نزدیک موضوع ہونے کی دلیل ہے) احادیث صحیح مسلم پر دسوان کھلم کھلا حملہ ہے - اور اس تعارض کا ادعا محض کذب ہے - جس حدیث مین ابن صیاد کو دجال کہا گیا ہے وہ حدیث تمیم داری کے مخالف و معارض نہین - اور نہ کسی اور حدیث صحیح کی معارض ہے -

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے اس پر

ج ۱۰

دجال معہود ہونے کی نسبت جو حدیثوں ہین اون حدیثون سے صریح اور صاف طور پر معارض ہین جو گرجا والے دجال کی نسبت ہین جس کا راوی تمیم داری ہے - اب ہم ان دونو حدیثون مین سے کس حدیث کو صحیح سمجھین دونو حضرت مسلم صاحب کی صحیح مین موجود ہین - ابن صیاد کے دجال معہود ہونے کی نسبت یہان تک ثبوت پایا جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو قسم کھاکر بیان کیا کہ دجال معہود یہی ہے - تو آپ چپ رہے ہرگز انکار نہین کیا - اور ظاہر ہے کہ نبی کا قسم کہانے کے وقت مین چپ رہنا گویا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قسم کہانا ہے - اور پھر ابن عمرؓ کی حدیث مین صریح اور صاف لفظون مین موجود ہے کہ انہون نے قسم کہا کر کہا کہ مسیح دجال معہود یہی ابن صیاد ہے - اور پھر جابرؓ نے بھی قسم کھاکر کہا کہ دجال معہود یہی ابن صیاد ہے - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ بھی فرمایا کہ مین اپنی امت پر ابن صیاد کے دجال معہود ہونے کی نسبت ڈرتا ہون - پھر ایک اور حدیث

قسم نہین کھائی کہ ابن صیاد دجال موعود ہے اور نہ آنحضرت نے اس مضمون کی قسم پر سکوت کیا - اونکی قسم اور آنحضرتؐ کا سکوت تو صرف ابن صیاد کو دجال کہنے پر تھا - جسکے معنے یہ کئے گئے ہین کہ ابن صیاد منجملہ اون تیس دجالون کے ایک دجال ہے جنکے خروج کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تہی - ایسا ہی حضرت جابرؓ کا ابن صیاد کو دجال کہنا ہے - اسمین بہی یہ تصریح نہیں کہ ابن صیاد دجال موعود ہے رہا حضرت ابن عمرؓ کا ابن صیاد کو مسیح دجال کہنا سو یہ حضرت ابن عمرؓ کا اپنا قول موقوف ہے جو حدیث مرفوع تمیم داری وغیرہ کا معارض نہین ہو سکتا ہے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو آپنے نقل کیا ہے کہ آپنے فرمایا ہے کہ مین ابن صیاد کے دجال موعود ہونیسے ڈرتا ہون " یہ ایک سفید جھوٹ ہے جسکا ثبوت آپ سے طلب کیا گیا تو اخیر تحریر تک کچھ نہ بتایا اور جو کہا وہ مین افترا سے کام

مسلم میں بھی ہے جسمین لکھا ہے کہ صحابہ کا اسپر اتفاق ہو گیا تھا کہ دجال معہود ابن صیاد ہی ہے۔ لیکن فاطمہ رض کی حدیث تمیم داری والی جو اسی مسلم مین موجود ہے صریح اسکے مخالف ہے۔ اب ہم ان دونو دجالون مین سے کسکو دجال سمجھین۔ صدیق حسن صاحب

نعوذ باللہ من ذالک

ا ۔ ہ آپکا یہ دعوے بھی محض کذب ہے۔ کہ مسلم کی ایک حدیث مین لکھا ہے کہ صحابہ کا اسپر اتفاق ہو گیا تھا کہ دجال موعود ابن صیاد ہی ہے۔ صحیح مسلم مین اس مضمون کی کوئی حدیث موجود نہین۔ قادیانی سے اسکا ثبوت طلب کیا گیا۔ تو اسنے بھی کوئی پتہ نہین دیا جس سے اسکا دعوے ثابت ہو جو کما اسکا اسکا اور بھی کذب ثابت ہوا۔ اسکا مفصل بیان ہماری تحریر نمبری ۷ مین ہے۔

سک یہ محض کذب و افترا ہے اور یہ قادیانی اور اوسکی اتباع و احباب کے دجال و کذاب ہونے پر ایک روشن دلیل ہے۔ نواب صدیق حسن خانصاحب مرحوم نے ابن صیاد آپنی کتاب حجج الکرامہ فی آثار القیامہ کے صفحہ ۴۱۶ مین ابن صیاد کے دجال موعود ہونے کے باب مین صحابہ رض سے دو قول نقل کر کے فتح الباری شرح صحیح بخاری سے احادیث جابر بن عبد اللہ و عبد اللہ ابن عمر و ابو سعید خدری و قسم حضرت عمر رض بحضور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نقل کئے ہین۔ پھر صفحہ ۴۱۷ مین صاحب فتح الباری حافظ ابن حجر سے نقل کیا ہے کہ یہ احادیث اسباب مین نص (یعنے بیان واضح) نہین کہ ابن صیاد دجال موعود ہے۔ پھر نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن صیاد کے باب متردد رہنا (یعنے حضرت عمر رض کو ارادہ قتل ابن صیاد کے وقت یہ فرمانا کہ اگر ابن صیاد دجال موعود ہے تو تجھے اسکے قتل پر قدرت نہو گی۔ اور اگر یہ اور ہے تو اسکا قتل کرنا

کے دجال ہونے کو ترجیح دی اور حدیث تمیم داری کی تضعیف کی ہے

جیساکہ میرے ایک دوست نے بیان کیا ہے ابن صیاد کی حدیث کو ترجیح دیتے

اچہا نہین) تمیم داری کا قصہ سننے سے پہلے تھا۔ اور پھر جب تمیم داری سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکا حال سن لیا تو آپکو یقین ہوگیا کہ دجال موعود وہی شخص ہے جو جزیرہ مین محبوس ہے۔ اور تمیم داری اُسکو دیکھ آیا ہے۔ پھر حدیث تمیم داری کی نسبت فتح الباری سے نقل کیا ہے۔ کہ اس حدیث کی راوی صرف فاطمہ بنت قیس ہی نہین ہے۔ بلکہ ابوہریرہ وعائشہ وجابر بھی اس حدیث کی روایت مین فاطمہ کے ساتھہ شریک ہین۔ پھر ان اصحاب کی روایات حدیث تمیم داری کو کتب محدثین سے نقل کرکے انکا صحیح وحسن ہونا محدثین سے نقل کیا ہے۔ اسکے بعد صحیح مسلم سے پوری حدیث تمیم داری نقل کرکے صث ۱۱۸ مین بیہقی سے نقل کیا ہے۔ کہ دجال کہن سال بڈھا ہے۔ پھر اس حدیث کی سند کی صحت نقل کرکے بیہقی سے نقل کیا ہے۔ کہ دجال اکبر جو آخیر زمانہ مین پیدا ہوگا ابن صیاد کے سواے کوئی اور شخص ہے۔ اور ابن صیاد منجملہ دجالین کذابین جنکے خارج ہونے کی آنحضرت م نے خبر دی ہے۔ ایک دجال ہے۔ اور جو لوگ ابن صیاد کو دجال سمجھتے تھے انہون نے قصہ تمیم داری نہ سنا تھا۔ پھر صفحہ ۱۱۹ مین اسکے مویدات فتح الباری سے نقل کرکے کہا ہے۔ اینست ملخص کلام فتح الباری وحاصلش اصح بودن دجال غیر ابن صیاد ست بوجہ آنکہ اعور باشد واز یہود باشد ودر یہودیہ ساکن بود الے غیر ذلک۔ واحادیث ابن صیاد ہمہ محتمل ست وحدیث جساسہ نص ست پس مقدم باشد ودر اشاعہ گفتہ وموید مرجح بودن او

ہین اور تمیم داری کی حدیث کو اپنی کتاب آثار القیامہ ہین ضعیف قرار دیتے

بقیہ صفحہ ۲۰۵ [illegible]

غیر ابن صیاد ست نمیا کہ قصہ تمیم داری متاخر ست از قصہ ابن صیاد پس ہمچو* ناسخ باشد برای او و نیز وقت اخبار انحضرت صلعم بانکہ دجال در بحر شام یا بحر یمن لا بلکہ از طرف شرق بر آید ابن صیاد در مدینہ بود پس اگر وی دجال می بود می فرمود کہ وی در مدینہ است و نتوان گفت کہ این حرف بآن جہت نفرمود کہ مبادا او را بکشند و خبر داد بانجام کار او زیرا کہ قتل شخصی قبل از اجل او نمے تواند شد۔ و مقدر آنست کہ قاتل وی نبی خدا عیسے بن مریم علیہ السلام ست و اگر ہم چنین مے بود بیان نمی کرد انحضرت ضئضئی** خوارج را ۱ہ

اس مضمون آثار قیامت اور عبارت نواب صاحب مرحوم کو قادیانی اور اسکا کذاب دوست دیکھکر شرمندہ نہون تو بجز لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہ کیا کہا جائے۔ مضمون و عبارت مذکور صاف پکار رہی ہے۔ کہ نواب صاحب مرحوم رح نے ابن صیاد کے دجال ہونے کو ترجیح نہین دی اور نہ حدیث تمیم کی تضعیف کی ہے۔

---

* ہمچو ناسخ یعنے ناسخ کی مانند یعنے اسکو بے اعتبار کرنے والا یا اسلئے کہا ہی کہ حقیقۃً نسخ اخبار مین نہین ہوتا۔ ناسخ کی مانند اسلئے ہوا کہ اس روایت تمیم نے ان روایات کو جنسے اسکے خلاف کا وہم پیدا ہوتا تھا بے اعتبار و کان لم یکن کر دیا۔ حاشیۃ الحاشیہ

** ضئضئی یعنے اصل۔ یہ کلمہ بعض خارجیون کے حق مین آپنے فرمایا تھا۔ کہ اسکے اصل یعنے نسل سے ایسے لوگ پیدا ہونگے جو دین سے خارج ہونگے حاشیۃ الحاشیہ

ہین - بہرحال اب یہ مصیبت اور رونے کی جگہ ہے یا نہین کہ ایک ہی کتاب مین جو بعد بخاری کے اصح الکتب سمجھی گئی ہے دو متعارض حدیثین ہین جب کہ ہم ایک کو صحیح مانتے ہین تو پھر دوسری کو غلط ماننا پڑتا ہے - ماسوا اسکے تمیم داری کی حدیث مین صاف

اول۵ آپکا یہ رونا اور اظہار مصیبت و ماتم کرنا اس امر کا صریح اقرار ہے - کہ آپ صحیح مسلم ان احادیث کو جنمین ابن صیاد اور دجال کا ذکر ہے باہم متعارض و متخالف جانتے ہین - اور بناءً علیہ حدیث تمیم داری کو جسمین ابن صیاد کے سوا کسی اور شخص کو دجال کہا گیا ہے غلط و موضوع قرار دیتے ہین - اس تعارض اور غلطی کا آپ یقین نہ رکھتے تو یہ رونا نہ روتے اور ماتم نہ کرتے بلکہ یقین اور وثوق کے ساتھ یہہ کہتے کہ ان سب احادیث مین ایک ہی دجال ابن صیاد مراد ہے - لہذا یہ سب احادیث باہم متوافق اور صحیح ہین - آپکا اید ماتہ کہنا اور برخلاف اسکے ان احادیث کے تعارض پر نوحہ کر کے ایک حدیث تمیم داری کو غلط قرار دینا صاف یقین دلاتا ہے - کہ اس حدیث کو آپ غلط موضوع جانتے ہین یہ احادیث صحیح مسلم پر آپ کا گیارہوان حملہ ہے -

قادیانی کو اہلحدیث جاننے والے آپ کے اس ماتم کو دیکھین اور پھر انصاف سے کہین کہ آپ صحت احادیث صحیحین کے قائل ہین یا منکر اور اشتہار یکم اگست مین آپکا اقرار تسلیم احادیث صحیحین دلی اقرار ہے یا منافقانہ اظہار -

اب آپ کی اس مصیبت پر جسپر آپ رونا روتے ہین تعزیت کیجاتی ہے - کہ یہہ مصیبت آپکی خیالی مصیبت ہے نہ واقعی مصیبت - کیونکہ واقع اور حقیقت مین تمیم داری کی حدیث مین اور ان احادیث مین جسمین ابن صیاد کو دجال کہا گیا ہے کوئی تعارض نہین - حضرت عمرؓ و حضرت جابرؓ نے تو ابن صیاد کے

حملہ ۱۱

لفظون مین لکھا ہے کہ وہی دجال جو تمیم داری نے دیکھا تھا کسی وقت خروج کرے گا۔ لیکن اسی مسلم کی حدیثین صاف صاف ظاہر کر رہی ہین کہ سو برس کے عرصے تک کوئی شخص زندہ نہین رہیگا۔ بلکہ پہلی حدیث مین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کہا کر بیان فرمایا ہے کہ اس وقت سے سو برس تک کوئی جاندار زمین پر زندہ نہین رہیگا۔ اب اگر ابن صیاد اور گرجا والا دجال جاندار اور مخلوق ہین تو اس سے لازم آتا ہے کہ وہ مر گئے ہون۔ اب یہ دوسری مصیبت ہے کہ دونو حدیثون کے صحیح ماننے سے پیش آتی ہے۔ آپ فرماوین کہ ہم کیونکر ان دونو کو باوجود سخت تعارض کے صحیح مان سکتے ہین۔ پس اب بجز اسکے اور کیا راہ ہے کہ ہم ایک حدیث کو غیر صحیح کہین غرض کہانتک

دجال معہود ہونے کا ذکر ہی نہین کیا۔ حضرت ابن عمرؓ نے اسکو مسیح دجال کہا ہے سو یہ اونکا قول موقوف ہے جو حدیث مرفوع تمیم داری کا معارض نہین ہوسکتا چنانچہ حواشی ص۲۳۷ مین بیان ہوا۔ پھر یہ مصیبت کیا ہے اور یہ رونا کیسا

س ۱ و ص ۲و۳ یہ مصیبت پر مصیبت کا اظہار اور سخت تعارض احادیث صحیح مسلم کا اشتہار اور عدم تسلیم صحت احادیث ایک جانب کا اقرار صاف اقبال ہے کہ آپ صحیح مسلم کی حدیث تمیم داری کو صحیح نہین جانتے اور جو اشتہار یکم اگست مین تسلیم صحت کا اقرار کرتے ہین وہ منافقانہ اقرار ہے آپکا دلی اعتقاد یہی ہے جو بار بار آپ کے موہنہ پر آتا ہے۔ یہ آپکا احادیث صحیح مسلم پر بلا ہوان حملہ ہے۔ قادیانی کو اہلحدیث جاننے والے ایمان و انصاف کو کام مین لاکر کہین کہ وہ صحیح مسلم کی جملہ احادیث کو صحیح جانتا ہے؟ ہرگز نہین۔ اس مصیبت بار دوم پر دوبارہ آپکی تعزیت کیجاتی ہے۔ کہ یہ مصیبت بہی آپکی خیالی مصیبت ہے نہ واقعی مصیبت

بیان کیا جائے

اور جن احادیث ثلثہ صحیح مسلم مین یہ ذکر ہے کہ سو برس کے بعد زمین پر کوئی زندہ نرہیگا۔ وہ حدیث تمیم داری کی معارض ومخالف نہین ہے۔ ان احادیث مین ان ساکنین مدینہ یا زمین عرب کا جو اسوقت تک پیدا ہو چکے تھے حال وفات بیان ہوا ہے نہ کل زمین کے ساکنین کا یا ساکنین بحر وجزائر کا اور حدیث تمیم داری مین جس دجال کا قرب قیامت تک زندہ رہنا بیان ہوا ہے وہ عرب کی زمین مین نہین بلکہ سمندر کے ایک مشرقی جزیرہ مین ہے۔ پھر ان احادیث مین اور حدیث تمیم داری مین تعارض کہان ہوا۔ ان احادیث مین زمین سے خاص کر زمین عرب کا مراد ہونا ایسا ہے جیسا کہ آیہ منقولہ حاشیہ مین زمین سے محاربین کا وطن مراد ہے اور اس زمین سے نکالدینے سے انکو جلا وطن کرنا مراد ہے

انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ان یقتلوا او یصلبوا ان تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض۔ مائدہ ع ۵۔

محدثین کرام ان احادیث کے یہی معنے کرتے ہین اور بنائً علیہ ان احادیث کی حکم سے حضرت خضر وحضرت عیسیٰ علیہم السلام اور ابلیس علیہ اللعنتہ کا مستثنے ہونا بیان فرماتے ہین

امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین فرمایا ہے کہ ان (سو برس والی) احادیث سے بعض شاذ ونادر محدث لوگون نے حضرت خضر کی موت پر استدلال کیا ہے۔ مگر جمہور محدثین انکو زندہ سمجھتے ہین۔ اور ان احادیث کے یہ معنے بیان کرتے ہین کہ (ان مین زمین کے باشندون کا حال بیان ہوا ہے) اور حضرت خضر دریا مین رہتے تھ

وقد احتج بھذہ الاحادیث من شذ من المحدثین فقال الخضر علیہ السلام میت والجمھور علی حیوتہ کما سبق فی باب فضائلہ ویتاولون

جسقدر بعض احادیث مین تعارض

هذه الاحاديث على انه كان على البحر لا على الارض او انما عام مخصوص (شرح مسلم صفحہ ۲۱۰ ج ۱-)	یا ان احادیث مین عام لوگونکا حال بیان ہوا ہے جنسے حضرت خضر کے مخصوص و مستثنے ہین-

اور قسطلانیؒ نے شرح بخاری مین فرمایا ہے - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

لا يبقى ممن هو على ظهر الارض احد ممن ترونه او تعرفونه عند مجيئه او المراد ارضه التي نشاء بها ومنها بعث كجزيرة العرب المشتملة على الحجاز وتهامة ونجد فهو على قوله تعالى او ينفوا من الارض اى بعض الارض التي صدرت الجناية فيها فكيت ال للاستغراق وبهذا يندفع قول من استدل بهذا الحديث على موت الخضر كالمولف او محتمل ان يكون الخضر في غير هذه الارض المعهودة ولئن سلمنا ان ال للاستغراق فقط لداحد عموم محتمل اذ على وجه الارض الجن والانس والعمومات يدخلها التخصيص بادنى قرينة (قسطلانی صفحہ ۲۰۰ ج-۱-)	اس قول سے کہ کوئی پشت زمین پر نرہے گا یہ مراد ہے کہ جنکو تم دیکھتے ہو یا جب وہ تمہارے آوین تو تم اسکو پہچان لو وہ لوگ فوت ہو جائینگے -یا یہ مراد ہے کہ اس زمین کے لوگ فوت ہو جائین گے جسمین آپ پیدا ہوے -اور نبی ہو کر آئے یعنے جزیرہ عرب جسمین حجاز - تہامہ نجد -تینون حصہ شامل ہین (اس صورت) مین یہ قول نبوی ایسا ہے جیسا یہ قول خداوندی ہے -کہ محاربین زمین سے نکال دیئے جائین - جس سے یہ مراد ہے کہ وہ اس زمین سے نکالے جاوین جسمین اُنکے جرم بغاوت صادر ہوا ہو - اس صورت

مین الف ولام استغراق کے لئے نہین ہے -یعنی جو تمام حصص زمین کو شامل ہو

وتخالف پایا جاتا ہے

اس تقریر سے ان محدثین کا قول جو اس حدیث سے حضرت خضرؑ کی موت پر استدلال کرنے مین رد ہوتا ہے۔ کیونکہ انکے جواب مین یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ اسوقت حضرت خضرؑ زمین عرب مین نہ تھے اور اگر ہم یہ بھی بطور فرض مان لین کہ یہ الف لام استغراق کے لئے ہے تو پھر یہ کہہ سکتے ہین کہ حضرت خضرؑ اس سے مستثنےٰ ہین"

عینی نے شرح بخاری مین کہا ہے کہ اس حدیث مین زمین سے

وقیل اراد النبی صلعم بالارض البلدة التی ھو فیھا وقال تعالی الم تکن ارض اللہ واسعة یرید المدینة۔ (عینی شرح بخاری)	وہ شہر (مدینہ) مراد ہے جسمین آنحضرت صلعم موجود تھے۔ چنانچہ اس قول خداوندی سے کہ کیا خدا کی زمین فراخ نہ تھی۔ مدینہ مراد ہے۔

بخاری کی بعض شروح مین ہے۔ کہ اس حدیث مین زمین کا لفظ کہنے سے

قولہ ظھر الارض احترازعن الملائکة وعیسی علیھم السلام واحتج بہ البخاری وغیرہ علی موت خضر۔ والجمھور علی خلافہ فروا جابوا بانہ عام مخصوص البعض اوکان فی البحر ولا یعترض بھادوت وماروت لانھما لیسا بشر وکذا الجواب فی ابلیس قال العینی الاوجہ ان یقال المراد ممن ھو علی	ملائکہ اور حضرت عیسیٰ جدا ہوئے۔ بخاری نے اس حدیث سے حضرت خضر کی وفات پر استدلال کیا ہے مگر جمہور محدثین اسکے مخالف ہین اور وہ کہتے ہین کہ یہ ایک عام بات زبانی ہے جس سے حضرت خضرؑ مخصوص ہین۔ یا یہ کہ اسمین زمین والونکا حال بیان ہوا ہے۔ اور

اوس کے بیان کرنے

ظہر الارض امتہ امتہ اجابتہ کانت اودعوۃ وعیسی و خضر لیسا داخلین فی الامتہ والشیطان لیس من بنی آدم (ہامش بخاری صث)

حضرت خضر دریا مین ہین۔ ہاروت وماروت کے موجود ہونے سے بہی بیان اعتراض نہین پڑتا کیونکہ وہ دونو بشر نہین۔ ایساہی ابلیس کے موجود ہونے پر اعتراض ہے۔ عینی نے کہا ہے کہ بہت ہا وجہ جواب یہ ہے اس حدیث مین آنحضرتؐ نے اپنی امت کا حال بیان کیا ہے۔ اور حضرت عیسے وحضرت خضر اس امت سے نہین ہین۔ اور شیطان جو موجود ہے تو وہ بنی آدم سے نہین ہا

قادیانی نے اپنے اس قول کی شرح مین زبانی یہ تقریر کی تہی کہ یہ بات کہ سو برس کے بعد کوئی جاندار زمین پر نرہیگا۔ آنحضرتؐ نے سوال قیامت کے جواب مین فرمائی تہی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان احادیث مین قیامت قائم ہونے اور تمام زمین کے زندہ اشخاص کے مرجانے کی خبر دی گئی ہے۔

یہ بات آنجہانی اپنے خسر دوم منشی ناصر نواب کو بہی زبانی کہی تھی اور اسکی تصدیق کے لئے مشکوۃ کے صفحہ ۴۸۰ مین ایک حدیث دکہاکر اسکا مطلب یہ سمجہایا تہاکہ آنحضرتؐ سے لوگون نے وقت قیامت سے سوال کیا توآپنے یہ فرمایا کہ سو برس کے بعد زمین پر کوئی نرہیگا۔ اس کے بعد زبانی تقریر میں قادیانی صاحب نے فرمایا تہا کہ اس قول نبوی سے زمین سے کوئی خاص زمین مراد ہو تو یہ قول سوال قیامت کا جواب نہین بنتا۔ کیونکہ کسی ایک زمین کے زندہ اشخاص کے فوت ہوجانے سے قیامت کا قائم ہونا ثابت نہین ہوسکتا۔ قیامت تب ہی

یہ قول سو …

کوئی زمین پر زندہ رہے …

اور قیامت کا ھنگامہ برپا ہوتا … قیامت

کے جواب سے اعراض وانکار کرکے فرمایا تھا۔ لوگون نے آپ سے وقت قیامت سے سوال کیا۔ آپنے جواب مین وقت قیامت سے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا اور صاف فرمادیا کہ وقت قیامت کا علم تو مجھے نہین ہے۔ یہ علم تو خدا تعالے ہی سے مخصوص ہے۔ ہان مین یہ بات قسم سے کہتا ہون کہ جو لوگ آج کے دن تک زمین پر موجود ہو چکے ہین وہ سو برس کے بعد زندہ نرہین گے۔

اصل حدیث یہ ہے جو صحیح مسلم کے صفحہ ۳۱۰ مین ہے اور وہی حدیث مشکوۃ مین بصفحہ ۴۷۲ منقول ہے۔ عن جابر بن عبد اللہ سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول قبل ان یموت بشہر تساءلونی عن الساعۃ وانما علمہا عند اللہ واقسم باللہ ما علی الارض من نفس منفوسۃ تأتی علیہا مائۃ سنۃ وھی حیۃ یومئذٍ۔

اوس کے بیان کرنے

ظہر الارض امتہ امتہ اجابتہ کانت او دعوۃ و عیسی و خضر لیسا داخلین فی الامتہ والشیطان لیس من بنی ادم (ہامش بخاری صث)

حضرت خضر دریا مین ہین - ہاروت وماروت کے موجود ہونے سے بہی بیان اعتراض نہین پڑتا - کیونکہ وہ دونو بشر نہین - ایساہی ابلیس کے موجود ہونے پر اعتراض ... ہے - عینی نے کہا ہے کہ بہت ہا درجے یہ ہے اس حدیث مین آنحضرت صلعم نے اپنی امت کا حال بیان کے معنے سمجہنے حضرت عیسے و حضرت خضر اس امت سے نہین تر رہے ہین - آنحضرت صلی

علیہ وسلم لا یبقی بنی آدم سے نہین ... الارض احد یرید بذلک ان ینخرم ذلک القرن۔ (صحیح مسلم ص۳۱۰)

علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا تہا کہ جو آجتک پیدا ہوچکے ہین وہ سو برس کے بعد نرہینگے جس سے آپکا مقصود یہ تہا کہ آپ کا قرن سو برس کے بعد گزر جائے گا۔

یہ قول ایک جلیل الشان صحابی (ابن عمرؓ) کا بہی اسباب مین نص ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ قول سوالِ قیامت کا جواب نہین تہا - اور اس سے قیامت برپا ہونے کی خبر دینا مقصود نہ تہا - بلکہ بیان انقضاء قرن مقصود تہا - اور جب اس قول سے جواب سوال قیامت مقصود نہوا تو پہر اس سے تمام زمین کے زندہ اشخاص کا فوت ہوجانا مراد ٹہرانا ضروری نہوا - کیونکہ یہ بقول قادیانی اسی صورت مین ضروری تہا جبکہ یہ قول سوال قیامت کا جواب ہوتا - اور اس سے قیامت ہونے کی خبر دینا مقصود حضرت رسالت ہوتا۔

مگر اس جگہ

لفظ قرن کو (جسکے گزر جانے کا بیان بقول حضرت ابن عمرؓ مقصود حضرت رسالت تہا) دیکھا جائے تو اس سے بہی تمام زمین کے لوگون کا مراد نہونا ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ آنحضرتؐ کے اہل قرن وہی لوگ کہلاتے جو آپ سے شرف صحبت و ملاقات رکہتے تھے نہ تمام دنیا کے لوگ حدیث مشہور خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم مین آنحضرتؐ نے اپنے قرن والون کو بہترین اہل زمانہ فرمایا ہے۔ پھر انکو جو انکے قریب ہون پہر انکو جو انسے متصل ہون۔ اور اس قول سے ان تینون زمانون کے تعامل علم کو حجت ٹہرایا ہے۔ کیا اس حدیث مین ان تین زمانون کے تمام دنیا کے لوگون کو (یورپ مین ہون خواہ ایشیا مین یا امریکہ و چین وغیرہ مین) آنحضرتؐ نے بہتر کہا اور ان کو تعامل کو حجت ٹہرایا ہے۔ ہرگز نہین۔

مجمع البحار جلد سوم کے صـ۱۴۶ مین نہایہ جزری سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت

قرنہ اصحابہ علی الصحیح وقیل قرنہ ما بقیت عین رأتہ والثانی ما بقیت عین رأت من راہ والثالث کذلک	کا قرن بنابر قول صحیح آپکے اصحاب تھے بعض کا قول ہے کہ آنحضرت کا قرن اسوقت تک ہے کہ آپ کو دیکھنے

مجمع البحار

والی آنکھ رہے۔ دوسرا قرن اسوقت تک ہے کہ آپکو دیکھنے والون کو دیکھنے والی آنکھ رہے۔ ایسا ہی تیسرا قرن ہے۔

اور اسے مجمع البحار جلد ثالث کے صفحہ ۱۲۲ مین طیبی سے نقل کیا ہے

قرنہ اصحابہ والثانی ابنائہم	کہ آپکا قرن آپ کے اصحاب تہے۔

اسی قدر کافی ہے

والثالث ابناء ابنائهم وقيل كل طبقة مقترنين في وقت والصحيح ان قرنه الصحابة والثاني التابعون والثالث تابعوهم وقد ظهر ان مدة ما بين البعثة الى اخر من مات من الصحابة مائة وعشرون بالتقريب وان نظر الى وفاته كان مائة اما قرن التابعين فان اعتبر من سنة مائة كان نحو خمسين فظهر ان مدة القرن مختلف باعتبار اعمار اهل كل زمان - واتفق ان اخر اتباع التابعين من عاش الى عشرين ومائتين وفيه ظهر البدع ظهوراً فاشياً واطلقت المعتزلة السنتها ودفعت الفلاسفة رؤسها

دوسرا قرن اونکے بیٹے - تیسرا قرن اونکے پوتے - بعض کا قول ہے - قرن وہ لوگ ہین جو کسی وقت مین ملے ہون - مگر صحیح یہ تفسیر ہے کہ آنحضرت کا قرن آپ کے اصحاب ہین - دوسرا قرن تابعین کا - تیسرا قرن تبع تابعین کا - اور یہ امر ظاہر ہے کہ آنحضرت ؐ کے مبعوث (نبی) ہونے کے وقت سے آخری صحابی کی موت تک تقریباً ایکسو بیس برس ہوتے ہین اور اگر آنحضرت کے سال وفات سے (جس سے ایک مہینہ پیشتر آپنے وہ قول سو برس تک کسی کے زندہ نرہنے کا فرمایا تھا چنانچہ صحیح مسلم مین بصفحہ ۳۱۰ اور مشکوۃ مین بصفحہ ۴۷۷ تصریح ہے) حساب کیا جاوے تو ایک سو برس ہوتے ہین - تابعین کا قرن اس سو برس کے بعد سے شمار کیا جائے تو تقریباً اور ستر برس تک ختم ہوتا ہے - اور تبع تابعین کا قرن اسکے بعد سے شمار کیا جائے تو تقریباً اور پچاس برس تک ختم ہوتا ہے - اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ قرن ہر ایک زمانہ والون کی عمر کے اختلاف سے مختلف ہوتا ہے - اور اسپر اتفاق ہے کہ آخری تبع تابعین

اب ظاہر ہے کہ اگر تمام حدیثین روایت کے طور سے یقینی الثبوت ہوتین تو یہ خرابیان کاہیکو پڑتین اب مین خیال کرتا ہون کہ مین

دو سو بیس برس تک زندہ رہا ہے۔ اسکے بعد بدعت و فساد کا عام شیوع ہو گیا۔ معتزلہ نے زبان کو کھولا۔ فلاسفہ نے سر اٹھایا وغیرہ وغیرہ "

ان عبارات کی شہادت سے صاف ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم کے قرن سے جسکے گذر جانے کی بقول حضرت ابن عمر آنحضرت نے اس قول مین خبر دی تھی صحابہ مراد ہین۔ جو عرب وغیرہ بلاد کی زمین مین رہتے تھے آنحضرت نے اس قول مین ان ہی کے فوت ہو جانے کی خبر دی تھی نہ تمام دنیا کے لوگونکی۔ آپ کے قرن سے سارے دنیا کے لوگون کو مراد ٹھرایا جائے تو آنحضرت کی اس حدیث مشہور مین جو لفظ قرن وارد ہے اس سے بہی تمام دنیا کے لوگ مراد لینا اور انکا بہتر ہونا اور انکے تعامل کا حجت ہونا لازم آئیگا جس کا کوئی مسلمان قائل نہین ہو سکتا۔ **اس بیان سے** ثابت ہے کہ قادیانی فن حدیث سے ناواقف ہو کر ناحق دخل درمعقولات دیتا ہے۔ اور احادیث صحیحہ کے غلط معنے کر کے انکو باہم متعارض ٹھراتا اور مسلمانون کو دہوکہ و ضلالت مین ڈالتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ قول سو برس والا واقع مین حدیث دجال کی متعارض نہین اور دجال کے موجود ہونے کی نفی کرتا۔

ط جملہ احادیث کو یقینی الثبوت کہنے کا جواب بارہا دیا گیا۔ اون مین تعارض کا عدم وقوع بہی ظاہر کیا گیا۔ آپ بار بار اسی بات کا اعادہ کرتے اور خروج از بحث کا ارتکاب عمل مین لاتے ہین جسکی پانچوین دفعہ ہے۔

حاشیہ نمبر ۶

خروج دفعہ ۵

آپکے سوال کا پورا پورا جواب دے چکا ہون۔ کیونکہ جس حالت مین یہ ثابت ہو گیا کہ حدیثین بوجہ اپنی ظنی حالت اور تعارض اور دوسری وجوہ کے یقین کامل کے مرتبہ پر نہین ہے اسلئے وہ بجز شہادت و موافقت قرآن کریم یا عدم خلاف اسکے حجت شرعی کے طور سے کام مین نہین آسکتین اور قانون روایت کے رو سے اونکا وہ پایہ ہرگز تسلیم نہین ہو سکتا جو قرآن کریم کا پایہ ہے۔ سو بالفعل اسی قدر لکھنا کافی ہے۔

۱۰۔ جولائی مرزا غلام احمد ۱۸۹۱ء

تحریر نمبر ۵۔ از جانب خاکسار

آپنے میرے سوال کا جواب پھر بھی صاف نہین دیا۔ اور الفرمایا کہ احادیث کا قانون روایت بجز اس عقلی پیمانہ کے کہ موافق قرآن ہون تو مقبول ورنہ مردود یعنی پیمانہ صحت کیا ہے اور اصول روایت کے رو سے احادیث صحیحین صحیح ہین یا نہین

سلہ پورا چھوڑا ادھورا جواب بھی نہین دیا۔ اور نہین بتایا کہ احادیث صحیحین اصول روایت کی رو سے صحیح ہین یا سب کے سب غیر صحیح یا بعض صحیح بعض موضوع۔ ہمارے سوال کا یہی جواب تھا جسکا کوئی حصہ بھی آپ کی تمام کلام مین پایا نہین جاتا۔ پورا جواب کہان۔

ٹلہ احادیث صحیحین کا واجب العمل ہونا باوجود ظنی تسلیم ہونے کے شرط توافق قرآن کریم سے مشروط نہین۔ وہ احادیث بلا مراجعت قرآن واجب العمل ہین۔ اور کوئی حدیث صحیحین قرآن شریف کے مخالف نہین۔

سلہ یہ پیمانہ ہونا کسنے کہا۔ اور کسنے اس سے سوال کیا۔ یہ چھٹی نعم آپنے بحث سے خروج کیا۔ کہ ایک ایسے امر سے تعرض کیا جس سے بحث و سوال نہ تھا۔

مگر آپکے کلام سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ آپ کسی حدیث کو بخاری ومسلم کی کیون نہو صحیح ولائق قبول نہین جانتے جبتک کہ اوسکا مطابق قرآن ہونا ثابت نہو۔ وبناءً علیہ اُن کتب کی احادیث کی نسبت یہ عام حکم نہین لگاسکتے کہ وہ صحیح ہین یا موضوع ہین۔ اور نہ یہ تفصیل وتشقیق کر سکتے ہین کہ فلان حدیث صحیح ہے فلان موضوع بجز احادیث متعلقہ ابن صیاد ودجال جنکی ایک جانب کو آپ موضوع جانتے ہین۔ آپکے کلام کا یہی مطلب ہے تو آپ صرف ہان کہدین اور اوس کے ساتھ یہ بھی بیان فرماوین کہ اس اعتقاد وبیان مین سلف صالحین سے آپکا

---

۵۱ ہمارے اس اظہار مفہوم پر بعض دجاجلہ اتباع قادیانی نے اعتراض کیا ہے۔ کہ جب تمکو اس مفہوم کا علم واعتراف ہے تو پہر کیون لکھتے چلے گئے ہو کہ ہمارے سوال کا جواب نہین دیا۔ اس کے جواب دو ہین۔ اول یہ کہ اس مفہوم کی نسبت قادیانی سے اسی مقام مین یہ سوال کیا گیا "ہماری کلام کا یہی مطلب ہے تو صرف ہان کہدو" تو اسنے اسکے جواب مین ہان نہین کہا۔ لہذا سوال واستفسار کا حق رہا۔ جواب دوم یہ کہ یہ مفہوم قادیانی کے لفظ لفظ سے ٹپک رہا ہے۔ مگر ہم اس سے صاف اقرار کرانا چاہتے تھے۔ اور عوام اہل حدیث پر جو اسکو اہل حدیث اور قائل صحت صحیحین جانکر اسکے پنجہ مین پہنسے ہوئے ہین اسکا منکر صحت صحیحین ہونا اسکے اقرار سے ثابت کرنا پیش نظر رکھتے تھے۔ سو اگرچہ اسنے یہ صریح اقرار نہین کیا۔ مگر بار بار کا مفہوم واشارہ بھی صریح اقرار کے مانند ہو جاتا ہے۔ اسیوجہ سے ہمنے تحریر نمبر ۸ مین اسکو یقیناً منکر صحت صحیحین ٹھہرادیا اور اسپر جو حکم مناسب تھا لگایا۔

۵۲ یہ وہی سوال ہے جسکا ذکر حاشیہ سابق مین ہے۔ قادیانی نے اسکا جواب صاف

کون امام[سلہ] ہے۔ اور آپ سے پہلے کون اسکا قائل۔ اسکا مطلب کچھ اور ہے تو وہ بیان کرین نمبر ۲۔ آپنے یہ بھی بیان کیا کہ تم کتب احادیث کا مرتبہ صحت قرآن کے برابر سمجھتے ہو۔ اسکی نسبت یہ سوال ہے کہ میرے کس لفظ سے آپنے یہ مطلب سمجھا ہے نمبر ۳۔ آپنے یہ دعوی کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض احادیث اجتہادی فرمائی ہین۔ اس سے آپکا یہ مقصود ہے کہ وہ وحی الٰہی نہین ہے یا کچھ اور ہے یہی ہے تو فرمایئے کہ احادیث متعلقہ ابن صیاد اسی قسم اجتہادی سے ہین یا نہین۔ نمبر ۴۔ آپنے لکھا ہے کہ صحابہ کا اسپر اجماع تھا کہ ابن صیاد دجال معہود ہے اس پر کتب حدیث مین کہان شہادت پائی جاتی ہے۔ جس سے اجماع ثابت ہو۔ مگر اسکے ساتھ یہ بھی بیان کرین کہ اجماع کی حقیقت کیا ہے۔ نمبر ۵۔ آپ نے دعوی کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن صیاد کی نسبت فرمایا ہے۔ کہ مین اسکے دجال معہود ہونے سے ڈرتا ہون۔ کتب حدیث مین اسکا کہان ذکر ہے۔

نمبر ۶۔ آپ نے جو مضمون اشاعۃ السنۃ سے نقل کیا ہے۔ اوسکی تصحیح نقل کرین اور اس کے ساتھ یہ بھی بیان کرین کہ اس امر کی نسبت مین نے اپنا اعتقاد کیا ظاہر کیا ہے ان سوالات کا آپ جواب دین گے تو آپ کی طولانی جواب پر مفصل بحث ہوگی بلا حصول جواب سوالات مذکورہ اوسپر تفصیلی بحث نہین ہو سکتی۔

۳۱۔ جولائے ابوسعید محمد حسین ۱۸۹۱ء

نہین دیا۔ اور "ہان"۔ قلم و مونہہ سے نہ کہا۔

سلہ ناظرین خیال کرین کہ ہمنے کس اعتقاد و بیان مین قادیانی کے امام کا نام دریافت کیا ہے۔ اور قادیانی نے جواب مین کس مسئلہ مین اپنے لئے امام کا غیر ضروری ہونا بتایا ہے

تحریر نمبر ۵ - از جانب قادیانی

میری طرف سے مکرر گذارش یہ ہے کہ ائمہ حدیث جس طور سے صحیح اور غیر صحیح حدیثونمین فرق کرتے ہین اور جو قاعدہ تنقید احادیث انہون نے بنایا ہوا ہے وہ تو ہر یک پر ظاہر [ف۱] ہے۔ کہ وہ راویون کی حالات پر نظر ڈالکر باعتبار انکے صدق یا کذب اور سلامت فہم یا عدم سلامت اور باعتبار انکے قوت حافظہ یا عدم حافظہ وغیرہ امور کے جنکا ذکر اس جگہ موجب تطویل [ف۲] ہے کسی حدیث کو صحیح یا غیر صحیح ہونے کی نسبت حکم دیتے ہین۔ مگر انکا کسی حدیث کی نسبت یہ کہنا کہ یہ صحیح ہے اسکے یہ معنے نہین ہین کہ وہ حدیث من کل الوجوہ مرتبہ ثبوت کامل [ف۳] تک پہونچ گئی ہے جسمین امکان غلطی کا نہین بلکہ انکا مطلب صحیح کہنے سے صرف اسقدر ہوتا ہے کہ وہ بخیال انکے اُن آفات اور عیوب سے

ف۱ محدثین پر ظاہر ہونے مین کیا شک ہے۔ مگر آپ پر تو وہ قاعدہ تنقید ایسا مخفی ہے جیسے شب پر آفتاب۔ آپکے الفاظ "سلامت فہم وغیرہ" جنکی پیچھے کر (تحریر نمبری ۸) مین آپنے تاویل کی ہے بتا رہی ہین۔ کہ آپ اس کوچہ مین کبھی نہین گزرے۔

ف۲ موجب تطویل نہ کہئے یہ فرمایئے ہمکو انکا علم نہین۔ مگر یہ تب ہو جبکہ آپ کو بے ریائی و انکسار سے کوئی تعلق ہو۔ یہان تو تمام سلسلہ کی بنا ہی بناوٹ اور جھوٹ و تکلف اور نمائش پر ہے۔ پھر لاعلمی کا اقرار کیونکر ہو۔

ف۳ جسقدر ثبوت عمل کے لئے کافی ہے وہ تو کامل و مکمل احادیث صحیحین کو حاصل ہے۔ رہی آپ کی قید عدم امکان غلطی سو محض دھوکہ ہے۔ عمل کے لئے یہ امر ضروری نہین ہے اور حدیث صحیح باوجود امکان غلطی واجب العمل ہے۔

پھر ایسے ہے جو غیر صحیح حدیثون مین پائی جاتے ہین اور ممکن ہے کہ ایک حدیث باوجود صحیح ہونے کے پھر بھی واقعی اور حقیقی طور پر صحیح نہو۔ غرض علم حدیث ایک ظنی علم ہے جو مفید ظن ہے۔ اگر کوئی اجگہہ یہ اعتراض کرے کہ اگر احادیث صرف مرتبہ ظن تک محدود ہین تو پھر اس سے لازم آتا ہے کہ صوم وصلوۃ وحج وزکوۃ وغیرہ اعمال جو محض حدیثون کے ذریعہ سے مفصل طور پر دریافت کئے گئے ہین وہ سب ظنی ہون تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ بڑے دھوکہ کی بات ہے کہ ایسا سمجھا جائے کہ یہ تمام اعمال محض روایتی طور پر دریافت کئے گئے ہین۔ وبس بلکہ انکے یقینی ہونے کا یہ موجب ہے کہ سلسلہ تعامل ساتھہ ساتھہ چلا آیا ہے۔ اگر فرض کرلین کہ یہ فن حدیث دنیا مین پیدا نہوتا پھر بھی یہ سب اعمال و فرائض دین سلسلہ تعامل کے ذریعہ سے یقینی طور پر معلوم ہوتے۔ خیال کرنا چاہیئے کہ جس زمانہ

---

۵۱ صحیحین کی احادیث واقعی صحیح نہون تو انکی صحت پر قسم کہانے سے کفارہ لازم آوے حالانکہ یہ کفارہ لازم نہین ہے۔ چنانچہ ہماری تحریر نمبری ۸۔ مین اسکا بیان آتا ہے ان کتابون کی صحت پر امت کا اتفاق واقعی صحت کا مثبت ہے۔ کیونکہ امت اپنے اتفاق مین معصوم ہے اسکا بیان بہی نمبری ۸۔ مین ہے۔

۵۲ نماز روزہ وحج وزکوۃ وغیرہ اعمال کے اتفاقیہ ارکان گو تعامل سے ثابت ومعلوم ہین۔ مگر انکی اختلافی اجزا ومسائل تعامل سے ثابت نہین۔ انکا ثبوت احادیث ہی سے ملتا ہے۔ حدیث نہو تو ان مسائل کے ثبوت کا پتہ نہ لگے۔ آن پر تعامل پایا جاتا تو انمین اختلاف واقع نہوتا۔ قادیانی جو ان سب کو تعامل سے ثابت بتاتا اور انکو یقینی ٹھراتا ہے۔ تو اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ نہ تعامل کے معنے جانتا ہے اور نہ ان اختلافات سے واقف ہے جو ان اعمال کی اجزا ومسائل مین پائی جاتے ہین۔ اسکی تفصیل بہی ہماری نمبری ۸۔ اور اسکے حواشی مین ہوگی۔

تک حدیثین جمع نہین ہوئی ہین کیا اسوقت تک لوگ حج نہین کرتے تھے یا نماز نہین پڑھتے تھے یا زکوۃ نہین دیتے تھے۔ ہان اگر یہ صورت پیش آتی کہ لوگ ان تمام احکام و اعمال کو یکدفعہ چھوڑ بیٹھتے اور صرف روایتون کے ذریعہ سے وہ باتین جمع کی جاتین تو بے شک یہ درجہ یقین و ثبوت تام جو اب انہین پایا جاتا ہے ہرگز نہوتا سو یہ ایک دھوکہ ہے کہ ایسا خیال کر لیا جائے کہ احادیث کے ذریعہ سے صوم و صلوۃ وغیرہ تفاصیل معلوم ہوئی ہین بلکہ وہ سلسلہ تعامل کے ذریعہ سے معلوم ہوتے چلے آئے ہین۔ اور در حقیقت اس سلسلہ کو فن حدیث سے کچھ تعلق نہین وہ تو طبعی طور پر ہر یک مذہب کو لازم پڑا ہوا ہوتا ہے ۵۱ اور میرا مذہب احادیث بخاری اور مسلم کی نسبت یہ نہین ہے کہ مین خواہ نخواہ انکی کسی حدیث کو موضوع قرار دون بلکہ مین ہر یک حدیث کو

۵۱ اے ناخدا ترس مسلمانون کو دھوکہ دینے والے مفتری احادیث وہی نہین کھلاتین جو کسی کتاب مین جمع ہون اور لکھی جا چکی ہون۔ صدر اول مین تو احادیث زبانی روایت کیجاتی تھین اور سینون مین محفوظ تھین۔ اور ان ہی حدیثون کی ہدایت کے موافق صدر اول کے لوگ نماز و روزہ و حج و زکوۃ وغیرہ اعمال و ارکان اسلام بجالاتے اور کسیوقت مین وہ احادیث سے مستغنی نہین ہوئے۔ حدیث نہوتی تو اسلام کے ایک رکن پر مطلق عمل جاری نہوتا۔ تعامل کیا اور کسکا۔

۵۲ ان اعمال کے جملہ ارکان و مسائل کا یقین ثبوت انکو ہوگا۔ مسلمان تو عموماً اون کی اختلافی تفصیلات کے لئے وہی مرتبہ ثبوت تجویز کرتے ہین جو احادیث صحیحہ کا مرتبہ ثبوت ہے۔ یعنی ثبوت بظن غالب یہی وجہ ہے کہ ان اختلافی مسائل مین ایک فریق دوسرے کی تکفیر و تفسیق نہین کرتا۔

۵۳ خواہ نخواہ کیون موضوع کہینگے۔ آپ کوئی وجہ نکالکر موضوع قرار دینگے۔ مخالفت قرآن کی وجہ وجیہ آپ کو ہاتھ لگ گئی ہے۔ جس حدیث کو چاہا مخالف قرآن قرار

قرآن کریم پر پیش کرنا ضروری سمجھتا ہون - اگر قرآن کریم کی کوئی آیت صاف اور کھلے کھلے طور پر انکی مخالف نہو تو مین بسر و چشم اسکو قبول کرونگا - بلکہ اگر مخالفت بھی ہو تو کوشش کرونگا - کہ وہ مخالفت اوٹھ جائے لیکن اگر کسی طور سے وہ مخالفت دور نہ ہو سکے تو پھر البتہ کھونگا کہ اس حدیث کے بیان کرنے مین تغیر الفاظ یا پیرایہ بیان مین کچھ فرق آگیا ہوگا یا جو کچھ کسی صحابی نے بیان فرمایا ہوگا اسکے تمام الفاظ تابعی وغیرہ کے حافظہ مین محفوظ نہین رہے ہونگے - مگر ابتک تو مجھے ایسا اتفاق نہین ہوا کہ بخاری یا مسلم کی کوئی حدیث صریح مخالف قرآن مجکو ملی ہو - جسکی مین کسی وجہ سے تطبیق نہ کرسکا بلکہ جو کچھ بعضی احادیث مین کچھ تعارض پایا جاتا ہے خدا تعالی نے اس تعارض کو دور کرنیکے لئے ہی میری مدد فرمائی ہے -

دیگر موضوع قرار دیدیا - جیسا کہ احادیث متعلقہ دجال و حضرت مسیح کو آپنے مخالف قرآن و توجیہ قرآن قرار دیکر موضوع قرار دیدیا ہے نمبر ۴ کے صفحہ ۱۱۶ - ۱۲۵ - ۱۲۷ مین فتوے ملاحظہ ہو -

اول ۵ جس طور سے تطبیق احادیث بقرآن آپ کرتے اور اسکو خدا کی مدد سمجھتے ہین وہ صریح انکار احادیث سے بدتر ہے - آپ اگر ان احادیث کی نسبت (جنکو بزعم خود قرآن کے مخالف سمجھتے) صاف یہ کہدین کہ یہ احادیث موضوع ہین تو اس سے اسلام اور مسلمانون کا کچھ نقصان نہو - مسلمان اس دعوے موضوعیت مین آپ کو مبتدع سمجھین اور ان احادیث کا موافق قرآن ہونا علماء اسلام دریافت کرلین - مگر جب ناواقف اردو خوان مسلمان آپ کی کلام مین ان احادیث کو قرآن سے تطبیق دیکھتے ہین اور ایسے ایسے معانی سنتے ہین - جو زمانہ حضرت رسالت سے اسوقت تک کسی مسلمان کے خیال

ہان مین دعوے

مین نہین آئی تو وہ اس سے سخت گمراہ ہوتے ہین۔ اور وہ ان احادیث کے ظاہری معانی کو جو ابتدار سے آجتک مسلمانون مین متوارث چلی آئے ہین اور حقارت کی نگاہ سے دیکھکر انسے انکاری ہوجاتے ہین جسکا نتیجہ ہوگا کہ وہ رفتہ رفتہ پورے ملحد و باطنی ہوجائینگے۔ اور صوم و صلوۃ کی ظاہری معانی سے بہی انکار کرینگے۔ اسکی تمثیلات فرقے کے اور ریویو مین بکثرت بیان ہوئی ہین اس مقام مین ایک مثال ذکر کی جاتی ہے۔

حدیث اتفاقی صحیحین مین آیا ہے کہ مسیح آئینگے تو وہ خنازیر کو قتل کرینگے جس سے مراد یہ کہ وہ خنزیر پالنے اور اسکو کام مین لانے کو موقوف کردینگے۔ موجودہ خنزیرون کو قتل کا حکم دینگے اور آئندہ خنزیر رکھنے سے لوگون کو روک دینگے۔

آپنے جب دیکھا کہ عام دنیا کو خنزیر پالنے سے روکنا تو ریاست و سیاست کا کام ہے۔ اور حاکم وقت کے سوا کسی سے ممکن نہین ہے۔ اور آپ کا حکم تو خاص کر قادیان کے ایک محلہ مین بہی نہین چلتا۔ حکم کیسا آپکو تو اپنی جان بچانے کی لالی پڑی ہوئی ہین۔ قادیان مین سب سے چھپا کر زندگی بسر کر رہے ہین۔ دہلی گئے تو پولیس کی پناہ مین رہے۔ پہر آپ مسیح موعود بنین تو کیونکر بنین یہ سوچکر آپنے پہلے اس حدیث کے معنے کو بگاڑا۔ اور اسکو اس لائق کردیا کہ آپکے بے علم اتباع کی نظر مین انکا مخالف قرآن ہونا دکہائی دے۔ اور کہا کہ اس حدیث کے ظاہری معنے یہ ہین کہ حضرت مسیح جنگلون مین خنزیرون کا شکار کھیلتے پہرینگے۔ اور چوہڑی (رہنگی) اور سانسی (پنجاب مین ایک قوم ہے جو چوہڑون کی طرح مردار کہاتے ہین) گہنڈ لیے اور سکھ اور شکاری کتے آپکے ساتہ ہون گے۔

پیران معنے کے مخالف قرآن مجید کے نبوت ہین فرمایا کہ یہہ معنے نبی کی اس شان کے برخلاف ہین جو قرآن کریم سے ثابت ہے - لہذا یہ حدیث اپنے ظاہری معنے کے رو سے قرآن کریم کے مخالف ہے - پھر اسحدیث کے قرآن سے تطبیق کرنے کی غرض سے اسکی یہ تاویل فرمائی کہ اسحدیث مین خنزیر سے خنزیر صفت انسان مراد ہین اور قتل سے انکا مغلوب کرنا - اور اس معنے سے یہ حدیث قرآن کے موافق ہوسکتی ہے - (دیکھو توضیح مرام صفحہ ۱۳ اور ازالہ صفحہ ۱۴۲ وغیرہ) -

اس تاویل وتطبیق قادیانی کو جو لوگ مان چکے ہین وہ قتل خنزیر کے ظاہری معنے پر خوب قہقہہ اڑا رہے ہین اور تمام مسلمانون کے حق مین جو زمانہ رسالت سے اس وقت تک اسکے ظاہری معنے مراد سمجھتے چلے آئے ہین یہ گمان کر بیٹھے ہین کہ وہ حضرت مسیح کی نسبت خنزیرون کا شکار کھیلنے اور چوہڑون اور چمارون اور کھنڈیلون اور کتون کو ساتھ لیکر جنگلون مین دوڑتے پھرنے کا اعتقاد رکھتے چلے آئے ہین اور اس گمان سے وہ نصوص نبویہ اور قرآنیہ کے ظاہری معنے مراد لینے کو ایک نہایت شرمناک اور غیر مہذبانہ واحمقانہ خیال سمجھنے لگے ہین - جسکا عنقریب یہ نتیجہ ظاہر ہوگا کہ وہ آیات حرمت خنزیر مین بھی خنزیر سے خنزیر صفت انسان مراد لینگے - اور اصلی خنزیر کو حلال سمجھکر نوش جان فرمائینگے

اس اصول پر وہ نماز و روزہ وحج زکوۃ کی نصوص وہ تاویلین کرینگے جو فتوحات صفحہ ۱۴۲ مین باطنیہ سے منقول ہوئی ہین - اسوقت تک تو وہ احادیث کے ظاہری معانی پر قہقہے اوڑا رہے ہین - چند روز کے بعد جب اصول تاویل قادیانی انکے خیال مین استحکام کے ساتھ جاگزین ہوگا تو وہ آیات قرآن کے ظاہری

کہ مین ہر ایک تعارض کو دور کر سکتا ہون - کیونکہ جو حقیقی اور واقعی تعارض ہوگا اوسکو

ظاہری معانی پر انکو دوسری آیات اور تعلیم قرآنی و تقدس رحمانی کے برخلاف سمجھکر چھوڑ دینگے۔ اور ان ظواہر سے انکار کرینگے۔ اس انکار ظواہر آیات کی پٹڑی بھی انکے مسیح قادیانی نے جما دی ہے۔ اور آیات لیلۃ القدر و سجود آدم و معجزات مسیح از قسم احیاء موتے و خلق طیور وغیرہ کے ظاہری معانی کو خلاف تعلیم قرآنی و تقدس رحمانی و برخلاف حقائق نفس الامریہ قرار دیکر انکی تاویل کردی ہے۔ اور یہ انکار انکا حدیث نبوی کی ظاہری معانی مین محدود و محصور نہین ہے۔ ظواہر حدیث کو تو آپنے ظنی ہونے کے بہانہ سے نشانہ بنایا ہے۔ ظواہر قرآن کو اس حیلہ سے اوڑانا شروع کردیا ہے۔ کہ وہ ظواہر دوسری آیات کے مخالف ہین۔ اور تعلیم قرآنی و تقدس رحمانی کے منافی ہین جس سے یقین ہوتا ہے کہ آپکی یہ تطبیق و تاویل آپکے اتباع مین مسلم ہوگی۔ (خدا اسکو مسلم نہونے دے اور باطل و مضمحل کردے) تو آپ اور آپکے اتباع جملہ نصوص قرآنیہ و احادیث نبویہ کے ظواہر و حقائق سے منکر ہو جاینگے۔ اور پکے اور پورے باطنی و ملحدین جائینگے۔ اے خدا تو اونکو اس بلا سے بچا۔

ط یہ صاف و صریح اقرار ہے کہ آپ کے نزدیک صحیحین کی بعض احادیث مین حقیقی اور واقعی تعارض بھی موجود ہے جسکو نہ آپ دور کرسکتے ہین نہ آپکے زعم مین کوئی اور شخص۔ اور تعارض آپکے نزدیک وضع و تحریف کی علامت ہے چنانچہ آپنی تحریر نمبر ۴ وغیرہ مین آپ بیان کرچکے ہین ان دونو مقدمات سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ صحیحین مین آپکے نزدیک بعض احادیث موضوع بھی موجود ہین۔ یہ احادیث صحیحین پر آپکا تیرہوان حملہ ہے۔

مین کیونکر دور سکتا ہون یا کوئی اور شخص کیونکر دور سکتا ہے اور آپنے جو مجھسے دریافت فرمایا ہے کہ جو تعارض ابن صیاد والی حدیث اور گرجا والے دجال والی حدیث مین پایا جاتا ہے اس تعارض کے ماننے مین کون تمہارے ساتھ ہے۔ اس سوال سے مین متعجب ہون کہ جس حالت مین مدلل اور موجہ طور پر مین تعارض کو ثابت کرچکا ہون تو پھر میرے لئے ضرورت کیا ہے کہ مین کسی کی سلف مین سے تقلید ضروری سمجھون اور آپ بھی تو ریویو براہین احمدیہ صفحہ ۳۱۰ مین اس بات کو قبول کرچکے ہین کہ بلا تقلید غیری استدلال منع نہین۔ چنانچہ آپ اس صفحہ مین فرماتے ہین کہ ہمارے معاصرین جو باوجود ترک تقلید تقلید کے خوگیر ہین۔ بلاواسطہ سابقین کسی آیۃ یا حدیث سے تمسک نہین کرتے اور جو بلاواسطہ سابقین کسی آیت یا حدیث سے استدلال کرے اسکو تعجب کی نگاہون سے دیکھتے ہین اور آپکا یہ فرمانا کہ میرے کس لفظ سے یہ سمجھ لیا ہے کہ مین احادیث کا مرتبہ صحت قرآن کے مرتبہ صحت سے برابر سمجھتا ہون یہ مجھے آپ کی محوائی کلام سے خیال گذرا تھا۔ اگر آپکا یہ منشار نہین ہے اور آپ میری طرح احادیث کا مرتبہ صحت قرآن کریم کے مرتبہ صحت سے متنزل سمجھتے ہین اور قرآن کریم کو امام قرار دیتے ہین۔ اور محک

سلے مین نے یہ سوال نہین کیا۔ حاشیہ نمبر۲ صفحہ (۲۵۲) اور متن صفحہ مذکور ملاحظہ ہو۔ اور جو اس سوال کے جواب مین آپنے کہا ہے وہ بھی بے محل ہے۔ اور جس عبارت ریویو سے آپنے استدلال کیا ہے وہ بھی آپکی مدعا سے اجنبی ہے۔ اس عبارت مین آیہ وحدیث کی ہوتے تقلید کو غیر ضروری بتایا گیا ہے۔ اور آپکا دعوے تعارض احادیث ابن صیاد و دجال محض باطل خیال ہے احادیث نبویہ سے اسپر شہادت پائی نہین جاتی حاشیہ نمبر۱ صفحہ ۲۴۱ ملاحظہ ہو۔

سلے حدیث صحیح کا مرتبہ ثبوت مین قرآن کریم کے مساوی نہوتا تو مینے ظاہر کیا تھا مگر قرآن کا

صحت احادیث ٹہراتے ہین تو پھر میری غلطی ہے کہ مینے ایسا خیال کیا لیکن اگر آپ درحقیقت قرآن کریم کا اعلیٰ مرتبہ مانتے ہین اور اسکو واقعی طور پر محک صحت احادیث قرار دیتے ہین اور اسکی مخالفت کیحالت مین کسی حدیث کو قبول نہین کرتے تو پھر تو آپ مجھ سے متفق الراے ہین پھر اس لمبی چوڑی تکرار سے فائدہ کیا ہے

اور یہ جو آپنے مجھسے دریافت فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجتہاد سے کیا مطلب ہے تو مین عرض کرتا ہون کہ اس جگہہ اجتہاد سے مراد اس عاجز کی اجتہاد فے الوحی ہے۔ کیونکہ یہ تو ثابت ہے اور آپکو معلوم ہوگا کہ آنحضرت صلعم وحی مجمل مین

محکت صحت احادیث صحیحہ ہونا اپنی اپنی طرف سے ملاکر مجھے ان دونوں باتوں کا قایل قرار دیا اور اسمین اپنی دجالیت کا ایک ثبوت پیش کیا ہے۔ مین بار بار کہہ چکا ہون کہ احادیث صحیحہ کا معیار صحت اصول روایت ہین۔ اور احادیث صحیحہ ثبوتِ صحت کے بعد خود بخود موافق قرآن ہوجاتی ہین۔ احادیث صحیحہ کی صحت کو قرآن سے نہین پہچانا جاتا۔ ممکن ہے کہ ایک حدیث کا مضمون قرآن کے مطابق ہو اور وہ حدیث صحیح نہو۔

۵۱ یہ غلطی کا اعتراف منافقانہ ہے۔ یہ اعتراف صادق اور دل سے ہوتا تو میرے اس اعتقاد کو کہ "احادیث صحیحہ کی صحت کا مرتبہ قرآن کے برابر نہین" بیان وتسلیم کرنے کے بعد آپ اس مانی منائی ہوئی بات کو میرے خطاب مین پیش نکرتے حالانکہ آخری تحریر تک اس بات کا اپنے پیچھا نہین چھوڑا۔ ہر یک تحریر مین اسکا اعادہ کیا ہے۔

۵۲ اس قول مین قادیانی نے عجیب تدلیس وتلبیس سے کام لیا ہے اور اپنا دجال ہونا بہت زور سے ثابت کر دکھایا ہے۔ اسکی جملہ تلبیسات وتحریفات نصوص

اجتہادی طورپر

قرآن وحدیث کا اصل اصول یہی امر ہے جو اس قول مین اسنے اختیار کیا ہے۔ ناظرین اسکی شرح توجہ سے سنین۔ اس قول مین آپنے دعوی یہ کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی مجمل مین اجتہاد کرتے اور اسمین غلطی کیا کرتے۔ جو جملہ مجملات وحی متلو (قرآن مجید) اور وحی غیر متلو (حدیث شریف) کو شامل ہو اور اس دعوی سے قادیانی نے یہ جتایا ہے کہ قرآن کی جو آیہ مجمل ہے یا احادیث نبویہ سے جو حدیث مجمل ہے وہ محل اجتہاد ہے۔ اور اسمین غلطی ہوسکتی ہے۔ اسی نظر سے قادیانی نے اپنی تحریر نمبر ۴ مین یہ دعوی کیا تھا کہ "بعض حدیثین اجتہادی طور سے آنحضرت ص نے فرمائی ہین اس وجہ سے انہین باہم تعارض ہوگیا ہے۔" جسپر ہمنے اپنی تحریر نمبری ۵ مین معنے اجتہاد سے سوال کیا تھا۔ اوسیکا جواب قادیانی نے اس قول مین دیا ہے۔ جسکا مطلب بضمون تحریر نمبری ۴۔ اور ازالہ قادیانی کا مضمون ص[illegible] وص[illegible] وغیرہ ملاکر یہ ہوا کہ "بعض آیات واحادیث کی وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مجمل ہوتی۔ آنحضرت ص اپنے اجتہاد سے اسکی تفسیر وتشریح فرماتے۔ اور اسمین غلطی بہی کیا کرتے۔ اسیوجہ سے ان مین تعارض واقع ہوگیا ہے۔ اور احادیث متعلقہ دجال وابن صیاد وحضرت مسیح اسی قسم سے ہین آنحضرت کو اس باب مین کچہہ مجمل وحی ہوئی تہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تشریح وتفسیر اپنے اجتہاد سے کرکے وہ حدیثین فرمادی ہین۔ اور انمین غلطی کی۔ یہی وجہ ہے کہ ان احادیث مین تعارض واقع ہوگیا ہے۔"

اس عام دعوے (وحی مجمل قرآن وحدیث کو آنحضرت ص کے اجتہاد سے تفسیر کرنی

دخل دیا کرتے تھے

اور اسمین غلطی کے مرتکب ہونے) پر جو دو دلیلین قادیانی نے پیش کی ہین وہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو خواب ہین (چنانچہ حاشیہ آئندہ متصلہ مین ان کی تشریح ہو گی)۔ اور نبی کا خواب گو ایک خاص قسم کی وحی ہے جسکی تعبیر اجتہادی ہو سکتی ہے۔ اور اسمین غلطی ممکن ہے۔ مگر اس خاص قسم وحی کے محل اجتہاد و غلطی ہونے سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ ہر قسم کی وحی مجمل قرآن و حدیث کی تفسیر آنحضرتؐ اجتہاد سے فرماتے۔ اور اسمین غلطی کیا کرتے۔

دعوے تو آپنے عام کیا کہ ہر ایک وحی مجمل قرآن و حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اجتہاد کرتے اور اسمین غلطی کے مرتکب ہوتے اور دلیل خاص ایک قسم (خواب) مین آنحضرتؐ کا اجتہاد و غلطی کرنا پیش کیا اور مسلمانون کو دہوکہ دیا اور اس دہوکہ سے اپنا دجال ہو نا ثابت کیا۔ مسلمان اور غیر مسلم سبہی عقلا اسپر اتفاق رکھتے ہین کہ دلیل خاص سے دعوے عام ثابت نہین ہوتا۔ مگر آپ کو ایسے اتباع ملگئے ہین جو عقل سے بہی اب کوئی تعلق نہین رکھتے۔ جیسا کہ نقل کو پہلے ہی سے آپ سے بعیت کرکے سلام کہہ چکے تھے۔ لہذا آپ بے دہڑک و بلا پابندی نقل و عقل جو چاہتے ہین کہہ دیتے ہین۔ اور وہ "آسا کل سن رَبنا" کہکر اسکو تسلیم کر لیتے ہین آپ دو تین خوابون کی تعبیر مین آنحضرتؐ کے اجتہاد و خطا کو تہگہنڈا بنا کر انہین کی دست آویز سے جس پیشین گوئی قرآن و حدیث کو چاہتے ہین وحی مجمل قرار دیتے ہین اور اسکو آنحضرتؐ کے اجتہاد کا ایک غلط نتیجہ ٹہرا کر اسکے ظاہر معانی کو بے کار و بے اعتبار ٹہراتے اور اپنی تاویل کا محل بنا لیتے ہین۔ اور نصوص قرآن و حدیث کو زیر و بالا کر دیتے۔ اور وہ لوگ عقل و نقل سے ازاد اسکو

حقائق و معارف سمجھکر اسپر ایمان لاتے ہین - وہ لوگ تو ہماری کلام کو شاید سمجھ بہی نہ سکینگے - ہم ناواقف اہل اسلام کو یہ بتاتے ہین کہ اسلام مین مجملات قرآن حدیث کا کیا حکم مقرر و مسلم ہے -

اسلام و مسلمانون مین مجملات قرآن حدیث کا یہ حکم مسلّم و مقرر ہے کہ جس مخزن و مخرج سے مجمل کا صدور ہوتا ہے اسی مخزن و مخرج سے اسکا بیان صادر ہوتا ہے یعنی وحی الٰہی و نص شارع سے جسکو اجتہاد اور اجتہادی غلطی ہرگز نہین کہا جا سکتا -

مسلمانون کی ایک چھوٹی سی کتاب اصول فقہ حسامی مین لکھا ہے

وضد المفسر المجمل - وهو ما ازدحمت فيه المعاني فاشتبه المراد به اشتباهاً لا يدرك الا ببيان من المجمل كالربٰو وحكمه التوقف فيه على اعتقاد حقية المراد به الى ان ياتيه البيان (حسامی ص)	مفسر کی ضد مجمل ہے جسکی مراد مین کثرت معانی کے سبب ایسا اشتباہ واقع ہو جو بلا بیان شارع رفع نہو - جیسے آیہ ربٰو ہے - اسکا حکم یہ ہے کہ اسکی مراد قرار دینے مین توقف کیا جائے جب تک کہ شارع سے بیان وارد ہو - آیہ ربو کے مجمل ہونے کی وجہ یہ بیان کی

گئی ہے کہ ربو عربی زبان مین ہر ایک بڑہوتری کو کہا جاتا ہے اور کوئی بیع ایک جانب کی بڑہوتری سے خالی نہین - لہذا یہ معنے لغوی ربو کے اس آیہ مین مراد نہین ہو سکتی - اور وجوہات سے بڑہوتری مراد لین تو انمین کثرت وجوہات کے سبب اشتباہ واقع ہے - اور کسی خاص وجہ کی بڑہوتری مراد نہین لیجا سکتی -

وہ تفسیر اور تشریح

لہذا اسکی مراد قرار دینے مین توقف کیا گیا - یہانتک کہ شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی مراد کو خود بیان کردیا اور صاف فرما دیا کہ چھ چیزون گندم - جو - نمک - کہجور - سونا - چاندی کا اپنی ہم جنس سے مبادلہ ہو تو اسمین ایک جانب کی بڑھوتری ربو ہے - تو وہ اشتباہ رفع ہوا - اس بیان نبوی کی نسبت کوئی مسلمان یہ تجویز نہین کرتا کہ آنحضرت صلعم نے یہ بیان اجتہاد سے فرمایا ہے جسمین خطا کا احتمال ہے - بلکہ بالاتفاق یہی تسلیم کیا جاتا ہے - کہ یہ بیان وحی الٰہی سے ہوا ہے - جسکو شریعت کہا جاتا ہے - اور اس بیان مین آپکو شارع تسلیم کیا جاتا ہے - اسکی مثالین کتاب و سنت مین اور بہت ہین - کتاب اللہ کی اور تمثیلات کا کوئی سائق ہو تو تفسیر اتقان مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۳۰۸ مین دیکھے - اور احادیث کی تمثیلات کتب احادیث مین -

نبی کے خواب کی مجملات اس حکم سے مستثنے ہین اور اسکی تعبیر وحی الٰہی پر موقوف نہین وہ اجتہاد سے بھی ہو سکتی ہے -

نبی صلعم کا خواب گو ایک قسم کا وحی ہے - چنانچہ ابن ابی حاتم اور بخاری کی حدیث مین آیا ہے - مگر چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خوابون کے اجتہاد سے تعبیر کی اور اسمین بعض جگہ (جنکا ذکر حاشیہ آیندہ مین ہے) غلطی بھی ظاہر ہوئی - تو اس سے ثابت ہوا کہ اس قسم کی مجمل وحی منامی کا حکم عام مجملات قرآن و حدیث سے متغایر ہے اسمین اجتہاد سے کام لینا جائز ہے - اور شرع اور وحی سے ورود بیان کی

رویا الانبیاء وحی رواہ ابن ابی حاتم مرفوعًا والبخاری من قول عبید بن عمیر -

جو آنحضرت

تعبیر خواب مین ضرورت نہین ہے۔
یہی وجہ ہے کہ اس قسم وحی منامی کے چھیالیسوین حصہ (مومنون کی خواب) مین جسکو بخاری کی حدیث نبوی مین نبوت کا چہیالیسوان حصہ کہا گیا ہے اجتہاد سے تعبیر کو جائز رکھا گیا ہے۔ اور

رؤیا المؤمن جزء من ستة واربعین جزءً من النبوة (بخاری ص ۱۰۳۵)

اگر اس قسم کی وحی کی تعبیر بہی بیان شارع پر موقوف رکہی جاتی تو اسکی جزء (چہیالیسوان حصہ) مین بہی اس بیان شارع کے کسی جزء کی ضرورت ہوتی۔ اور چونکہ یہہ ناممکن امر ہے کہ ہر ایک مومن کی سچی خواب کی تعبیر کا کوئی حصہ بیان شارع مین پایا جائے۔ لہذا اسکو کل یعنے وحی منامی نبوی مین بہی اس بیان کی ضرورت کو اُٹھایا گیا اور اجتہاد سے اسکی تعبیر کو جائز رکہا گیا۔
الحاصل خاص خواب کا حکم اور ہے۔ عام مجملات قرآن وحدیث کا حکم اور قادیانی مسلمانون کو دہوکہ دیتا ہے کہ عام وحی مجمل قرآن وحدیث کو خواب کے حکم مین ٹہراکر جس آیہ حدیث کو چاہتا ہے وحی مجمل قرار دیکر اجتہاد وغلطی کا قرار دیتا اور اسمین جو تاویل چاہتا ہے کرتا ہے۔
یہ آپکے ملحدانہ اصول کا ابطال ہے۔ اب اس باطل اصول کے بداثر سے ان احادیث کو بری کیا جاتا ہے جنکو اس اصول کے شکنجہ مین پہنسا کر قادیانی نے خواب یا تعبیر ٹہراکر محل اجتہاد وغلطی اجتہادی ونا قابل اعتبار قرار دیا ہے۔
یعنے احادیث متعلقہ دجال وابن صیاد خصوصًا حدیث تمیم داری جسکو خصوصیت کے ساتہہ قادیانی نے تحریر نمبری ۴ مین نشانہ بنایا ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم

پس واضح ہو کہ جن احادیث مین دجال کی آمد کی خبر ہے انمین ایک حدیث بہی ایسی نہین جسمین کسی قسم کا اجمال ہو یا احادیث ابن صیاد سے اسکا تعارض ہو۔ یا اسمین انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کی حکایت یا کسی خواب کی تعبیر ہو۔ یا اسکا خلاف مشاہدہ مین آیا ہو۔ جس سے ثابت و مفہوم ہو کہ وہ اجتہادی تعبیر تہی جو خلاف واقعہ نکلی بلکہ وہ احادیث اپنے منطوق و مفہوم و الفاظ و سیاق سے صاف بتا رہی ہین کہ ان احادیث مین انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حالات بیان کئے ہین وہ ان حضرت کی چشم دید واقعات ہین۔ جو بمشاہدہ عینی بوحی الٰہی آپ پر منکشف ہوئے ہین۔ اور ان احادیث مین کسی قسم کا تعارض و تخالف نہین ہے۔ احادیث متعلقہ ابن صیاد کا احادیث دجال سے متعارضہ ہونا حاشیہ نمبر۱۲ صلاکا مین بیان ہو چکا ہے۔ اور احادیث دجال کا آپسمین متعارض نہونا ریویو ازالہ قادیانی مین ثابت کیا جائیگا اور حدیث تمیم داری بالفاظہا ہماری نمبر۸ مین منقول ہے۔

اس مقام چند احادیث متعلقہ آمد دجال نقل کیجاتی ہین جو ابطال عموم دعوی قادیانی کیلئے کافی ہین۔ ناظرین انصاف سے دیکھین کہ انمین کسی قسم کا اجمال یا انکا خواب یا تعبیر خواب ہونا۔ یا انکا اجتہادی ہونا کسی لفظ سے مفہوم ہوتا ہے؟۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا ہے۔ کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگون مین

عن عبد الله بن عمرؓ قال قام رسول الله صلی الله علیه وسلم فی الناس فاثنی علی الله بما هو اهله ثم ذکر الدجال فقال انی لانذرکموه وما من نبی	(خطبہ کیلئے) کہڑے ہوئے۔ پہر خدا کی تعریف کے بعد آپنے دجال کا ذکر کیا تو فرمایا کہ مین تمہین اس سے ڈراتا ہون اور کوئی نبی ایسا نہین گذرا جسنے

فرمایا کرتے تھے

الا انذرہ قومہ ولاکنی ساقول
فیہ قولاً لم یقلہ نبی لقومہ انہ
اعور وان اللہ لیس باعور
(بخاری صـ۲۵۵ ومعناہ فی مسلم صـ۴۰۰)
عن انس بن مالک ما بعث نبی الا انذر
امتہ الاعور الکذاب وان ربکم
لیس باعور وان بین عینیہ مکتوب کافر
(بخاری صـ۱۰۵۶ ومسلم صـ۴۰۰)
وفیہ یقرءہ کل مؤمن کاتب وغیر کاتب
عن حذیفہ عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال فی الدجال ان معہ ماءً
ونارًا فنارہ ماءٌ بارد وماءہ نار
(بخاری صـ۱۰۵۶ ومسلم صـ۴۰۰)
وفیہ فاما ادرکن احدٌ فلیات
النہر الذی یراہ نارًا فلیغمس
وعن ابی سعید الخدری قال
حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یومًا حدیثًا طویلًا عن الدجال
فکان فیما حدثنا قال یاتی وھو

اس سے اپنی قوم کو ڈرایا نہو - ولیکن
مین اسکے حق مین ایک ایسی بات کہتا
ہون جو پہلے کسی نبی نے نہین کہی وہ
یہ ہے کہ وہ دجال کانا ہوگا - اور خدا
تعالےٰ کانا نہین ہے -
حضرت انس آپ سے یہ نقل کرتے
ہین - کہ کوئی نبی نہین ہے جسنے اُس
کانے کذاب سے ڈرایا نہو - اور تمہارا رب کانا
نہین ہے -
اس کانے کذاب کی دو آنکھون کے
مابین لفظ ک، ف ر (یعنے کافر) لکھا ہوگا
جسکو ہر ایک مؤمن پڑھا ہوا اور ان پڑھ
پڑھ لے گا -
حضرت حذیفہ نے کہا ہے کہ آنحضرت صلعم
نے فرمایا ہے کہ دجال کے ساتھ پانی بھی
ہوگا آگ بھی ہوگی - سو اسکی آگ -
(واقعہ مین) پانی ہوگا - اور پانی (واقعہ
مین) آگ پس اگر کوئی اسکو پائے تو
جو آگ نظر آوے اسمین غوطہ لگائے -

صحیح اور سچی

محرم علیہ ان یدخل نقاب المدینۃ
فینتھی الی بعض السباخ التی تلی
المدینۃ فیخرج الیہ یومئذ رجل
ھو خیر الناس اومن خیر الناس
فیقول اشھد انک الدجال الذی
حدثنا رسول اللہ صلعم حدیثہ
فیقول الدجال ارایتم ان قتلت
ھذا ثم احییتہ اتشکون فی
الامر فیقولون لا قال فیقتلہ
ثم یحییہ فیقول حین یحییہ
واللہ ماکنت فیک قط اشد
بصیرۃ منی الآن فیریدالدجال
ان یقتلہ فلا یسلط علیہ
(مسلم صنٹ وبخاری صث۱۰۵)
عن انس بن مالک قال قال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یجیئ الدجال
حتی ینزل فی ناحیۃ المدینۃ
ترجف ثلث رجفات فیخرج
الیہ کل کافر ومنافق ۔

حضرت ابوسعید خدری نے کہا ہے کہ
آنحضرت صلعم نے ہمکو ایک دن دجال کے
حق مین ایک لمبی حدیث سنائی اسمین
یہ ذکر بہی تہا ۔ کہ دجال پر شہر مدینہ کے
دروازون مین داخل ہونا حرام کیا جائیگا
وہ مدینہ کے متصل بعض زمین شور مین
پہنچیگا تو اسکی طرف ایک ایسا شخص
نکلیگا جو اوسدن تمام لوگون سے
بہتر ہوگا ۔ (علما کہتے ہین یہ حضرت
خضر ہونگے لو یہ اور ایک مصیبت
قادیانی پر نازل ہوئی وہ حیات حضرت
مسیح کو ناممکن سمجہتا تہا ۔ یہان ایک اور
بہی غیر معمولی زندہ پیر نکل آئے) وہ
شخص دجال کو کہیگا مین گواہی دیتا ہون
کہ تو وہ دجال ہے جسکی بات ہم مسلمانون
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہی ہوئی
ہے ۔ دجال اپنے ذریات کو کہیگا بتاؤ اگر
مین اس شخص کو مار ڈالون اور پہر زندہ
کرون تو تمکو میرے معاملہ مین کچہ شک

ہوتی تھی۔

(بخاری ص۱۰۵۵ مسلم ص۴۰۰)	رکہیگا وہ کہینگے ہنہین۔ پہر وہ اوسکو

قتل کریگا۔ پہر زندہ کریگا۔ تو وہ شخص کہیگا کہ مجہے جیسا اسوقت (یعنے تیرے افعال کو دیکہکر) تیرے دجال ہونے کا یقین حاصل ہوا ہے ایسا یقین پہلے حاصل نہ تہا۔ پہر وہ اسکو (دوبارہ) مارنا چاہیگا تو اسپر قدرت نہ پائیگا۔

حضرت انس رض فرماتے ہین انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دجال آئیگا تو مدینہ کی ایک جانب اتریگا۔ اسوقت مدینہ مین تین دفعہ زلزلہ واقع ہوگا۔ جس سے ہر ایک منافق وکافر جو مدینہ مین ہوگا نکلکر دجال کے پاس چلا جائیگا۔

اِن احادیث کے الفاظ اور سیاق اور محل بیان (موقعہ خطبہ) صاف بتا رہے ہین۔ کہ ان احادیث مین جو حالات دجال انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کئے ہین وہ آپ کی چشم دید حالات ہین۔ اور ان احادیث کے الفاظ وسیاق وسباق مین کوئی تصریح یا اشارہ پایا نہین جاتا ہے کہ یہ خواب کی حکایت یا خواب کی تعبیر ہے۔ اور انحضرت م نے جو کچہہ انمین فرمایا ہے وہ ظن واجتہاد سے کہا ہے۔ یہ تصریح یا اشارہ نہ ان احادیث مین پایا جاتا ہے نہ کسی اور حدیث مین۔

اب ہم ناظرین کو یہ بتانا چاہتے ہین کہ قادیانی نے ان احادیث کو اپنے اس باطل اصول کے شکنجہ مین کیونکر پہنسایا اور کس تحریر مین انکو خواب ٹہراکر اجتہادی وناقابلِ اعتبار قرار دیا ہے۔ اور اسکا جواب کیا ہے جس سے ان احادیث کی خواب ہونے سے برائت ہو۔ پس واضح ہو کہ قادیانی نے ایک تو مسلم کی حدیث دمشقی روایت نواس بن سمعان سے دجال کے حق مین۔ انحضرت

اور بعض اوقات

کا یہ لفظ "کانی اشبھہ بعبد العزی" جسکے معنے یہ ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین گویا دجال کو عبد العزی سے تشبیہ دے رہا ہون لے لیا اور اس لفظ کو اس امر کا شعر ٹھرایا ہے کہ آنحضرت م نے دجال کو حقیقۃً نہین دیکھا تہا - بلکہ کشف یا خواب کیحالت مین دیکہا تہا - تب ہی لفظ گویا فرمایا -

دوسری بخاری کی وہ حدیث لے لی ہے جو اسکے صـ ۴۸۹ وغیرہ مین مروی ہو اور اسمین یہ ذکر ہے - کہ آنحضرت م نے خواب مین دجال کو کعبہ کا طواف کرتے دیکہا" اس حدیث کے بیان خواب اور حدیث نواس بن سمعان کے لفظ "گویا" کے مشعر کشف یا خواب ہونے سے اسنے یہ نکال لیا ہے کہ نواس بن سمعان کی تمام حدیث اور حضرت مسیح اور دجال کی جملہ احادیث خواب و مکاشفات ہین جو تعبیر و تاویل کی محتاج ہین نہ حقائق واقعیہ چنانچہ ازالہ کے صـ ۲۰۳ مین حدیث نواس بن سمعان کے لفظ مذکور سے استدلال کرکے قادیانی نے کہا ہے - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حضرت عیسے اور دجال کی نسبت امور معلوم ہوئے تھے وہ حقیقت مین سب کے سب مکاشفات نبویہ تھے جو اپنا اپنے محل پر مناسب تاویل و تعبیر رکھتے ہین - ان ہی مین سے یہ دمشقی حدیث بہی ہے جو مسلم نے بیان کی ہے - جسکا اسوقت ہم ترجمہ کر رہے ہین - آگے ہمارے اس بیان پر کہ تمام پیشنگوییان مکاشفات نبویہ ہین - اور رویا صالحہ کیطرح بالتزام قرائن محتاج تعبیر ہین - خود آنحضرت م کے بیانات مقدسہ شاہد ہین - پہر اسکی تمثیل و تائید مین صـ ۲۰۴ و ۲۰۵ مین بخاری کیحدیث مذکور متضمن خواب طواف دجال نقل کرکے صـ ۲۰۷ مین اسکی نسبت کہا ہے کہ ایسے کلمات کو ظاہر پر حمل کرنا بڑی

غلطی بھی

غلطی ہے۔ یہ در حقیقت مکاشفات اور خوابون کے پیرایہ مین بیانات ہین جنکی تعبیر وتاویل کرنی چاہئے۔ جیساکہ عام طور پر خوابون کی تعبیر کیجاتی ہے سو اسکی تعبیر یہ ہے کہ دجال اپنے ظہور کے وقت مین فتنہ اندازی کے کام کے گرد پھریگا" اس کے بعد بڑے زور وشور کے ساتھ جلی قلم سے لکھا ہے کہ اب کہان ہین وہ حضرت مولوی صاحبان جوان حدیثون کے الفاظ کو حقیقت پر حمل کرنا چاہتے ہین۔ اور انکے معانی کو ظاہر عبارت سے پھیرنا کفر والحاد سمجھتے ہین ذرہ اپنے گریبان مین مونہہ ڈالکر دیکھین کہ سلف صالح نے اس حدیث کے معنے کرنے کے وقت مسیح دجال کے طواف کرنے کو ایک خواب کا معاملہ سمجھکر کیسی اسکی تاویل کردی جو ظاہر الفاظ سے بہت بعید ہے۔ پھر جس حالت مین لاچار ہوکر ان مکاشفات کی ایک خبر کی تعبیر کی گئی تو پھر کیا وجہ کہ باوجود موجود ہونے قرائن قویہ کی دوسری جزونکا تعبیر نہ کیجائے۔ اسکے بعد صنلا مین لکھا ہے کہ جسطرح ہمارے علماء نے مسیح دجال کے طواف کو ایک کشفی امر سمجھکر اسکو ایک روحانی تعبیر کردی ایساہی جناب خاتم الانبیاء* صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مقامات مین ظاہر فرمایا ہے کہ جو کچھ میرے پر کشفی طور پر کھلتا ہے جب تک سبحانہ اللہ قطعی اور یقینی معنے اسکے معلوم نہون مین ظاہر پر حمل نہین

* جس سے کہ قادیانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیا سمجھتا ہے اسکی تشریح فتوی مین بصفحہ (۱۱۶ و ۱۶۱ و ۱۷۰) ہوچکی ہے ایسے الفاظ وہ مسلمانون کو اپنی دام مین لانیکے لئے بولتا ہے۔ اور حقیقت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ اپنے آپ کو نبی مرسل سمجھتا ہے۔ حاشیۃ الحاشیہ*

ہوجاتی تھی۔

کرسکتا۔ پہر اسکی تمثیل مین ایک حدیث صحیح بخاری کی صد ۱۰۱۵ سے یہ نقل کی ہی
انحضرت ؐ کو خواب مین بی بی عائشہ صدیقہ رضہ دکہائی گئین اور یہ کہا گیا کہ
یہ تیری زوجہ ہے۔ تسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ امر خدا کیطرف سے
ہے۔ تو خدا اسکو نافذ کریگا۔ دوسری حدیث خواب مین مقام ہجرت دیکھنے
کی۔ جسکا بیان حاشیہ صفحہ ۲۸۳ مین ہوگا۔

یہ قادیانی کی تقریر پر تنزویر ہے۔ جسمین اوسنے احادیث متعلقہ دجال اور حضرت
مسیح کو اپنے اصول کے شکنجہ مین پہنساکر خواب قرار دیا ہے۔ اسکا جواب ناظرین سنین
قادیانی نے جوکچہ اس تقریر مین کہا ہے اسکا مطلب وماحصل وہی ہے جو ہم نے
بصفحہ (۲۶۵) بیان کیا ہے کہ وہ انحضرتؐ کی دو تین خوابون کو تہ گہنڈا بناکر
انکے ذریعہ سے جس آیہ یا حدیث کو چاہتا ہے وحی مجمل اور خواب یا مکاشفہ
محتاج تعبیر وتاویل بنادیتا ہے۔

اور اسکا جواب بہی گزرچکا ہے۔ کہ یہ محض مغالطہ ہے اور صاف دہوکہ۔
بعض احادیث مین جو انحضرتؐ کی خاص خوابونکا بیان ہے وہ جملہ احادیث
نبویہ متعلقہ دجال وحضرت مسیح کو وحی مجمل اور خواب نہین بناسکتا۔ اور دلیل خاص
سے دعوی عام ثابت نہین ہوتا۔ اور خاص خواب کا حکم اور ہے اور عام مجملات
قرآن وحدیث کا حکم اور ہے۔ مگر اسمقام مین قادیانی کے مغالطات مسلمانون پر
ظاہر کرنے کی غرض اس جواب کی اور تشریح کیجاتی ہے۔

قادیانی کا حدیث نواس بن سمعان کے لفظ کانی (یعنے گویا) کو مشعر کشف یا خواب
کہنا۔ پہر کشف اور خواب دونو کو یکسان محتاج تعبیر وتاویل کہنا پہر اس لفظ

چنانچہ اسکی

کی شہادت سے تمام حدیث نواس بن سمعان کو ایک کشف یا خواب قرار دینا مغالطہ در مغالطہ ہے۔

اسمین ایک مغالطہ قادیانی کا آنحضرت صلے اللہ علیہ کے رویت دجال کو خواب تجویز کرنا ہی جو محتاج تعبیر و محل تاویل ہوتا ہے۔ **دوسرا مغالطہ** اس خواب کے ساتھہ لفظ "یا کشف" لا دینا تاکہ ناظرین کو یہ متوہم ہو کہ وہ کشف بہی خواب مین ہی ہوگا۔ یا یہہ کہ کشف بہی خواب کی طرح محتاج تعبیر و محل تاویل ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ آگے چلکر یہ بات اس نے بتصریح بھی کہدی ہے یہ **دونون مغالطے** اس ایک تجویز سے **دفع** ہو سکتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالے نے بحالت بیداری دجال کی اصلی صورت دکھائی ہو۔ **جیسے** آپ کی سیر

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما کذبنی قریش قمت فی الحجر فجلی اللہ لی البیت المقدس فطفقت اخبرھم عن آیاتہ وانا انظر الیہ متفق علیہ +

(مشکوۃ صفحہ ۲۶۲)

عن ابن عمر ان عمر بعث جیشا وامر علیہ رجلا یقال لہ ساریہ فبینما عمر یخطب فجعل یصیح یا ساریۃ الجبل فقدم رسول من الجیش فقال یا امیر المؤمنین لقینا عدونا فھزمونا فاذا بصائح

بیت المقدس کو اہل مکہ کو نہ ماننے کے وقت بیت المقدس کی اصلی صورت آپکو دکھائی تھی۔ آپ مکہ کے مقام حجر مین بیت المقدس کو بچشم خود دیکھ رہے اور کفار قریش کو اسکے پتے بتاتے جاتے تھے۔ **یا جیسے** حضرت عمر فاروق رض کو خطبہ کی حالت مین منزلون کے فاصلہ پر ایک امیر لشکر (ساریہ نامی) کے (جو اپنی لڑائی مین بے موقع کہڑا ہونے کے سبب شکست پا چکا تھا) صورت وحالت خدا تعالے نے دکھا دی تو آپ نے اسی حالت خطبہ مین چلا کر یہ بات کہی کہ اے ساریہ پہاڑ کو پس پشت لے۔ اور اُدھر ساریہ کو

نظیرین

یصیح یاساری الجبل فاسندنا ظھورنا الی الجبل فھزمھم اللہ تعالی (رواہ البیھقی فی دلایل النبوت مشکوۃ صفحہ ۵۳۸)	خدا تعالی نے یہ آواز سنادی تو اس نے پہاڑ کو پس پشت لیکر جنگ کو اور فتح پائی۔ یہ رویت عینی اور کشف بحالت بیداری ہوا تھا جو کسی تاویل کا محل

اور تعبیر کا محتاج نہین سمجھا گیا اور زمانہ صحابہ سے اس وقت تک کے اہل اسلام کو نزدیک اپنے ظاہری معانی پر محمول ہوا۔ پھر کیون جائز نہین کہ آنحضرت کا دجال کو دیکھنا بھی ایسا ہوا ہو۔ اور جو آنحضرت نے اس رویت کے بیان۔ اور صورت دجال کی تشبیہ کے وقت بلفظ "کانی" (یعنے گویا) تردد ظاہر فرمایا ہے تو اس کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ وہ رویت اس تشبیہ وبیان کے وقت سے پہلے کسی وقت ہوئی ہو۔ اور بوقت تشبیہ دجال کی پوری صورت آپکے یاد وخیال سے جاتی رہی ہو۔ اس لئے کانی گویا" کا لفظ فرمایا۔ اسمین **تیسرا مغالطہ** یہ کہ قادیانی اس رویت صورت دجال کا وقوع خواب یا کشف مین تجویز کر کے جملہ مضامین حدیث دمشقی روایت نواس بن سمعان کو خواب یا کشف قرار دیدیا۔ حالانکہ اسحدیث کے واقعات واحکام وہدایات صاف شہادت دے رہے ہین کہ وہ خواب یا کشف نہین بلکہ واقعات خارجیہ واحکام نفس الامریہ ہین۔

اسمین **ایک** یہ **ہدایت** ہے کہ جو شخص دجال کو پاوے وہ اس کے سامنے سورۂ کہف پڑھے وہ دجال کے فتنے سے اس کی محافظہ ہوگی۔ **ایک** واقعہ آیندہ اسمین یہ بیان ہوا ہے کہ جب دجال نکلیگا چالیس روز زمین پر ٹریگا۔ جس مین ایک دن برس روز کا ہوگا۔

اسکو صحابہ نے ظاہری معانی پر محمول کرکے ایک واقعہ آیندہ خارجی سمجھا

بخاری

تو اُس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا۔ کہ کیا برس روز کے دن مین ہکو ایک ہی دن کی نمازین کافی ہونگی۔ تو اُس کے جواب مین یہ حکم ہوا کہ کافی نہونگی۔ بلکہ اوقات پنجگانہ کا اندازہ کرکے نمازین پڑہنی ہونگی۔ یعنے نماز صباح سے چھ یا سات گھنٹے کے بعد نماز ظہر۔ پھر تین یا چار گھنٹہ کے بعد نماز عصر۔ پھر دو یا تین گھنٹہ کے بعد نماز مغرب۔ پہر ایک گھنٹہ کے بعد نماز عشا۔ پہر بارہ یا تیرہ گھنٹے کے بعد نماز فجر و علی ہذا القیاس۔ اسی قسم کے واقعات و احکام اس حدیث مین اَور بیان ہوئے ہین جن کو کوئی صاحب ہوش و حواس سلیمہ بیان خواب نہین کہہ سکتا۔ وہ بیان خواب ہوتا تو اس کے سامعین اصحاب اسپر اس قسم کے سوالات نکرتے اور نہ آنحضرت اسکے متعلق یہ احکام ہدایات فرماتے۔

اور قادیانی کا حدیث طواف دجال سے استدلال بھی مغالطات کا مجموعہ ہے۔ اسمین ایک مغالطہ تو قادیانی نے یہ دیا ہے کہ اس ایک واقعہ خواب سے جملہ احادیث متعلقہ دجال و حضرت مسیح کو خواب بنا دیا اور یہ کہدیا کہ آنحضرت صلعم کو جو امور حضرت عیسٰی اور دجال کی نسبت معلوم ہوئے ہین وہ سب کے سب مکاشفات نبویہ تہے۔ **اسکا جواب** گذر چکا ہے کہ حدیث طواف دجال مین ایک واقعہ خواب بیان ہوا ہے۔ اس سے ہرگز ثابت نہین ہوتا کہ آنحضرت نے جو کچھ دجال اور مسیح کے باب مین فرمایا ہے۔ وہ سب کا سب اس واقعہ خواب کا بیان یا تعبیر ہے یہہ بات نہ اس حدیث سے مفہوم ہوتی ہے نہ کسی اَور حدیث مین پائی جاتی ہے۔ اور نہ عقل اس کی مجوز ہے۔ کیا جو شخص ایک دفعہ زید کو (مثلاً) خواب مین دیکھے اور پہر وہ زید کے حالات واقعیہ و سوانح عمری (کہ وہ عمرو کا بیٹا ہے اور خالد کا باپ۔ اور وہ تجارت

ادر مسلم مین

پیشہ ہے۔ دہلی مین دس برس رہا۔ کلکتہ مین پچاس برس اوسال آئندہ وہ بہی جانیوالا ہے) بیان کرے تو ان واقعات وحالات کو سنکر کوئی عاقل سلیم الحواس یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ اسے خواب کی تعبیر یا بیان ہے۔ ہرگز نہین۔

اور اسمین **دوسرا مغالطہ** قادیانی کا یہ کہنا ہے کہ مکاشفات رویا صالحہ کی مانند محتاج تعبیر ہین۔ اسکا جواب بہی گذر چکا ہے۔ کہ مکاشفات بحالت بیداری محتاج تعبیر نہین ہوتے۔ اور وہ اپنے ظاہری معنے پر محمول ہوتے ہین۔ جیسے مکاشفہ بیت المقدس و مکاشفہ جنگ سلامیہ وغیرہ وغیرہ۔

تیسرا مغالطہ حدیث طواف دجال کو نقل کرکے قادیانی کا یہ کہنا ہے۔ کہ ایسے کلمات کو ظاہر پر حمل کرنا بڑی غلطی ہے۔"

اسمین قادیانی نے پیش تو وہ حدیث خواب طواف دجال کی ہے جو کسیکے نزدیک ظاہر معنی پر محمول نہین۔ مگر اس سے نتیجہ یہ نکالا ہے کہ جملہ احادیث متعلقہ دجال وحضرت مسیح کا خواب ہین اور ظاہری معنی پر محمول نہین اسکا جواب بہی سابق مین ادا ہو چکا ہے کہ بیشک حدیث طواف دجال ایک خواب ہے جو ظاہری معنی پر محمول نہین ہے مگر اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ جملہ احادیث متعلقہ دجال وحضرت مسیح (جن مین واقعات خارجیہ و مشاہدات عینیہ واحکام عملیہ کا بیان ہے اور ان کو کوئی مسلمان خواب یا تعبیر خواب نہین کہہ سکتا۔) خواب یا تعبیر خواب ہون اور ظاہری معانی پر محمول ہون۔

چوتھا مغالطہ حدیث طواف دجال کی تعبیر کرنے کے بعد قادیانی کا قلم جلی سے یہ لکھنا ہے۔ کہ "کہان ہین وہ علماء جو ان حدیثون کے الفاظ کو حقیقت پر حمل کرنا چاہتے ہین۔ اور ان کے معانی کو ظاہر عبارت سے پہیرنا کفر والحاد سمجہتے ہین"۔ اسمین آپنے وہی

بحث

(بتیسرا) دھوکہ دیا ہے کہ پیش تو ایک حدیثِ خوابِ طوافِ دجال کی اور اس سے ان سب حدیثوں کا جو دجال اور حضرت مسیح کے باب مین وارد ہین ظاہر پر محمول ہونا اور ان کی تاویل کا کفر ہونا کالکہ علماء پر اعتراضی سوال قائم کر دیا۔

اسکا جواب بھی وہی ہے کہ کوئی عالم ایسا نہین کہ حدیث طواف دجال کو ظاہر پر حمل کرتا ہو اور اسکی تعبیر و تاویل کو کفر و الحاد سمجھتا ہو۔ آپ کو جو علماء وقت کافر و ملحد کہتے ہین تو وہ حدیثِ خوابِ طوافِ دجال کی تاویل کے سبب نہین کہتے بلکہ اسلئے کافر و ملحد کہتے ہین کہ آپ اور نصوص قطعیہ قرآن و احادیث مین (جنمین احادیث متعلقہ دجال و حضرت مسیح بہی شامل ہین) تاویل و تحریف کرتے ہین اور بلا وجہ قوی و مانع قطعی ان کے ظاہری معانی کو چہوڑتے جاتے ہین جو ملحدین باطنیہ کا شیوہ ہے۔

پانچوان مغالطہ قادیانی کا تاویل طواف دجال کو ذکر کر کے یہ کہنا ہے کہ جس حالت مین لاچار ہو کر ان مکاشفات کی ایک جز کی تعبیر کی گئی ہے تو پہر کیا وجہ ہے کہ دوسری جزون کی تعبیر نہ کیجاوے۔ اسمین قادیانی نے حدیث طواف دجال کو ایک جز ٹہرا دیا ہے۔ اور دوسری احادیث متعلقہ دجال و حضرت مسیح کو دوسری اجزاء۔ اور ان سب روایات کو ایک حدیث قرار دیا ہے۔ اور ناواقف مسلمانون کو دھوکہ دینا چاہا ہے۔

اسکا جواب بھی جوابات سابقہ مین ادا ہوا۔ اور ثابت ہو چکا ہے کہ یہ محض کذب و کید کادیانی ہے۔ حدیث طواف دجال خاص ایک وقت کا واقعہ ہے جنکو دوسری احادیث متعلقہ دجال و حضرت مسیح سے کوئی اتحاد نہین۔ ہے۔ نہ وہ اسکی اجزاء ہین نہ یہ انکا جز۔ نہ جانبین کسی تیسری حدیث کا جز۔

اخیر تقریر مین جو قادیانی نے کہا کہ آنحضرت نے کئی مقامات مین فرمادیا ہے

ہیں۔

کہ جو کچھہ میرے پر کشفی طور پر کہلتا ہے مین انکو ظاہر معانی پر حمل نہین کرسکتا۔ جبتک منجانب اللہ اسکی قطعی اور یقینی معنے معلوم نہون ہیں

بھی کادیانی نے محض جہوٹ بولا ہے اور اس سے اُسنے مسلمانون کو بھی سخت دہوکا دینا چاہا ہے کہ جو تاویل و تحریف نصوص قرآن وحدیث کا ملحدانہ اصول اُسنے بیان کیا ہے وہ خود آنحضرت کا فرمودہ ہے لہذا اسمین کسی مسلمان کو جائے کلام نہین ہے۔

اسکا جواب یہ ہے کہ آنحضرت نے یہہ ملحدانہ اصول اور قول ہرگز نہین فرمایا اور نہ مکاشفات عینیہ حالت بیداری کو اپنے ظاہری معنے پر حمل کرنے سے کہین انکار یا توقف و تردد ظاہر فرمایا ہے۔ یہ کادیانی نے آنحضرت پر محض افترا کیا ہے۔ اس کذب صریح و بہتان قبیح کی ثبوت یہ ہے کہ جو حدیثین قادیانی نے پیش کی ہین انمین یہ ملحدانہ قول و اصول پایا نہین جاتا۔ پہلی حدیث مین صرف یہ بیان ہے کہ آنحضرت کو حضرت عائشہ صدیقہ خواب مین دکہائی گئین۔ اور یہہ کہا گیا یہ تیری زوجہ ہے تو آپنے فرمایا کہ یہہ امر خدا کی طرف سے ہے تو خدا اسکو نافذ کرے گا۔

تو دیکہو اسمین آنحضرت نے صرف ایک خواب کی ظاہری معنے مراد ہونے مین اپنا تردد ظاہر فرمایا ہے نہ اسکو تمام خوابون کی نسبت عام اصول و قانون بنایا ہے۔ اور نہ خواب کے سوا مکاشفات حالت بیداری کی نسبت اسمین کچھہ ارشاد کیا ہے۔ پہر کادیانی نے جو اس خاص خواب کی تعبیر مین آنحضرت کے متردد ہونے سے وہ عام ملحدانہ اصول نکال لیا اور اسکو

قادیان قاف سے لکہا جاتا ہے مگر جب اوسکی نسبت مرزا غلام احمد کیطرف ہو تو اوسکو کاف سے لکہنا مناسب ہے کیونکہ اوسکو کید ادیانی سے پوری مناسبت ہے۔ یہ الہامی اشتقاق ہے جس کا خدا کی طرف سے خاکسار کے دل پر القا و الہام ہوا ہے ۔

ادر حدیث مذہب وہابی

آنحضرت کا قول قرار دیا ہے یہ آنحضرت پر افترا اور کذب محض نہین تو کیا ہے۔

دوسری حدیث مین بھی آنحضرت کا خواب مین اپنے ہجرت کی جگہہ کو دیکھنا اور پھر تعبیر مین وہم کرنا بیان ہوا ہے (چنانچہ حاشیہ آیندہ مین بیان ہوگا) اسمین بھی نہ کادیانی کے اصول ملحدانہ کا نام ونشان ہے نہ بجز خواب مکاشفات خارجیہ حالت بیداری کا حکم پایا جاتا ہے بالجملہ کادیانی نے جو کچھہ اس تقریر پر تزویر مین کہا ہے وہ از سرا پا کذب و مغالطہ ہے۔ اس سے احادیث متعلقہ دجال و حضرت مسیح کا خواب اور محتاج تعبیر ہونا ثابت نہین ہوسکتا۔

اس بیان سے ثابت ہوا کہ احادیث متعلقہ دجال و حضرت مسیح کادیانی کی ملحدانہ اصول کے اثر سے بری نہین

وہ احادیث وحی مجمل اور اجتہادی اور خواب اور ظاہری معنے سے مصروف و محتاج تعبیر ہرگز نہین ہوسکتین بلکہ وہ اپنی معانی مین نصوص ہین اور ظاہری معانی پر محمول ہین۔

لہ یہ حدیث بخاری مین ہے جسکا پورا مضمون یہ ہے کہ آنحضرت نے

عن النبی صلعم رایت فی المنام انی اهاجر من مکة الی ارض بها نخل فذهب وهلی الی انها یمامة او هجر فاذا هی مدینة (صحیح بخاری صفحہ ۵۵۱)

فرمایا مینے خواب مین دیکھا ہے کہ مین مکہ سے ایسی زمین کیطرف ہجرت کرتا ہون جسمین درخت خرما ہین۔ پس میرا وہم اسطرف گزرا کہ وہ

بھی اسکی شاہد ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جماعت کثیر کے ساتھ مدینے سے مکہ معظمہ کی طرف بعزم طواف کعبہ سفر کرنا یہ بھی ایک اجتہادی[ا]

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸۲

(زمین) یمامہ ہے یا (موضع) ہجر ہے ناگاہ وہ مدینہ نکلا اسحدیث کو ناظرین بنظر غور و انصاف ملاحظہ کرین اسمین خاص ایک واقعہ خواب کی تعبیر مین آنحضرت کو وہم ہوجانا بیان ہوا ہے۔ اس سے عام وحی مجمل قرآن و حدیث کا محل اجتہاد و غلطی ہونا ثابت نہین ہوتا (جسکا قادیانی کو اس تحریر نمبرہ مین دعوے ہے) اور نہ اسحدیث مین آنحضرت کا یہ قول پایا جاتا ہے کہ جو کچھ مجھ پر کشفی طور پر کھلتا ہے مین اسکو ظاہر پر حمل نہین کرسکتا (جسکا قادیانی نے ازالہ کے صفحہ ۲۱ مین دعوی کیا ہی) قادیانی نے اس دونو دعاوی مین کذب سے کام لیا اور آنحضرت صلعم پر افترا کیا ہی۔

[ا] یہ اجتہاد یا اسمین غلطی آنحضرت صلعم سے نہین ہوی بلکہ آنحضرت کی ایکخواب کی تعبیر مین بعض صحابہ سے یہ غلطی ہوئی ہے آنحضرت نے خواب مین دیکھا تھا کہ آپ اور آپ کی اصحاب مکہ مین داخل ہوئے اور کعبہ کا طواف کر رہے ہین۔ اس خواب کو

وقد کان اصحاب رسول اللہ خرجوا وھم لا یشکون فی الفتح لرویا راھا رسول اللہ (معالم التنزیل صفحہ ۹۳۶) قال عمر رضی اللہ عنہ قلت لہ علیہ السلام اولیس کنت تحدثنا انا سنأتی البیت فنطوف بہ وعند الواقدی انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان رای فی منامہ قبل ان یعتمر انہ دخل ھو واصحابہ

آنحضرت نے اصحاب کی پاس بیان کیا تو انہون نے اسکی تعبیر مین یہ سمجھ لیا کہ اسی سال آپ مکہ فتح کرین گے اور اسمین داخل ہو کر طواف کرین گے۔

اور جب آنحضرت صلعم اس سال بعزم عمرہ و زیارت کعبہ دبحکم و حکمت الہی جسکا ظہور بیعۃ الرضوان سے ہوا۔

غلطی ہے زیادہ لکھنے کی حاجت نہین - پہر آپ مجھسے دریافت فرماتے ہین کہ ابن صیاد کے دجال معہود ہونے پر صحابہ کا کہان اجماع تہا اسکے جواب مین عرض کرتا ہون کہ یہہ اجماع مسلم کی حدیث سے جو ابی سعید الخدری سے[له] بیان کی ہے

له ایسا ہی تحریر قادیانی مین لفظ سے ہے

البيت فلما دار اوانا خير ذلك شق عليهم قال عليه السلام بلى فاخبرتك انا ناتيه العام هذا قال عمر قلت لا قال فانك اتيه ومتطوف به قال عمر فاتيت ابا بكر فقلت اوليس كان يحدثنا انا سناتي البيت ونطوف به قال ابو بكر بلى افاخبرك عليه السلام انك تاتيه العام هذا قال عمر قلت لا قال فانك اتيه ومطوف به (قسطلانی جلد ۴ صفحہ ۵۰۶)

نہ بنا بر تعبیر خواب خود) مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور مقام حدیبیہ مین کفار مکہ کیطرف سے روکے گئے تو وہ صحابہ اپنی تعبیر کی غلط فہمی سے آپ پر معترض ہوئے کہ کیا آپ ہمکو نفرماتی تہے کہ ہم کعبہ مین داخل ہونگے اور اسکا طواف کرینگے اسکے جواب مین آپنے فرمایا کہ کیا مینے یہ کہا تہا کہ ہم اسی سال مین داخل ہونگے انہونے عرض کیا کہ یہہ تو آپنے نہین فرمایا تسپر آپنے ارشاد کیا کہ پہر تم ضرور (یعنی ایک نہ ایک دن) اسمین داخل ہوگے - اور اسکا طواف کروگے - اور حضرت صدیق اکبر نے بھی آنحضرت کیطرف سے یہی جواب دیا اور ان لوگون کو مطمئن کیا جب انکے سامنے یہ اعتراض پیش ہوا -

یہ صحیح بخاری اور اسکی شرح قسطلانی اور تفسیر معالم التنزیل کے بیانکا خلاصہ ہے اور اس سے صاف ثابت ہے کہ اس خواب کی تعبیر مین جو غلطی ہوئے ہے وہ آنحضرت سے نہین ہوئی - وہ بعض صحابہ کی فہم کی غلطی تہی - آنحضرت صلعم اور صدیق اکبر نے انکی غلطی انپر ثابت کردی - اور اس غلطی سے آپکی برائت ظاہر کی +

ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس حدیث مین ابن صیاد کہتا ہے کہ لوگ کیون مجھے دجال معہود کہتے ہین اب ظاہر ہے کہ اسوقت کہنے والے صرف صحابہ تھے اور کون لوگ تھے جواسکو دجال کہتے تھے یہ حدیث صاف بتلارہی ہے کہ صحابہ کا اسبات پر اجماع تہاکہ ابن صیاد وہی دجال معہود ہے صحابہ کوئی ایسی بڑی جماعت نہین تہے جنکے اجماع کا حال معلوم ہونا محالات مین سے ہوتا بلکہ انکا اجماع بباعث وحدت مجموعی انکی کے بہت جلد معلوم ہوجاتا تہا۔

تفسیر حاشیہ صفحہ ۱۷۴

کادیانی نے جو اس غلطی کو آنحضرت کے اجتہاد کی غلطی قرار دیا ہے تو اسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کیا ہے۔ اور مسلمانون کو دہوکا دیا۔

۵۱ یہ محض کذب ہے، یا صریح مغالطہ۔ اس حدیث مین نہ اجماع صحابہ کا بیان ہے اور نہ وہ اجماع اس کے کسی لفظ سے مستنبط ومفہوم ہوسکتا ہے۔ ابن صیاد کے ان الفاظ سے کہ لوگ مجھے دجال سمجھتے ہین"۔ یہ اجماع مستنبط نہین ہوسکتا۔ ہان بجاے لفظ لوگ" لفظ" سبہی لوگ" ہوتے تو ابن صیاد کے بڑے بہائی اور اوسکو سچا جاننے والے کادیانی کو اجماع استنباط کرنیکا موقع ملتا۔ اور جس حالت مین اس نے یہ لفظ نہین کہا۔ اور بہت سے صحابہ کا ابن صیاد کو دجال نہ کہنا کتب حدیث مین ثابت و موجود ہے۔ چنانچہ حواشی صفحہ ۱۳۸ مین بیان ہوا ہے۔ اور آیندہ تحریر نمبر آٹھ مین اور بھی بیان ہوگا۔

توپہر کادیانی کا اس قول ابن صیاد کی تمسک
سے دعوے اجماع کذب یا مغالطہ
نہین تو اور کیا ہے۔

پہر تین صحابیون کا قسم کہانا کہ حقیقت مین ابن صیاد وہی دجال معہود ہے صاف[۵۱]
اجماع پر دلالت کرتا ہے کیونکہ انکی مخالفت منقول نہین ۔
پہر بعد اسکے آپ دریافت فرماتے ہین کہ اجماع کی حقیقت کیا ہے مین
نہاین سمجہہ سکتا کہ اس سوال سے آپکا مطلب کیا ہے ۔ ایک[۵۲] جماعت کا
ایک بات کو با اتفاق مان لینا ہی اجماع کی حقیقت ہے جو صحابہ مین بآسانی محقق
ہو سکتی تہی اگرچہ دوسرون مین نہین ۔ اور یہ جو آپنے دریافت فرمایا
ہے کہ کہان یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن صیاد
کے دجال ہونے پر

۵۱ اس قول مین قادیانی نے ایک صریح جہوٹ بولا ہے اور ایک مغالطہ دیا ہے اس کا صریح جہوٹ تین صحابہ (حضرت عمرؓ و حضرت جابر و حضرت ابن عمر جنکا نام وہ تحریر نمبری ۴) مین بتا چکا ہے) کو اس بات کا قائل بنانا ہے کہ ابن صیاد دجال معہود ہے ۔ حالانکہ ان حضرات ثلثہ سے صرف ایک ابن عمر ہین جنہون نے ابن صیاد کو مسیح دجال کہا ہے باقی حضرت عمر و حضرت جابر نے تو اسکو صرف دجال کہا ہے جسکے یہ معنی ہو سکتے ہین کہ وہ منجملہ ان تیس ۳۰ دجالون کی ایک دجال ہے جنکے خروج کی خبر آنحضرت نے دی ہے نہ دجال معہود حاشیہ صد ۲۳۷ ملاحظہ ہو اور اس کا مغالطہ صرف تین صحابہ کی (بزعم خود) اتفاق کو اجماع قرار دینا ہے حالانکہ صحابہ مین سے صرف تین یا دس بیس صحابہ کا اتفاق شرعی اجماع نہین کہلاتا اسکا مفصل بیان تحریر نمبری ۸ مین ہو گا ۔

۵۲ یہ بھی کذب یا مغالطہ ہے ۔ ایک جماعت کا اتفاق اجماع نہین کہلاتا بلکہ اجماع اتفاق کل کا نام ہے ۔ اور کل مین سے ایک شخص کا خلاف بہی مانع انعقاد اجماع ہے اسکا ثبوت بہی تحریر نمبری ۸ مین ہے ۔

ڈرتے تھے سو واضح ہو کہ وہ حدیث مشکوۃ مین بحوالہ شرح السنۃ موجود ہے
اور اصل عبارت حدیث کی یہ ہے فلم یزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ف اس سوال وجواب کے بیان مین بہی کادیانی نے اپنا شیوہ کید و مغالطہ پورا ظاہر کیا ہے اور اس سے اپنا دجال ہونا ثابت کر دکہایا ہے۔ ناظرین اسکا بیان توجہ سے سنین۔

نہ ہمنے اوس سے یہہ دریافت کیا تہا کہ کہان یہہ حدیث ہے کہ آنحضرت ابن صیاد کے دجال ہونے سے ڈرتے تہے۔ اور نہ اُسنے صرف ابن صیاد کے دجال ہونیسے آنحضرت صلعم کی فعل ڈرنیکا دعوے کیا تہا۔ تاکہ اسکا ثبوت اس سے طلب کیا جاتا اسنے تو تحریر نمبری ۱۲ مین آنحضرت کے قول کا دعوے کیا اور یہہ کہا تہا کہ "آنحضرت صلعم نے آپ بہی فرمایا ہے کہ مین اپنی اُمت پر ابن صیاد کے دجال معہود ہونیکی نسبت ڈرتا ہون" جسپر تحریر نمبری ۵ مین ہمنے یہ سوال کیا ہے کہ "آپنے دعوے کیا ہو کہ آنحضرت نے ابن صیاد کی نسبت فرمایا ہے کہ مین اسکے دجال معہود ہونے سے ڈرتا ہون۔ کتب حدیث مین اسکا ذکر کہان ہے" اس سوال کے جواب مین کادیانی نے اخیر مباحثہ تک نہ بتایا کہ آنحضرت کا یہہ قول فلان فلان کتب حدیث مین ہے بلکہ **اوّل** تو ہمارے سوال کو بدلا دیا۔ اور ہمکو بہلانا چاہا۔ اور بجاے سوال ثبوت قول نبوی سوال ثبوت فعل نبوی (خوف کرنے کا) ہماری طرف سے قایم کیا۔ اور اس کے جواب مین حدیث شرح السنہ کو ثبوت فعل مین پیش کر دیا اور اس چالاکی سے یہ ثابت کر دیا کہ مخاطب کو دہوکہ دینے اور اسکا سوال اسکو بہلا دینے مین آپ اپنا ثانی نہین رکہتے۔ اور اس وجہ سے آپ ہمیشہ تحریری مباحثہ کرنا چاہتے ہین کیونکہ ایسی بات زبانی کہین تو حاضرین مجلس سے کوئی تو اوسکو سمجھ لے اور ایسی بات کو واپس لینے پر

مشفقانہ ہو الدجال۔ اور آپکے جو

انکو مجبور کرے طولانی تحریرون مین ایسی باتین پڑہی جاتی ہین تو غالباً انکو کوئی سمجہہ نہین سکتا ہے اور آپکا واد چل جاتا ہے۔ پہر جب کہ آپ کی اس ہیر پہیر بہلیان کو ہمنے سمجہہ لیا۔ اور آپکے اس جوابکا اپنی تحریر نمبری ۶ مین یہ جواب دیا کہ شرح السنہ سے جو حدیث اپنے نقل کی ہی اسمین آنحضرت صلعم کا کوئی قول منقول نہین۔ بلکہ اسمین ایک صحابی اپنا خیال ظاہر کرتا ہے جو اسکے فہم مین آتا ہے (کہ آنحضرت صلعم ابن صیاد کے دجال ہونیسے ڈرتے تہے) اس قول صحابی کو آنحضرت کا قول قرار دینا آنحضرت پر افترا نہین تو اور کیا ہے۔

تو آپنے تحریر نمبری ۷ سے یہ کہنا شروع کیا کہ صحابی نے آنحضرت کو یہہ کہتے ہوئے سُنا ہوگا کہ مین ابن صیاد کے دجال ہونے ڈرتا ہون تب ہی اُسنے آپسے یہ فعل نقل کیا کہ "آپ ابن صیاد کے دجال ہونیسے ڈرتے تہے"۔ جسکا جواب تحریر نمبری ۸ مین مفصل دیا گیا ہے

اسمقام کے بیان سے اور بیان ہائی تحریرات آیندہ سے ناظرین کو بخوبی معلوم ہوگا کہ یہ قول کہ "مین اپنی اُمت پر ابن صیاد کے دجال ہونیسے ڈرتا ہون" آنحضرت سے کسی کتاب حدیث مین مروی و منقول نہین ہے۔ اور نہ کادیانی نے اس قول کا ثبوت کسی کتاب کی نقل سے پیش کیا ہے۔ اس قول کو آنحضرت کیطرف منسوب کرنےمین اسنے صریح جہوٹ بولا ہے۔ اب اس جہوٹ کو سچ بنانیکے لئے اُن احتمالات سے کہ آنحضرت نے یہ قول فرمایا ہوگا۔ یا صحابی نے آپکے اشارہ سے یہ قول سمجہہ لیا ہوگا۔ ہاتہ پاؤن مارتا ہے۔ جنکے مقابلہ مین ایسے احتمال بہی موجود ہین جنسے ممکن و قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے ابن صیاد سے ایسے

دریافت فرمایا تہا کہ بعض اکابر کا قول اشاعۃ السنۃ مین کہان ہے جسمین یہ لکہا ہو کہ بعض موضوع حدیثین کشف کے ذریعہ سے صحیح ٹہیر سکتے ہین اور صحیح موضوع ٹہیر سکتے ہین سو وہ قول ریویو براہین احمدیہ کے صفحہ ۳۴۵ مین موجود ہے جسمین آپنے بتائید اپنے خیال کے شیخ ابن عربی صاحب کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ ہم اس طریق سے آنحضرت سے احادیث کی تصحیح کرا لیتے ہین بہتری حدیثین ایسی ہین جو اس فن کے لوگون کے نزدیک صحیح ہین اور وہ ہمارے نزدیک صحیح نہین اور بہتری حدیثین انکی نزدیک موضوع اور آنحضرت کے قول سے بذریعہ کشف صحیح ہو جاتی ہین۔

نقشہ تحریر نمبر ۷ صفحہ ۲۲۸ -

معاملات کئے جنسے آنحضرت کا ابن صیاد سے ڈرنا صحابی کے خیال مین آیا۔ (جیسے آنحضرت کا چہپ کر ابن صیاد کے حالات دیکہنا اور اسکا امتحان کرنا وغیرہ جو ہماری تحریر نمبری ۷ و ۸ بیان ہوئے ہین) تو اس صحابی سے کہدیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ابن صیاد سے ڈرتے تہے۔ لہذا اس کہنے سے یہ ثابت نہین ہوتا ہے کہ یہ کلمہ "مین ابن صیاد کے دجال معہود ہونیسے ڈرتا ہون" آنحضرت نے خود فرمایا۔ اور صحابی نے اسکو آنحضرت ص کے مُنہہ سے سُنا۔

۱۵ اس سوال وجواب مین بہی آپنے تدلیس وتلبیس سے کام لیا اور مسلمانون کو دہوکہ دیا ہے نہ ہمارا سوال پورا نقل کیا ہے اور نہ اُسکا جواب پورا دیا۔ ہمارا سوال تحریر نمبری ۵ مین بصفحہ (۲۵۴) اور آپ کا دعوے تحریر نمبری ۴ مین بصفحہ (۲۳۱) جسپر وہ سوال کیا گیا تہا ناظرین ملاحظہ کرین وانصاف سے کہین کہ ہمارا صرف یہی سوال تہا؟ اور اوسکا یہی جواب ہے -؟-

آپ[1] اگرچہ مین اسبات پر زور نہین دیتا کہ ایمانی طور پر آنمکرم کا یعنی آپکا یہی عقیدہ ہے لیکن مین آپ کے فحوای بیان سے سمجھتا ہون بلکہ ہر ایک تدبر کرنیوالا سمجھہ سکتا ہے کہ امکانی طور پر ضرور آپکا یہی عقیدہ ہے کیونکہ اگر یہ امر بکلی آپ کے عقیدہ سے باہر تہا تو پہر اسکا ذکر کرنا بطور لغو ٹہیرتا ہے[2] جو آپ کی شان سے بعید ہے انسان جب کسی کا قول یا مذہب اپنے ریویو مین بطور نقل کے ذکر کرتا ہے وہ اپنے مویدات دعوے اور رائے کی مد مین لاتا ہے اور یا اسکے رد کی غرض سے لیکن صاف ظاہر ہے کہ آپ اس قول کو اپنے مویدات دعوے کے ضمن مین لائے ہین چنانچہ آپنے بغیر اسکے ایسے دعوے کی تائید کے لیے ایک

---

[1] اب آپکو سوجہا کہ ہمارا جواب پورا جواب نہین تو آپکو بر طبق مثل چور کی ڈاہڑی مین تنکا" یہ کہٹکا ہوا کہ اس سوال مین یہ امر بہی تو درج تہا کہ کشف سے احادیث کو صحیح و موضوع قرار دینے کی نسبت مولف رسالہ اشاعۃ السنۃ نے اپنا اعتقاد کیا ظاہر کیا ہی جسکا ہمنے کوئی جواب نہین دیا تو آپنے تنکا نکالنے کے لئے یہ کہا ہے کہ اگرچہ اس امر کی نسبت آپنے اپنا اعتقاد ظاہر نہین کیا مگر آپکی فحوائے کلام سے سمجہ مین آتا ہے کہ آپکا عقیدہ اسکی موافق ہوگا ورنہ وہ قول آپکی مویدات مین مذکور نہ ہوتا۔ اسکا جواب ہمنے تحریر نمبری ۶ و ۷ مین مفصل دیدیا اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ کشف کے ذریعہ سے احادیث کی تصحیح و تضعیف سے ہمنے اشاعۃ السنۃ مین اتفاق نہین بلکہ اختلاف ظاہر کر دیا تہا۔ اور اس قول کی نقل سے ہمارا اور ہی مقصود تہا جس سے اس قول کو تسلیم کرنا لازم نہین آتا۔ ص ۳۰۱ ملاحظہ ہو۔

[2] اس صورت مین لغو ٹہیرتا ہی کہ اسکی نقل سے کوئی اور مقصود نہ ہو۔ اور جس حالت مین اس قول کے نقل سے اور مقصود اسی پرچہ اشاعۃ السنۃ مین (جہان یہ قول منقول ہے) بیان ہو چکا ہے تو پہر اسکی نقل بلا اعتقاد کو لغو ٹہیرانا خود لغو کہنا ہے۔

بخاری کی حدیث بھی لکھی ہے کہ محدث کا الہام دخل شیطان سے محفوظ کیا جاتا ہے بلکہ وہان تو آپنے کہلے طور پر ظاہر کر دیا ہے کہ آپ اسی قول کی حامی ہین گو ایمانی طور پر نہین مگر امکانی طور پر ضرور حامی ہین اور میرے لئے صرف اسیقدر کافی ہے کیونکہ میرا مطلب تو صرف اسیقدر ہے کہ حدیثین اگرچہ صحیح ہی ہون لیکن انکی صحت کا مرتبہ ظن یا ظن غالب سے زیادہ نہین سو ان حدیثون کی حقیقی صحت کا پرکہنے والا قران مجید ہے اور قرآن مجید جسقدر اپنے معاد اور اپنے کمالات بیان کرتا ہے انپر نظر غور ڈالنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اسنے اپنے تئین اپنے ماسوا کی تصحیح کے لئے محک ٹھرایا ہے اور اپنے ہدایتون کو کامل اور اعلےٰ درجہ کی ہدایتین بیان فرمایا ہے جیساکہ وہ اپنی شان مین فرماتا ہے ۔

ف ۱ اسحدیث کی نقل وتسلیم صحت سے یہ لازم نہین آتا کہ کشف کی ذریعہ سے احادیث صحیحہ کا موضوع ہونا ہماری نزدیک مسلّم ہے ہمارے نزدیک جو محدث ہونیکا دعوے کرے اور احادیث صحیحہ اتفاقیہ کو کشف کی ذریعہ سے موضوع کہے وہ محدث نہین شیطان ہے ہماری تحریر نمبری (۸) ملاحظہ ہو

ف ۲ اسقدر کیون۔ یہ مقدار کسنے مقرر کر دیا۔ اور اس امر مین کہ احادیث صحیحہ کا مرتبہ ظن یا غالب ظن سے زیادہ نہین کسنے آپسے نزاع کی تہی۔ اور یہ مسئلہ آپسے کسنے پوچہا تہا جسپر آپکو اس مقدار کی بیان وتقرری کی ضرورت ہوئی۔ آپنے اس بیان اور تقرری مین ناحق وبلا ضرورت خروج از بحث کیا جسکی یہ ساتوین دفعہ ہے ۔

خروج از بحث

ف ۳ حقیقی صحت کے لفظ سے اگر آپکی مراد قطعی صحت ہے تو اسکی پرکہنے کیلئے قرآن معیار نہین ہو سکتا جو حدیث ظنی ہے وہ موافقت قرآن کی حالتمین بہی ظنی رہیگی سو موافقت مضمون قرآن اوسکو قطعی نہ بناویگی۔ اور اگر موافقت مضمون قرآن موجب صحت یا قطعیت ہو سکتی ہے۔ تو چاہئے کہ ایک موضوع حدیث جسکا مضمون قرآن کی موافق ہو صحیح اور قطعی ہو (جسکا کوئی مسلمان قایل نہین)

فیہا[۱] کتب قیمۃ[۲] - فصلناہ علی علم - یہدی[۳] بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام
ویخرجہم من الظلمٰت الی النور[۴] - ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون - قل[۵] ان ہدے
اللہ ہو الہدی فمن اتبع ہدیٰ فلا یضل ولا یشقے - لا[۶] یاتیہ الباطل من بین
یدیہ ولا من خلفہ - فمن[۷] یکفر بالطاغوت ویومن باللہ فقد استمسک بالعروۃ
الوثقی لا انفصام لہا - ان ہذا القرآن یہدی للتی ہی اقوم - ان[۸] فی ہذا
لبلاغا لقوم عابدین - وانہ[۹] لحق مبین - حکمۃ[۱۰] بالغۃ - تبیانا[۱۱] لکل شیء روحا[۱۲]
من امرنا - نور علی نور - انزل الکتاب بالحق والمیزان - ہدی للناس وبینات
من الہدی والفرقان - انہ[۱۳] لقرآن کریم فی کتاب مکنون فصلناہ علی علم
انہ[۱۴] لقول فصل لا ریب فیہ - وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لہم الذین اختلفوا فیہ و

اور اگر اس قطعی صحت کا مطلب کچھ اور بطن قائل ہے تو اسکے اظہار پر اسمین گفتگو کی جائیگی
ے ان آیات کا ترجمہ وہی خصوصیات یا وصفات ہین جنکو کادیانی نے بعد ختم آیات نمبر وار
بیان کیا ہے ان صفات وخصوصیات مین ایک خصوصیت بھی ایسی نہین جس سے ثابت ہو کہ
قران احادیث صحیحہ نبویہ کی صحت وقطعیت کیلئے معیار ومحک ہے - ناظرین غور وانصاف سے
ان خصوصیات وصفات کو ملاحظہ کرین اور داد انصاف دیکر کہین کہ ان آیات کی نقل وبیان
مین کادیانی نے خروج از مبحث کیا ہے جسکی یہ آٹھوین دفعہ یا ان آیات کو سوال زیر بحث سے تعلق ہے
خصوصیت نمبری ۱۱ مین آپنے قرآن کا سچ کی شناخت کیلئے محک ہونا بیان کیا ہے سو وہ ان آیات
مین سے کسی آیت کا ترجمہ نہین ہے ہوتا تو بھی احادیث صحیحہ نبویہ سے اسکا کچھ تعلق نہوتا - حدیث صحیح نبوی
بذات خود حق ہے - وہ صحت وثبوت کے بعد اپنی حق ہونیکی ثبوت مین کسی اور کسوٹی پر لگانیکی محتاج نہین ہے
ے یہ متعدد آیات کے الفاظ ہین جسکو آپنے ایک آیت قرار دیا ہے - اور انکا ترجمہ بھی نمبری ۱۴ مین ایسا کیا ہے جس سے
صاف ثابت ہے کہ آپ اسکو ایک آیت سمجھتے ہین مگر مسلمان قرآن عربی مین اس آیت کا یا ان الفاظ وترتیب متعدد آیات نہین ہان

نمبر ۹ جلد ۱۳ صفحہ ۲۵۱

خروج نمبر ۸

وھدی ورحمۃ لقوم یومنون۔ قل نزلہ روح القدس من ربك لیثبت الذین امنوا وھدی وبشری للمسلمین ھذا بیان للناس وموعظۃ للمتقین۔ بالحق انزلناہ وبالحق نزل۔ قل ھو للذین امنوا ھدی وشفاء۔ ماکان حدیثا یفتری۔ اب ظاہر ہے کہ خدا تعالی نے ان آیات مین کئی قسم کی خصوصیتین اور صفتین قرآن کریم کی بیان فرمائی ہین از انجملہ ایک یہ کہ وہ تمام صداقتون پر مشتمل ہے (۲) وہ مفصل کتاب ہے۔ (۳) وہ ان لوگونکو ہدایت دیتا ہے کہ جو خدا تعالی کی رضامندی کی اور دار السلام کے طالب ہین۔ (۴) وہ ظلمات سے نور کیطرف نکالتا ہے اور نامعلوم باتین سکہاتا ہے (۵) ہدایت اسکی ہدایت ہے۔ (۶) باطل اسکی طرف کسیطور سے راہ نہین پا سکتا۔ (۷) جسنے اس سے پنجہ مارا عروہ وثقی کو پنجہ مارا (۸) وہ سب سے زیادہ سیدہی راہ بتلاتا ہے (۹) وہ حق الیقین ہے ظن اور شک کیجگہ نہین (۱۰) وہ حکمت بالغہ ہے اسمین ہر یک چیز کا بیان ہے (۱۱) وہ حق ہی یعنے آپ بھی سچا ہی اور سچ کی شناخت کیلئے محک بہی ہے۔ (۱۲) وہ لوگون کے لئے ہدایت ہے اور ہدایتونکی اس مین تفصیل ہے اور حق وباطل مین فرق کرتا ہے (۱۳) وہ قرآن کریم ہی کتاب مکنون ہے جسکے ایک معنے یہ ہین کہ صحیفہ فطرت مین اسکی تعلیمین منقوش یعنے اسکی تعلیم فطرتی ہے جیسا کہ

نوٹ ضمیمہ ۲۹۲ — انا انزلناہ قریبا من القادیان والی قرآن مین اسکا پتہ ہو تو خبر نہین۔ ایسا ہی اور آیات مین آپنے تصرف کیا ہی اور انکو آیت واحد قرار دیا ہے اور کہین کچھ بڑہا گھٹا دیا جس شخص کا الفاظ قرآن کی حفظ وضبط مین یہ حال ہو وہ قرآن کے حقایق ومعارف کیا خاک بیان کریگا۔ لاہور کو مباحثہ مین جو مولوی عبد الحکیم صاحب سے ہوا تہا آپنے آیات قرآن کو غلط پڑہا ایک کتاب حدیث کی عبارت پڑہی تو غلط پڑہی جس سے حاضرین کو یقین ہو گیا کہ آپ ایک رکوع قرآن شریف اور ایک حدیث صحیح نہین پڑہ سکتے۔

ؔ اس فطرت کی ذرا توضیح وتشریح کی ہوتی جسمین یہ تعلیم قرآن مکنون ومنقوش ہے تاکہ اچھی طرح آپکا نیچری ہونا ناظرین پہر ثابت ہوتا۔ شاید اسی خوف سے آپنے اس توضیح سے سکوت کیا ہے اور نقل آیت پر اکتفا فرمایا۔ جو لوگ اسکی نیچری اصول پر توضیح چاہین وہ سر سید کی

فرمایا ہے فطرۃ التی فطر الناس علیہا (نمبر ۱۴) وہ قول فصل ہے اسمین کچھہ بہی شک نہین (۱۵) وہ اختلاف کے دور کرنیکے لئے بہیجا گیا ہے (۱۶) وہ ایمانداروں کے لئے ہدایت وشفا ہے۔ اب فرمائی کہ یہ عظمتین[1] اور یہ خوبیان کہ جو قرآن کریم کی نسبت بیان فرمائی گئی احادیث کی نسبت ایسی التعریفونکا کہان ذکر ہے پس میرا مذہب فرقہ ضالہ نیچریہ[2] کیطرح پر نہین ہے کہ مین عقل کو مقدم رکھہ کر قال اللہ اور قال الرسول پر کچھ نکتہ چینی کرون ایسے نکتہ چینی کرنے والون کو ملحد

تصانیف مغالطہ کرین۔ اور اگر اسلامی اصولپر فطرت اور آیت فطرتکی شرح مطلوب ہو تو اشاعۃ السنۃ ملاحظہ فرماوین۔

[1] ان عظمتون اور خوبیون کا منکر کون مردود ہے۔ اور انکی بحث ونزاع کسکو ہے آپنے ناحق بلا ضرورت ان خوبیون کو بیان کیا۔ اور تحصیل حاصل اور خروج از بحث کا ارتکاب کیا جس کی یہ نوین[9] دفعہ

[2] ایکی اس قسم کی نکتہ چینیان کہ تیس یا چالیس ہزار فٹ سے اوپر ہوا نہین۔ لہذا آسمانپر کسی زندہ کا جانا ممکن نہین وبنا بر علیہ آنحضرت کا جسمانی معراج اور حضرت مسیح کا جسم سے آسمانپر عروج ممکن نہین ہے مسیح آسمانون پر ہین تو وہان کیا کہاتے ہونگے اور آپکے بال بڑہ گئے ہونگے اور اگر حضرت جبرائیل امین بذات خود زمین پر نازل ہون تو سورج دجو انکا ہیڈ کوارٹر ہے فاسد اور معدوم ہو جاگا) اور حضرت مسیح نے واقعہ مین کوئی جانور نہین بنایا اور کوئی مردہ زندہ نہین کیا اور کوئی کوہڑی اور اندہا اچہا نہین کیا وہ صرف مسمریزم کا عمل کیا کرتے یا اپنے باپ یوسف نجار سے سیکہی ہوئی کام نجاری سے کلین اور کہلونے بناتے اور ان چیزون کے ظاہری مراد لینا عقل وایمان وتوحید قرآن کے مخالف ہین وغیرہ وغیرہ نیچریون کیطرح نکتہ چینی نہین تو آپ بیان کرین کہ بہر کس صحابی یا تابعی یا امام ومجتہد قرون ثلاثہ سے اسی قسم نکتہ چینی قال اللہ وقال الرسول پر مروی وثابت ہے۔

ملحد اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہون بلکہ مین جو کچھہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالےٰ کیطرف سے ہمکو پہونچایا ہے اُس سب پر ایمان لاتا ہون۔ صرف عاجزی اور انکساری کے ساتھہ یہ کہتا ہون کہ قرآن کریم ہر یک وجہ سے احادیث

۵۱ الحمد للہ۔ رجل قضی علیٰ نفسہ آپنے اپنے نفس پر خود ہی فیصلہ کیا اور صیحح فتویٰ لگایا اسی نظر سے کر ایسے نکتہ چینی کرنے والے آپ کے اعتراف سے ملحد اور دائرہ اسلام سے خارج ہین آپکو علماء اسلام ملحد اور دائرہ اسلام سے خارج سمجہتے ہین فتوے تکفیر ملاحظہ ہو۔

۵۲ محض کذب ہے اور ابلہ فریبی۔ آپ گو ان الفاظ پر جو خدا ورسول نے فرمائے ہین ایمان رکھتے ہین۔ مگر ان معانی پر جو ان الفاظ سے خدا ورسول نے مراد رکھے ہین۔ اور زمانہ رسالت سے اسوقت تک مسلمانون مین وہ مراد خدا ورسول تسلیم کی گئی ہے آپ ہرگز ایمان نہین رکھتے۔ اور لفظی ایمان (جو آپ رکھتے ہین) نیچری بھی رکھتے ہین۔ وہ ملک جبریئل وحی نزول وغیرہ الفاظ زبان پر لاتے اور انکو مانتے ہین و باینہمہ وہ آپکے اقرار لسانی کے بموجب ملحد اور دائرہ اسلام سے خارج ہین تو پھر آپ کیون خارج نہوئے۔ فتوے تکفیر ملاحظہ ہو۔

۵۳ یہ عاجزی دلی اور مخلصانہ نہین بلکہ لفظی اور منافقانہ ہے بمصداق بیت صائب

؎ سنگین دلست ہرکہ بظاہر ملائم ست ٭ صائب درون پنبہ نگر پنہ دانہ را ٭

اور یہ ظاہری اور لفظی عاجزی بھی بعض تحریرون مین ہے۔ آپنے بعض تحریرون مین تو آپنی درشتی اور سخت گوئی اس وسعت سے اختیار کی ہے کہ اس سے صحابہ تابعین و تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین اور عامہ مسلمین قرون اولیٰ سے لیکر اسوقت تک نہین چھوٹے۔

احادیث پر مقدم ہے اور احادیث کی صحت عدم صحت پر کھنے کے لئے وہ محک ۵۲ ہے اور مجکو خدا تعالےٰ نے قرآن کریم کی اشاعت ۵۳ کے لئے امور کیا ہے تا مین جو ٹہیک ٹہیک منشار قرآن کریم کا ہے لوگون پر ظاہر کرون اگر اوس خدمت گذاری مین علماے وقت کا میرے پر اعتراض ہو اور وہ

تفسیر حاشیہ ص۲۹۵

آپ ان لوگون کو اعتقاد حیات ومعجزات مسیح علیہ السلام کی سزا مین مشرک واحمق وبے حیا وبے ایمان لکھہ چکے ہین کیا عاجزی وانکساری اسی کا نام ہے؟ یہ تو پرلے سرے کی رعونت وتکبری ہے۔ ہمارے اس بیان کی تصدیق مطلوب ہوتو ع۴ جلد ہذا کا ص۱۲۷ وص۱۲۸ وغیرہ ملاحظہ ہو اور فیصلہ آسمانی اور اشتہار

۵۱ محض کذب ہے اور صریح مغالطہ ہر چند قرآن کریم رتبہ ثبوت مین حدیث سے مقدم ہے۔ مگر حدیث صحیح اپنے منصب وخدمت تشریح وتفسیر مین قرآن سے مقدم ہے۔ حدیث نہ ہوتو قرآن مجید کے بہت سی احکام سمجھہ مین نہ آوین اور نہ وہ دستور العمل ہوسکین فتوے کا ص۱۸۳ ملاحظہ ہو۔

۵۲ غلط محض ومغالطہ ہے۔ چنانچہ بارہا بیان ہوا ہے آپ بار بار ایک ہی بات کا اعادہ کرتے ہین ہم کہانتک اسکے جواب کا اعادہ کرین۔

۵۳ اشاعت نہین آپ بزعم خود قرآن کا اخمال اور امانت چاہتے ہین کیا قرآن کی یہی اشاعت ہے کہ اسکے معجزات کی حقائق مشہورہ متوارثہ کو مٹا دین۔ اور اسکی اخبار اور پیشنگوئیون کو نیست نابود کرنا چاہین جو آپ کرر ہے ہین مگر آپ خوب یاد رکہین کہ خدا تعالے قرآن کا محافظ خود ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون اور وہ اپنے نور کو آپ پورا کرنے والا ہے۔ اگرچہ منکر ناخوش ہون۔ "واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔"

(دیکھو الحکم مطبوعہ ۱۰۔ اکتوبر ۱۲ء صفحہ ۶ مین اسوقت کے علمائے محققین کا بیان دیکھین۔)

مجھکو فرقہ ضالہ نیچریہ کیطرف منسوب کرین تو مین انپر کچہ افسوس نہین کرتا
بلکہ خدا تعالے سے چاہتا ہون کہ خدا تعالے وہ بصیرت اُنہین عطا فرماوے جو
مجھے عطا فرمائی ہے نیچریونکا اول دشمن مین ہی ہون اور ضرور تہا کہ علما

سلہ اپ نیچریون کے شاگرد اور اس گہرانے کے فیض یاب سہ بابا کے یہان سے کون لایا + جسنے پایا یہین سے پایا۔ اور پہر مدعی عداوت! نمک خوردن اور نمکدان شکستن اسیکا نام ہے۔ حضرت اپنے جو عقائد باطلہ ظاہر کئے ہین کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہوچکے ہین اور وہ سولی چڑہائے گئے ہین اور انکے معجزات سمریزم کا اثر تہا وغیرہ وغیرہ۔ ایمین سر بسر سرسید کی زلہ ربائی اور کاسہ لیسی کی ہے۔ چنانچہ حواشی تحریر نمبری (۸) مین تفصیل و تشریح کے ساتہہ ثابت کیا جائیگا۔ پہر آپکا یہ دعوے کہ نیچری کا اول دشمن مین ہون اس خاندان کا کفران نعمت نہین تو کیا ہے۔ اس خاندان کے متوسلیں خصوصًا ادر ترسر و گجرات کے ساکنین کیخدمت مین ناصحانہ التماس ہے کہ ایسے ناشکر و عاق شاگرد سرسید کو آپ لوگ سرسید کا خلیفہ سمجھکر اس سے حسن عقیدت رکھتے ہین یہ سرسید کی حق تلفی و ناشکری ہے۔ اور بڑے افسوس اور کمال شرم کی بات سرسید کادیانی کا یہہ کلمہ سُنین اور پہر کادیانی کے حق مین اپ لوگون کے حسن عقیدت پر مطلع ہون تو یقینًا آپ لوگون سے دل ہی ناخوش ہون گو فرط مروت سے بظاہر کچہ نہ کہین۔

بہتر ہے کہ آپ لوگ غیرت و حمیت مذہبی کو کام مین لاوین اور کادیانی کے شاگرد ہوکر مدعی عداوت ہونے پر اسکا ساتہہ ندین۔ اور یہ تو سوچین اور کہین کہ وہ کون نیچرل عُقدہ ہے جو سرسید سے حل نہین ہوا۔ اور اسکو کادیانی نے حل کردیا ہے۔

میری مخالفت کرتے کیونکہ بعض احادیث[۹۱] کا یہ منشا پایا جاتا ہے کہ مسیح موعود
جب آئیگا تو علماء اسکی مخالفت کرینگے ایسکی طرف مولوی صدیق حسن صاحب
مرحوم نے آثار القیامۃ[۹۲] مین اشارہ کیا ہے اور حضرت مجدد[۹۳] صاحب سرہندی نے

تفہیمات صفحہ ۲۹۶

جس کی وجہ سے آپ اس کے پیچھے لگ گئے ہین - ایسا کوئی عقدہ بیان نکرسکین
تو خیال فرماوین کہ پہر سرسید کو چھوڑ کر اسکا اتباع آپکے لئے کب زیبا ہے؟
۱ و ۲ و ۳ و ان تینون فقرات مین آپنے کذب و مغالطہ سے کام لیا ہے - اور اس سے
نمبر۱ صفحہ آئندہ
اپنا دجال ہونا ثابت کیا ہے - کسی حدیث مین یہہ پایا نہیں جاتا کہ حضرت مسیح
آئینگے تو علماء وقت انکی مخالفت کرین گے اور نہ نواب صاحب مرحوم مغفور نے
کتاب آثار قیامۃ مین یہہ بات کہی ہے - حضرت مجدد صاحب سرہندی نے بہی مکتوبات
کے صفحہ ۱۰۷ - مین یہ نہین کہا کہ علماء وقت حضرت مسیح کو اہل الرائے کہینگے اور یہ
خیال کرین گے کہ یہہ حدیثون کو چھوڑتا ہے - اور صرف قرآن کا پابند ہے
جیسا کہ آپ نے انسے نقل کیا اور اسکو مسیح موعود کا خاصہ سمجھکر اپنے لئے
تجویز کیا ہے - بلکہ مجدد صاحب نے اسمقام مین جو کہا ہے وہ یہہ ہے "نزدیک
است کہ علماء ظواہر مجتہدات او را علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام از کمال
دقت و غموض ماخذ انکار نمایند و مخالف کتاب و سنت دانند"۔ اس قول مین
مجدد صاحب کی صاف تصریح ہے کہ جو لوگ حضرت مسیح کی مجتہدات پر انکار
کرینگے وہ انکو کتاب و سنت دونو کے مخالف قرار دین گے نہ قرآن کے موافق
اور صرف حدیث کے مخالف یہہ آپکے کذب کا ثبوت ہے - اب اپنا مغالطہ
سنئے کہ آپ نے صرف الزام مخالفت حدیث کے مورد ہونے سے اپنا مسیح ہونا
نکال لیا اور اس مغالطہ سے ناواقف مسلمانون کی آنکھون مین خاک ڈالکر ان کو

بہی اپنی کتاب کے صفحہ ۱۰۷ مین لکھا ہے کہ مسیح موعود جب آئیگا تو علماء وقت اسوقت کے اہل الرائے کہینگو یعنے خیال کرینگے کہ یہ حدیثونکو چھوڑتا ہی اور صرف قرآن کا پابند ہے اور اسکی مخالفت پر آمادہ ہو جائینگے۔

والسلام علی من اتبع الھدی۔ غلام احمد ۲۱ جولائے ۱۸۹۱ء

فیصلہ صفحہ ۲۰

اس روشن بات کے دیکھنے سے اندھا کرنا چاہیے کہ حدیث بلکہ قرآن کے ہزارون مخالف ہر زمانہ مین گذر چکے ہین اور علماء وقت انکو منکر و ملحد و بے دین کہتے چلے آئے ہین پہر وہ کیا صرف اس الزام مخالفت کا مورد ہونے سے مسیح بن گئے ہرگز نہین۔

ہم اُن ناواقف مسلمانون کو آپ کے اس مغالطہ سے بچانے کی غرض سے آگاہ کرتے ہین کہ مسیح کا خاصہ صرف یہی نہین جو آپنے انکا خاصہ قرار دیا ہے۔ بلکہ انکی خواص و علامات وہ برکات و معجزات ہین جو قرآن اور حدیث مین بیان ہوئے ہین۔ اور زمانہ نزول قرآن سے اسوقت تک اہل اسلام مین مسلم چلے آئے ہین۔ اور آپ کی ذات مین ان خواص و علامات کا نام و نشان نہین بلکہ مسیحی صفات و خواص برکات کے اضداد آپ مین موجود ہین۔ جنکی نظر سے آپ کو ضد المسیح کہنا واجب ہے۔ حضرت مسیح نے مردے زندہ کیے کوڑہے اچھے کیے آپ خود ہمیشہ انواع امراض مین مبتلا رہتے ہین جنکی نظر سے آپکو حواری آپکے زبان بلسان حال یہ کہتے ہین سے جو طبیب اپنا تہا وہ خود ہی مرض سے زار ہے۔ مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے۔ حضرت مسیح ایسے اخلاق مجسم تہے کہ خنزیر پاس سے نکلا تو اوس کو سلام سے مخاطب کیا۔ آپ ایسے بد خلق و بدگو ہین کہ مسلمانون کو کتو اور خنزیر کا خطاب دیتے ہین دیکھو ازالہ صفحہ ۱۰ وغیرہ حضرت مسیح برائی کے بدلے مین بہی برائی نہ کرتے آپ ناحق و ناکردہ گناہ مسلمانون کو گالیان دیتے ہین اشتہار ۱۷۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء و فیصلہ آسمانی ملاحظہ ہو۔ لہذا ممکن نہین کہ ان اضداد صفات مسیح کے ساتہ صرف اس خیالی الزام کے سبب آپ مسیح بن سکین

تحریر نمبر ششم از جانب خاکسار

آپ نے باوین ہمہ تطویل میرے سوال کا جواب پہر بہی صاف ندیا اور آپکی اس کلام مین وہی اضطراب واختلاف پایا جاتا ہے جو پہلی کلام مین موجود ہے آپ شرط صحت کو جو آپ کے خیال مین ہے پیش نظر رکھکر صاف صاف الفاظ مین دو حرفی جواب دین کہ احادیث کتب حدیث خصوصًا صحیح بخاری وصحیح مسلم بلاتفصیل صحیح وواجب العمل ہین یا بلاتفصیل غیر صحیح وناقابل عمل یا انمین تفصیل ہے۔ یعنے بعض احادیث صحیح ہین اور بعض غیر صحیح وموضوع اسکے ساتہہ آپ یہ بہی بتاوین کہ آپنے اپنی تصانیف مین کسی حدیث صحیح بخاری وصحیح مسلم کو غیر صحیح وموضوع کہا ہے یا نہین۔

(۲) آپنے جو میرے اس سوال کا کہ سلف مین آپکا کون امام ہے جواب دیا ہے وہ میرے سوال کا جواب نہین ہے یہ ابن صیاد کی نسبت وہ سوال نہین کیا تہا بلکہ آپ کے اس اعتقاد کی نسبت سوال کیا تہا کہ صحت احادیث کا معیار قرآن ہے اور جو حدیث قرآن کے موافق نہو وہ موضوع ہے۔ اَب بہی آپ فرماوین (اگر آپکا اعتقاد فرقہ نیچریہ ضالہ کے موافق نہین ہے) کہ صحت احادیث کا معیار توافق قرآن کو ٹہرانے مین سلف صالحین سے آپکا کون امام ہے۔

(۳) اجماع کی تعریف مین جو آپ نے کہا ہے یہ کس کتاب اصول وغیرہ مین پایا جاتا ہے تین چار صحابہ کے اجماع کو علماے اسلام سے کون شخص اجماع قرار دیتا ہے

(۴) شرح السنہ سے جو حدیث آپنے نقل کی ہے اوسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قول منقول نہین ہے۔ بلکہ اوسمین ایک صحابی اپنا خیال ظاہر کرتا

ہے جو اوسکی فہم مین آیا ہے اس قول صحابی کو آنحضرت کا قول قرار دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا نہین تو کیا ہے۔

۵۔ اشاعت السنہ مین جو مینے محے الدین ابن عربی کا قول نقل کیا ہے اوسکی نسبت کیا مین نے آخر ریویو مین بصفحہ ۳۴۵ ظاہر نہین کیا کہ مجہے اس سے اتفاق نہین ہے اوس صفحہ مین کیا یہ عبارت درج نہین کہ نہی جتانا اس امر سوم کے بیانسے ہمارا مقصود تہا اس سے اس امر کا اظہار مقصود نہین ہے کہ ہم خود بہی اس الہام کو حجت و دلیل جانتے ہین اور غیر ملہم کو کسی ملہم غیر نبی کے الہام پر عمل کرنا واجب سمجہتے ہین۔ نہین ہرگز نہین۔ ہم صرف کتاب اللہ وسنت کے پیرو ہین اور اسی کو حجت و دستور العمل اور عام راہ جانتے ہین نہ خود الہامی ہین نہ کسی اور کشفی الہامی غیر نبی کے (متقدمین سے ہو خواہ متاخرین سے) متبع اور مقلد ہین۔ پہر مجہ کو اس قول ابن عربی کا امکانی قائل بنانا مجہپر افترا نہین تو کیا ہے آیات قرآن جو آپنے نقل کی ہین اونکو امر متنازعہ سے کچہ تعلق[1] نہین ہے مین اس امر کو اپنے تفصیلی جواب مین بیان کرونگا جب سوالات مذکورہ کا جواب پاؤنگا۔

۲۱۔ جولائی   ابو سعید محمد حسین   ۱۸۹۱ء

تحریر نمبر ششم از جانب کادیانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

آپ نے پہر میرے پر یہ الزام لگایا ہے کہ مینے آپ کے سوال کا جواب صاف نہین دیا۔ مین حیران ہون کہ مین کن الفاظ مین اپنے

[1] حاشیہ صفحہ ۲۹۲ ملاحظ ہو۔

جواب کو بیان کرون۔ یا کس پیرایہ مین ان گذارشون کو پیش کرون تا آپ
اسکو واقعی طور پر جواب تصور فرماوین آپ کا سوال جو اس تحریر اور پہلی تحریرون
سے سمجھا جاتا ہے۔ یہ ہے کہ احادیث کتب حدیث خصوصًا صحیح بخاری و صحیح مسلم

۵۷ پیرایہ تو آپکو معلوم ہے اور الفاظ بہی مخفی نہین۔ الفاظ صرف ہست یا نیست
ہین۔ اور پیرایہ یہہ کہ احادیث صحیحین سب کی سب صحیح ہین یا نہین۔ یا بعض صحیح
ہین بعض غیر صحیح۔ مگر ان الفاظ اور اس پیرایہ مین جواب دینا آپکو مشکل ہے
اسلیے آپ حیران اور یہہ سوچ رہے ہین کہ اگر کل یا بعض احادیث صحیحین کو
غیر صحیح و موضوع بناتے ہین تو آپکے دام افتادہ اہلحدیث (خصوصًا منشی
ناصر نواب خسر بعض اور حافظ **محمد یوسف** و منشی **عبد الحق** اور اُنکے پارٹی)
دام سے نکلتے ہین۔ کیونکہ یہہ لوگ اہلحدیث کہلاتے ہین اور آمین بالجہر
کرتے ہین۔ اور آپکو اہلحدیث سمجھکر آپکے دام مین پہنسے ہوئے ہین۔ لہذا
احادیث صحیحین کی صحت سے صریح انکار پر اُنکے منحرف ہو جانیکا اندیشہ ہے
اور اگر جملہ احادیث صحیحین کو صحیح مانتے ہین۔ تو آپکے جملہ خیالات و مقالات
مستحدثہ (مثلاً حضرت مسیح بن مریم فوت ہو چکے ہین اور آنے والے مسیح وہ نہین
ہین آپ ہین وغیرہ وغیرہ) کی بیخ کنی ہوتی ہے۔ کیونکہ ان کتب کی حدیثون
مین ان خیالات کا صریح خلاف موجود ہے۔ اس حیرت و تردد مین آپ کا
اوس سانپ کا سا حال و خیال ہے۔ جو چہپکلی کو مُنہ مین لیکر یہہ سوچ رہا تھا کہ
اسکو کھاتا ہون تو کوہڑے بنتا ہون چہوڑتا ہون تو کلنکو کہلاتا ہون۔
جسکی پنجابی زبان کی اس مثل مین حکایت ہے۔ کہائے تان کوہڑی
چہڈے تان کلنکے۔

صحیح واجب العمل ہین یا غیر صحیح و نا قابل عمل اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ میرے منہ سے یہہ کہلانا چاہتے ہین کہ مین اس بات کا اقرار کرون کہ یہہ سب کتابین صحیح اور واجب العمل ہین اگر مین ایسا کرون تو غالباً آپ خوش ہو جاوینگے اور فرماوینگے کہ اب میرے سوال کا جواب پورا پورا آگیا لیکن مین سوچ مین ہون کہ کس شرعی قاعدہ کے رو سے ان تمام حدیثون کو بغیر تحقیق و تفتیش کے واجب العمل یا صحیح قرار دے سکتا ہون طریق تقوے یہہ ہے کہ جب تک فراست کاملہ اور بصیرت صحیحہ حاصل نہ ہو تب تک کسی چیز کے ثبوت یا عدم ثبوت کی نسبت حکم نافذ نہین کیا جائے۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے لا تقف ما لیس لک به علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنه مسئولا

ف۲و۱ - آپ یہہ قرار نہ کرین اور کل یا بعض احادیث صحیحین کو غیر صحیح و موضوع قرار دین تو اسمین بھی ہم خوش ہین۔ کیونکہ اسمین آپ کی قلعی کھلتی ہے۔ اور ان لوگون کی جو آپکو اہلحدیث سمجھکر آپکے دام مین مبتلا ہین۔ آپکے پنجہ سے نجات اور ہدایت متصور ہے۔ آپ یہہ بات صاف و صریح طور پر لکھکر دیکھین ہم اسپر کیسی مسرت ظاہر کرتے ہین اور اس سے کیا نتائج نکالتے ہین۔

ف۳ - اس صورت مین تقویٰ کا طریق یہہ ہے کہ اپنی لاعلمی کا اظہار کیا جائے اور "لا ادری" یعنے مین نہین جانتا ہون کہا جائے جو نصف العلم کہلاتا ہے۔ اور نہ یہہ کہ نہ اقبال کرین۔ نہ صاف انکار اور ادہر اودھر کی باتون مین جواب کو ٹلا وین۔ جیسا کہ آپ کر رہے ہین۔ اور اگر اس قول سے یہہ مقصود ہے کہ جملہ احادیث صحیحین کو صحیح کہنا بے بصیرتی ہے تو یہہ محدثین سلف و خلف پر جو ان احادیث کو صحیح سمجھتے ہین تعریض و طعن ہے۔

سو اگر مین دلیری کر کے اس معاملہ مین دخل دون اور یہہ کہون کہ میرے نزدیک جو کچھ محدثین خصوصًا امامین بخاری اور مسلم نے تنقید احادیث مین تحقیق کی ہے اور جسقدر احادیث وہ اپنی صحیحون مین لائے ہین وہ بلاشبہ بغیر حاجت کسی آزمایش کے صحیح مین تو میرا ایسا کہنا کن شرعی وجوہات و دلائل پر مبنی ہوگا یہہ تو آپکو معلوم ہے کہ یہہ تمام أئمہ حدیثون کے جمع کرنے مین ایک قسم کا اجتہاد کام مین لائے ہین اور مجتہد کبہی مصیب اور کبہی مخطی بہی ہوتا ہے جب مین سوچتا ہون

ا۲و۲ - یہ لفظ پکار رہا ہے کہ آپ احادیث صحیحین کو صحیح نہین سمجہتے اور ان کے صحت کے دعوے کو بڑی دلیری کا کام خیال کرتے ہین اور محدثین سلف وخلف کو جو ان احادیث کو صحیح کہتے ہین - اس دلیری کا مرتکب سمجہتے ہین - اور اگر اس سے یہہ مقصود ہے کہ محدثین سلف وخلف کو ان احادیث کی صحت کی وجوہات معلوم ہونگی - اسلیے انکا صحیح کہنا بجا تہا - مجہو معلوم نہین اسلیے مین دلیری نہین کرسکتا - تو اس صورت مین اولًا آپکو اپنی لاعلمی کا اعتراف ضروری تہا - ثانیًا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جب تک کسی حدیث کی وجہ صحت معلوم نہو وہ آپ کے نزدیک لائق تسلیم نہین ہے - اور اس باب مین محدثین کی تحقیق پر اعتماد جائز نہین - اور اسکا نتیجہ یہہ ہے کہ آپ کے اور آپکے اتباع کے نزدیک جملہ احادیث بے کار و بے اعتبار ہین - کیونکہ انکی وجہ صحت کا آپکو علم حاصل نہین اور نہ اسوقت بدون اتباع محدثین یہ علم آپکو یا کسی اور کو ہوسکتا ہے -

کسی حدیث کے مضمون کا قرآن کے مطابق و موافق ہونا یا کسی حدیث پر بعض لوگونکا عمل کرنا اسحدیث کی صحت کیوجہ نہین ہوسکتی - کیونکہ بعض موضوعات

کہ ہمارے بھائی مسلمان موحدین نے کس قانون قطعی اور یقینی کے رو سے
ان تمام احادیث کو واجب العمل کر دیا ہے۔ تو میرے اندر سے نور قلب یہی شہادت
دیتا ہے کہ صرف یہی ایک وجہ انکے واجب العمل ہونے کی پائی جاتی ہے کہ یہہ
خیال کرلیا گیا ہے کہ علاوہ اوس خاص تحقیق کے جو تنقید احادیث مین ائمہ
حدیث نے کی ہے وہ حدیثین قرآن کریم کے کسی آیۃ محکمہ او رببنیہ سے منافی
اور مغائر نہین ہین اور نیز اکثر احادیث جو احکام شرعی کے متعلق ہین تعامل
کے سلسلہ سے قطعیت اور یقین تام کے درجہ تک پہونچ گئے ہین ورنہ اگر ان

کا مضمون بہی قرآن کے موافق ہے۔ اور انپر بعض لوگون کا عمل ہی
پایا جاتا ہے۔ حالانکہ انکو کوئی مسلمان صحیح نہین کہہ سکتا۔ حاشیہ صفحہ ۲۱
مین ملاحظہ ہو۔

۵ا ۔ موحدین کے لفظ سے آپ اُن لوگون کی مراد رکھتے ہین جنکو عام لوگ
غیر مقلد یا وہابی کہتے ہین۔ یہ لفظ کہکر آپنے جتانا چاہا ہے۔ کہ احادیث
صحیحین کو صرف غیر مقلد یا وہابی لوگ صحیح اور واجب العمل جانتے ہین
نہ مقلدین مذہب حنفی وغیرہ مذاہب جس سے ناواقف مقلدین حنفیہ
کو اپنے ساتہہ ملانا اور صحت احادیث صحیحین سے انکو منکر بنانا آپ کا
مقصود ہے۔

اور یہ محض غلط اور مغالطہ ہے۔ احادیث صحیحین کو غیر مقلدین ومقلدین
وفقہا ومحدثین سبہی یکسان صحیح واجب العمل جانتے ہین۔ ہماری تحریری
نمبر ۸ مین عبارات فقہا ومحدثین اس امر کی تصدیق مین ناظرین کی نظر سے
گذرینگی۔

۱۶و۱۷ ۔ پہر آپنے قطعی یقینی نبوت کی بحث کو چہیڑا اور ایک ایسے امر سے تعرض کیا
صفحہ آئندہ

دونون وجوہ سے قطع نظر کیجائے تو پہر کوئی وجہ انکے یقینی الثبوت ہونیکی معلوم نہین ہوتی ہان یہہ ایک وجہ پیش کیجائیگی کہ اسی پر اجماع ہو گیا ہے لیکن آپ ریویو براہین احمدیہ کی صفحہ ۳۳۰ مین اجماع کی نسبت لکھ چکے ہین کہ اجماع اتفاقی دلیل نہین ہے چنانچہ آپ فرماتے ہین کہ اجماع مین اولاً یہہ اختلاف ہے کہ یہہ ممکن یعنی ہو بہی

جسکا نہ ہمکو دعوے ہے نہ آپکو اس سے انکار کی ضرورت ہے اور اس بحث مین آپنے (دسوین) دفعہ خروج از بحث کیا۔

۲ھ ریویو براہین احمدیہ کی جو عبارت آپنے نقل کی ہے اسمین اجماع کے متعلق اختلاف علما اس غرض سے بیان کیا گیا ہے کہ اجماع باوجود محل اختلاف ہونیکے شرعی حجت اور معتبر سمجہا گیا ہے۔ تو پہر الہام غیر نبی محل اختلاف ہونے کے سبب کیون نامعتبر ہو۔

یہہ غرض عبارت منقولہ کادیانی کی ماقبل ومابعد مین بتصریح بیان کی گئی ہے اس عبارت کے ماقبل بصفحہ ۳۳۰ رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ کے کہا ہے۔ اس الہام کے متفق علیہ نہونے سے اسکا بے اعتبار ہونا اسلیے ثابت نہین ہوتا کہ اعتبار کا مدار اتفاق پر نہین ہے۔ یہ ہو تو کوئی امر اختلافی لائق اعتبار نہو حالانکہ مسائل دین اسلام کا حصہ اختلافی حصہ اتفاقی سے بڑہکر ہے۔ اور ہر ایک فریق اس حصہ اختلافی کو معتبر اور قابل عمل سمجہتا ہے۔

دور نجاؤ ادلہ اربعہ مین انحصار دلائل شرعیہ کے مسئلہ ہی کو دیکہلو۔ کیا یہ چارون دلیلین اتفاقی دلیلین ہین ہرگز نہین انمین دو دلیلین کتاب وسنت تو اتفاقی ہین اور دو باقی اجماع وقیاس اختلافی ہین اسکے بعد وہ عبارت مرقوم ہے جو کادیانی نے نقل کی ہے۔ اسکے بعد کے صہ ۳۳۳ مین کہا ہے۔

سکتا ہے یا نہین بعضے اسکے امکان کو ہی نہین مانتے پہر ماننے والونکا اسمین اختلاف
ہے کہ اسکا علم ہو سکتا ہے یا نہین ایک جماعت امکان علم کے بہی منکر ہین امام
فخر الدین رازی نے کتاب محصول مین یہہ اختلاف بیان کرکے فرمایا ہے کہ انصاف
یہی ہے کہ بجز اجماع زمانہ صحابہ جبکہ مؤمنین اہل اجماع بہت تہوڑے تھے اور
ان سب کی معرفت تفصیلی ممکن تہی اور زمانہ کے اجماعون کے حصول علم کی
کوئی سبیل نہین اسی کے مطابق کتاب حصول المامول مین ہے جو کتاب

پہر جب اختلاف کے سبب اکثر مسائل شرعیہ (خصوصًا اولہ اربعہ مین حصر دلائل شرعیہ کا مسئلہ) بے اعتبار نہوئے تو اختلاف کے سبب الہام کیونکر بے اعتبار ہو سکتا ہے۔ یہہ عبارات ماقبل ومابعد عبارت منقولہ کادیانی صاف پکار رہی ہین کہ مؤلف رسالہ اشاعۃ السنہ کے نزدیک اجماع کی نسبت وہ اختلافات جو عبارات منقولہ کادیانی مین بیان ہوئے ہین لائق لحاظ واعتبار نہین ہین۔ اور اجماع باوجود محل اختلاف ہونے کے حجت شرعی اور معتبر ہے۔

کادیانی نے اس عبارت کی نقل وبیان مین وہی کام کیا ہے کہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ کو تو لے لیا اور اَنْتُمْ سُکَارٰی کو چہوڑ دیا یعنے اس عبارت کا ماقبل ومابعد اڑا دیا اور صرف درمیانی عبارت متضمنہ اختلافات متعلقہ اجماع کو نقل کرکے مؤلف اشاعۃ السنہ کو اسکا قائل ومصدق بنا دیا۔ اور ناظرین کو یہ جتایا کہ مؤلف رسالہ اشاعۃ السنہ وجود اجماع اور اسکے حصول علم سے اور حجیت ہونے سے منکر ہے۔ پہر احادیث صحیحین کی صحت پر دعوے اجماع کیون کرتا ہے۔ اور

ارشاد الفحول شوکانی سے ملخص ہے اسمین کہا ہے جو یہ دعوی کرے کہ ناقل اجماع اُن سب علماء دنیا کی جو اجماع مین معتبر ہین معرفت پر قادر ہے وہ اس دعوے مین حد سے نکل گیا۔ اور جو کچھ اسنے کہا اٹکل سے کہا خدا امام احمد حنبل پر رحم کرے کہ اُنہون نے صاف فرمادیا ہے کہ جو وجود اجماع کا مدعی ہے وہ جھوٹا ہے فقط اب مین آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہون کہ بخاری و مسلم کی احادیث کی نسبت جو اجماع کا دعوے کیا جاتا ہے۔ یہہ دعوے کیونکر راستی* کے رنگ سے رنگین سمجھ سکین حالانکہ آپ اسبات کے قائل ہین کہ صحابہ کے عہد کے بعد کوئی اجماع حجت نہین

اور اسس جہل وتصرف سے قادیانی نے اپنا دجال ہونا ثابت کردکھایا ہے ناظرین اصل عبارت اشاعۃ السنۃ نمبر۱۱ جلد ۷ مین ملاحظہ فرماوینگے۔ تو کادیانی کے اسس جہل وتصرف کا مشاہدہ کرکے اسکے دجال ہونے کا کامل یقین کرین گے۔

سلہ - حاشیہ سابقہ مین بیان ہوا ہے کہ جو کچھ آپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ سے نقل کیا ہے۔ اسمین دجالیت سے کام لیا ہے۔ تو اَب ان سوالات کا موقع نہین رہا۔ ہمارے نزدیک اور ہر ایک محقق قائل اجماع کے نزدیک وہ دعویٰ درست ہے۔ اور راستی کے رنگ سے رنگین۔

عبارات فقہا و محدثین اس اجماع کے مثبت و مصدق تحریر نمبری ۸ مین منقول ہونگی۔ انشاء اللہ تعالے۔

سلہ - یہ محض دروغ بے فروغ ہے۔ خاکسار ہرگز اسبات کا قائل نہین ہے۔ کہ عہد صحابہ کے بعد کوئی اجماع حجت نہین ہوسکتا۔ بلکہ تصریح کرچکا ہے کہ اجماع باوصف محل خلاف ہونیکے حجت ولائق اعتبار ہے حاشیہ صہ ۳۰۷ ملاحظہ ہو۔

* ایساہی کادیانی کی تحریر مین لفظ راست لکھا ہے۔

ہو سکتا بلکہ آپ امام احمد صاحب قول پیش کرتے ہین کہ جو وجود اجماع کا مدعی ہے
وہ جھوٹھا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ بخاری ومسلم کی صحت پر بہی ہرگز اجماع
نہین ہوا چنانچہ واقعی امر بہی ایسا ہی ہے کہ بہت سے فرقے مسلمانون کے بخاری اور
مسلم کی اکثر حدیثون کو صحیح نہین سمجھتے۔ پہر جبکہ ان حدیثونکا یہ حال ہے تو کیونکر کہہ
سکتے ہین کہ بغیر کسی شرط کے وہ تمام حدیثین واجب العمل اور قطعی الصحت ہین۔ ایسا
خیال کرنے مین دلیل شرعی کونسی ہے۔ کیا کوئی قرآن کریم مین ایسی آیۃ پائی
جاتی ہے۔ کہ تمنے بخاری اور مسلم کو قطعی الثبوت سمجھا اور اسکی کسی حدیث کی نسبت

---

۵۱ - امام احمد کے اس قول سے ہمنے اپنی رضا وتسلیم ظاہر نہین کی۔ اور اسکی
نقل کرنے سے جو غرض ہے وہ حاشیہ صفحہ ۳۰۶ مین بیان ہو چکی ہے۔
امام احمد کا یہ قول لائق تسلیم ہے تو اسکا محل ومتعلق اختلافی اور اڑتے
پڑتے اجماع ہین جنکی سند وثبوت کا پتہ نہین نہ وہ اجماع جنکی سند وثبوت پر
اتفاق ہو۔ جیسا کہ صحت احادیث صحیحین پر اجماع ہے۔

۵۲ - یہ محض کذب ہے اتفاقی احادیث صحیحین کو کوئی مسلمان (جسکے قول کا اجماع
واختلاف مین لحاظ ہو) غیر صحیح نہین جانتا اور بعض احادیث سے انکا عمل نکرنا
اور وجوہات اجتہادیہ پر مبنی ہے۔ حاشیہ (صفحہ ۲۳۴) ملاحظہ ہو۔

۵۳ - پہر آپنے قطعی صحت کیطرف رجوع کیا اور گیارہوان دفعہ بحث سے خروج کیا۔
قرآن کریم مین یا آنحضرت ؐ کی وصایا مین خاص بخاری ومسلم کا نام لیکر حکم بیان
ہوتا تو انکی احادیث سے انکار پر آپکو اور دیگر مبتدعین کو جو بخاری مسلم کو نہین
مانتے قطعی کافر کہا جاتا۔
آپکو اور دیگر منکرین بخاری ومسلم کو تو اس انکار کے سبب صرف فاسق مبتدع

اعتراض نکرنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی وصیت تحریری موجود ہے
جسمین ان کتابون کو بلا لحاظ کسی شرط اور بغیر توسط محک کلام الٰہی کر واجب
العمل ٹھرایا گیا ہو۔ جب ہم اس امر مین غور کرین کہ کیون ان کتابونکو واجب العمل
خیال کیا جاتا ہے۔ تو ہمین یہہ وجوب ایسا ہی معلوم ہوتا ہے جیسے حنفیونکے
نزدیک سہ بات کا وجوب ہے کہ امام اعظم صاحب کے یعنے حنفی مذہب کے تمام
مجتہدات واجب العمل ہین لیکن ایک ادنے سوچ سکتا ہے کہ یہہ وجوب شرعی
نہین بلکہ کچھ زمانہ سے ایسی خیالات کے اثر سے اپنی طرف سے یہہ وجوب گھڑا گیا
ہے جس حالت مین حنفی مذہب پر آپ لوگ یہی اعتراض کرتے ہین کہ وہ نصوص
بینہ شرعیہ کو چھوڑ کر بے اصل اجتہادات کو محکم پکڑتے اور ناحق تقلید شخصی کی راہ
اختیار کرتے ہین تو کیا یہی اعتراض آپ پر نہین ہو سکتا کہ آپ ہی کیون

کہا گیا ہے۔ پر آپ آیۃ یا وصیت نبوی کیون پوچھتے ہین۔
آیات قرآن اور وصایا نبویہ مین عموماً احادیث صحیحہ کے قبول کرنے کا
حکم وارد ہے۔ اور اس احادیث مین بخاری ومسلم داخل ہین۔ اس عموم کے ترک
عمل وانکار قبول سے صرف فاسق ومبتدع ہونے کا فتوے لگایا جا سکتا
ہے۔ جو آپ پر لگایا گیا ہے۔

ف۱ یعلما محققین حنفی مذہب کا یہہ قول نہین اور نہ اس پر انکا عمل ہے۔ وہ لوگ سبھی
مجتہدات حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ پر عمل نہین کرتے بلکہ انکے بعض مجتہدات چھوڑ کر
نصوص شرعیہ پر عمل کرتے ہین یا اقوال دیگر ائمہ مذہب حنفی پر۔ آپنے ناحق یہہ الزام
اہلحدیث کیطرف سے حنفیہ پر قائم کیا اور انکو اہلحدیث سے اٹھانا چاہا ہے۔

ف۲ ۔اہلحدیث اور مقلدین مذاہب اربعہ صحیحین کی احادیث کو صحیح ماننے مین کسی نص مین

بیوجہ تقلید[سلہ] پر زور مار رہے ہین حقیقی بصیرت اور معرفت کے کیون طالب نہین ہوتے ہمیشہ آپ لوگ بیان کرتے تھے[ملہ] کہ جو حدیث صحیح ثابت ہو اسپر عمل کرنا چاہیئے اور جو غیر صحیح ہو اسکو چہوڑ دیا جاوے اب[ملہ] کیون آپ مقلدین کے رنگ پر تمام احادیث کو بلا شرط صحیح خیال کرتے ہین اسپر آپکے پاس شرعی ثبوت کیا ہے کہا نسے امام محمد اسمعیل یا مسلم کی معصومت[سمہ] ثابت ہو گئی ہے۔ کیا آپ اس بات کو سمجہ نہین سکتے کہ جسکو خدا تعالے اپنے فضل وکرم سے فہم قرآن عطا کرے اور تفہیم الٰہی سے وہ مشرف ہو جائے اور اسپر ظاہر کر دیا جاوے کہ قرآن کریم کی فلان آیہ سے فلان حدیث[شہ] مخالف ہے اور یہ علم اسکا کمال یقین تک پہونچ جائے تو اسکے لیے یہی لازم ہوگا کہ حتی الوسع اول

آیہ یا حدیث کی مخالف نہین ہین - پہر انپر یہہ اعتراض تقلید مقابل نصوص بیّنہ (جو حنفیہ پر آپنے ناحق قائم کیا ہے) کیونکہ قائم ہو سکتا ہے - اس اعتراض کے دعوے مین آپنے (دروغ گویم برروی تو) پر عمل کیا - اور ناظرین کو دہوکہ دیا۔

سلہ - یہ تقلید نہین ہے بلکہ اجماع اُمت کی پیروی ہے جو ایک دلیل شرعی ہے - حاشیہ صفحہ ۲۰۵ ملاحظہ ہو

۲ و ۳ - احادیث صحیحین کی صحت باجماع امت ثابت ہے تو تمام احادیث صحیحین کو صحیح ماننا ہمارے اس بیان کے کہ جو حدیث صحیح ہو اسپر عمل کرنا چاہیے اور جو غیر صحیح ہو اسکو چہوڑ دینا چاہیے مخالف نہین ہے - بلکہ عین مطابق و موافق ہے -

اس اعتراض مین اپنے مسلمانون کو دہوکہ دیا اور اپنا دجال ہونا ثابت کیا -

سمہ - اس قول مین بہی آپنے مسلمانون کو دہوکہ دیا ہے - اور اپنا دجال ہونا ثابت کیا مسلمانون نے حرف امام بخاری اور امام مسلم کو معصوم سمجہکر انکی احادیث کو صحیح نہین مانا - بلکہ تمام امت محمدیہ کو جنکا ان کتابونکی صحت پر اجماع ہے معصوم مانکر انکے اجماع کی شہادت سے ان کتابونکی احادیث کو صحیح مانا اور سمجہا حدیث اپنے اتفاق مین معصوم ہے -

شہ - کوئی حدیث صحیح قرآن کے مخالف نہین ہوتی - (حاشیہ صفحہ ۲۲۸ و ۳۳۵ مین ملاحظہ ہو) اور

ادب کی راہ سے اس حدیث کی تاویل کر کے قرآن شریف سے مطابق کرے اور اگر مطابقت محالات مین سے ہو اور کسی صورت ہو نہ سکے تو بدرجۂ لاچاری اس حدیث کے غیر صحیح ہونے کا قائل ہو۔ کیونکہ ہمارے لیے یہہ بہتر ہے کہ ہم بحالت مخالفت قرآن شریف حدیث کی تاویل کی طرف رجوع کرین لیکن یہہ سراسر الحاد اور کفر ہو گا کہ ہم ایسی حدیثون کی خاطر سے کہ جو انسان کے ہاتھون سے ہمکو ملی ہین۔ اور انسان کی باتون کا انہین ملنانہ صرف احتمالی امر ہے بلکہ یقینی طور پر پایا جاتا ہے قرآن کو چھوڑ دین۔

اسکو جو یہہ تفہیم ہوتی ہے کہ بعض احادیث صحیحین قرآن کے مخالف ہین تو یہہ تفہیم شیطان کیطرف سے ہے نہ خدا کیطرف سے۔

۵۱ - آپنے بخاری و مسلم کو غیر معصوم قرار دیکر اُنکی احادیث کا مخالف قرآن ہونا تجویز کر کے ان احادیث کی نسبت یہ بات کہی ہے۔ یہہ بخاری و مسلم پر آپکا (سیہران) حملہ ہے۔ کادیانی کو اہلحدیث جاننے والو اب بھی اُسکو اہلحدیث کہو گے؟

۵۲ - یہہ کفر و الحاد آپ ہی کیطرف رجوع کرتا ہے جو صحیحین کو اصح الکتب مانکر پھر اسکی بعض احادیث کو مخالف قرآن قرار دیکر اُنکے چھوڑنے پر مستعدی ظاہر کرتی ہین بخاری و مسلم کو صحیح ماننے والے مسلمانون کے نزدیک تو انکی کوئی حدیث ایسی نہین جو قرآن کے مخالف ہو۔

۵۳ - اس کلمہ سے کادیانی نے اپنا ملحد و دجال و منکر قرآن ہونا ثابت کیا ہے۔ قرآن بھی تو زید ابن ثابت وغیرہ انسانون کے ہاتھ کا لکھا ہوا ملا ہے۔ لکہا لکہایا عالم بالا سے نہین اُترا۔ بنا ءً علیہ کادیانی کے نزدیک قرآن مین بھی انسانی باتو نکا ملنا نہ صرف احتمالی امر ہے بلکہ یقینی طور پر پایا جاتا ہے۔ پھر اُسکا بار بار قرآن کریم کیطرف رجوع کرنا اور یہہ لفظ زبان پر لانا مسلمانون کے پھنسانے کے لیے

مین آپکو یقین[لہ] دلاتا ہون کہ تفہیم الٰہی میرے شامل ہے۔ اور وہ عزاسمہ جسوقت چاہتا ہے بعض معارف قرآنی میرے پر کھولتا ہے اور اصل منشا بعض آیات کا معہ انکے ثبوت کی میرے پر ظاہر کرتا ہے اور میخ[لہ] آہنی کیطرح میرے دل کے اندر داخل کر دیتا ہے۔ اب مین اس خداداد نعمت کو کیونکر چھوڑ دون اور جو فیض[لہ] بارش کیطرح میرے پر ہو رہا ہے کیونکر اس سے انکار کرون۔ اور یہہ بات جو آپنے مجھسے دریافت فرمائی ہے کہ ابتک کسی حدیث بخاری یا مسلم کو مینے موضوع قرار دیا ہے یا نہین۔ سو مین آپ کیخدمت مین عرض کرتا ہون کہ مینے اپنی کتاب مین کسی حدیث بخاری یا مسلم کو اہی تک

ایک جاہل نہین تو اور کیا ہے۔

مسلمانون خدا کے لیے داد انصاف دو اور بتاؤ کہ اس کلمہ کے کہنے کے بعد کادیانی مسلمان مسلم و مصدق قرآن رہتا ہے۔؟

۵۱ - مین آپکو یقین دلاتا ہون اور خود یقین رکھتا ہون جسپر مین قسم کہانیکو تیار ہون کہ خذلان کا پکا شامل حال ہے اور شیطان آپ پر مسلط ہے وہی اس قسم کے ملحدانہ خیال آپکے دلمین ڈالتا رہتا ہے۔ خدا تعالے کی تفہیم اور اسکا الہام والقا آپ جیسے شخص کے حق مین احاطہ امکان سے خارج ہے۔ خدا تعالے نے قرآن مین قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ جھوٹے بدکارون کے پاس شیاطین آتے اور وہی انکے دلمین ایسی باتین القا کرتے ہین۔ چنانچہ فرمایا ہے۔

وان الشیاطین لیوحون الی اولیائھم لیجادلوکم (انعام ع ۱۴)	کہ شیاطین اپنے دوستونکے دلمین (ایسے ملحدانہ خیال) ڈالتے ہین تاکہ وہ مسلمانون سے لڑین اور جھگڑین۔
ھل انبئکم علےمن تنزل الشیاطین تنزل علی کل افاک اثیم (شعراء ع ۹)	اور ارشاد فرمایا۔ مین بتاؤن کہ شیطان کن لوگونپر نازل ہوتے ہین وہ ان لوگونپر اترتے ہین جو بڑے جھوٹے ہین اور بدکار۔

۵۳ کفر کی مینہ اور وساوس شیطانی کی بارش ہے۔

موضوع قرار نہین دیا بلکہ اگر کسی حدیث کو مینے قرآن کریم سے مخالف پایا ہے تو خدا تعالیٰ
نے تاویل کا باب میرے دل پر کہولدیا ہے اور آپ نے یہہ سوال جو مجھ سے کیا ہے کہ
صحت احادیث کا معیار ٹھرانے مین سلف صالحین سے آپکا کون امام ہے میری
اسکو جواب مین یہہ عرض ہے کہ اس بات کا بار ثبوت میرے ذمہ نہین بلکہ مین تو ہر ایک
ایسے شخص کو جو قرآن کریم پر ایمان لاتا ہے خواہ وہ گذر چکا ہے یا موجود ہے اسی اعتقاد کا
پابند جانتا ہون کہ وہ احادیث کے پرکہنے کے لیے قرآن کریم کو میزان اور معیار اور محک
سمجھتا ہوگا کیونکہ جسحالت مین قرآن کریم خود یہ منصب اپنے لیے تجویز فرماتا ہے اور
کہتا ہے فبای حدیث بعده یؤمنون اور فرماتا ہے قل ان هدی الله هو الهدی

ف۱ - بہت سی احادیث صحیحین کو آپ موضوع لکھ چکے ہین بتن صــ صــ ۳۲۲، ۳۲۳ ملاحظہ ہو۔

ف۲ - یہہ آپ نے عجیب طریق اختیار کر رکھا ہے۔ جس دعویٰ کا ثبوت نہ دے
سکے اُس دعویٰ کو بدیہی واتفاقی ومسلم کل بنا دیا۔ اور بارِ ثبوت اپنے اوپر سے
ٹال دیا۔ اس طریق کا ابطال یہہ ہے کہ یہہ ادعا آپ کا محض دروغ ہے۔ آپکے
خصم کو اِس قسم کے دعویٰ مین یہہ کلام ہے کہ کوئی مسلمان ان باتونکا قائل نہین۔ پس آپکا
فرض ہے کہ آپ کوئی قائل بتائین ورنہ دروغ گو سمجھین جاینگے۔
قرآن کریم بے شک بلا ریب مسلمانونکے نزدیک ایت ہی حبل اللہ ہے۔ قول فصل ہے۔
اور جو کچھ اُسکے شان مین خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اُسپر مسلمانون کا ایمان ہے مگر کسی آیۃ
قرآن مین یہہ بیان نہین ہوا کہ قرآن مجید صحت احادیث صحیحہ کا معیار ومحک ہے۔ اور جس
حدیث کا مضمون قرآن کریم کے موافق نہو وہ حدیث لائق تسلیم نہین ہے۔ حاشیہ صــ وصــ ۲۹۲ ملاحظہ ہو۔

ف۳ - ان آیات کا ترجمہ صــ ۲۹۳ مین گذر چکا ناظرین اُسکو ملاحظہ کر دیکہین کہ ان آیات کو
کادیانی کے اس دعویٰ سے کہ حدیث صحیح کی صحت کا محک قرآن ہے کیا تعلق ہے۔

اور فرماتا ہے فاعتصموا بحبل الله جمیعًا اور فرماتا ہے هدی للناس و بینات من الهدیٰ اور فرمایا ہے انزل الکتاب بالحق والمیزان اور فرماتا ہے انه لقول فصل لاریب فیه تو پہر اسکے بعد کون ایسا مومن ہے جو قرآن شریف کو حدیثون کے لیے حکم مقرر نکرے۔ اور جبکہ وہ خود فرماتا ہے۔ کہ یہہ کلام حکم ہے اور قول فصل ہے اور حق وباطل کی شناخت کے لیے فرقان ہے اور میزان ہے تو کیا ایمانداری ہوگی کہ ہم خداتعالےٰ کے ایسا فرمودونپر ایمان نہ لادین۔ اور اگر ہم ایمان لاتے ہین تو ہمارا ضرور یہہ مذہب ہونا چاہیے کہ ہم ہر ایک حدیث اور ہر یک قول کو قرآن کریم پر عرض[^۱] کرین تاکہ ہمین معلوم ہو کہ وہ واقعی طور پر اسی مشکوۃ وحی سے نور حاصل کرنیوالے ہین جس سے قرآن نکلا ہے یا اسکے مخالف ہین سو چونکہ مومن کے لیے یہہ ایک ضروری امر ہے کہ قرآن کریم کو احادیث کا حکم مقرر کرے اسلیے ثبوت اس بات کا کہ سلف صالحین نے قرآن کریم کو حکم مقرر نہین کیا آپ کے ذمہ ہے نہ میرے[^۲] ذمہ۔

اسجگہ مجھے یہہ افسوس ہے کہ آپ قرآن کریم کا مرتبہ بخاری اور مسلم کے[^۳] مرتبہ کے برابر

[^۱]: اس عرض کا قرآن یا حدیث مین کہین حکم نہین اور اسمیات مین جو حدیث تحریر نمبری ہین آپنے نقل کی ہے وہ موضوع ہے اور اس عرض وموافقت مضمون قرآن سے صحت حدیث ثابت نہین ہوسکتی ہے۔ بعض موضوعات کا مضمون بہی قرآن کے موافق ہوتا ہے۔ حاشیہ صفحہ ۳۱۷ مین ملاحظہ ہو۔

[^۲]: یہان بہی آپنے وہی طریق اختیار کیا ہے کہ جو دعوے ثابت نہوا تو اوسکو مسلم کل کا قرار دیا اور اسکو بار ثبوت کو ٹلایا۔ حاشیہ صفحہ ۳۱۴ ملاحظہ ہو۔

[^۳]: محض کذب ہے اور صریح بہتان اہلحدیث صحیح بخاری کا رتبہ صحت رتبہ کتاب اللہ کے بعد مانتے ہین نہ اسکے برابر اور کسی حدیث غیر صحیحین کو صحیحین کے مخالفت کے سبب غیر صحیح

صفحہ آئندہ

بہی نہیں سمجھتے۔ کیونکہ اگر کوئی حدیث کسی کتاب کی بخاری اور مسلم کی کسی حدیث سے مخالف اور مباین پڑے اور کسی طور سے تطبیق نہ ہوسکے تو آپ صاحبان فی الفور لکھ دیتے ہین کہ وہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ مگر کمال افسوس کی جگہہ ہے کہ یہہ مذہب قرآن کریم کی نسبت آپ اختیار کرنا نہیں چاہتے۔

اور اجماع کی نسبت جو آپنے دریافت فرمایا ہے تو مین تو پہلے ہی عرض کرچکا کہ ابن صیاد جو مسلمان ہوگیا تہا بیان کرتا ہے کہ لوگ سب مجھے ایسا کہتے ہین اسکی شہادت مین کوئی استثنا نہیں جس سے سمجھا جاتا ہے کہ عام طور پر صحابہ کا یہی خیال تھا کہ ابن صیاد ہی دجال معہود ہے ماسوا اسکے حدیثون پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ کا یہہ مذہب ہوگیا تہا کہ حقیقت مین ابن صیاد ہی دجال معہود ہے اس صورت مین دوسرے صحابیونکا خاموش رہنا صریح اسبات پر دلیل ہے کہ وہ اس مذہب کو مان چکے ہین۔ اور اگر انکی طرف سے کوئی مخالفت اور انکار ہوتا تو ضرور وہ انکار ظاہر ہوجاتا۔ پس صحابہ کے اجماع کے لیے اسی قدر کافی ہے بالخصوص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو قسم کہاکر بیان کرنا کہ در حقیقت ابن صیاد ہی دجال معہود ہے۔

قرار نہین دیتے۔ بلکہ اس حدیث کی صحت ثابت ہو تو اسکو حدیث صحیحین کیموافق کرتے اور انہین باہم تطبیق دیتے ہین۔ اپنے جو کچہ اسبات مین کہا ہے اسمین اقرار کرکے اپنا دجال ہونا ثابت کیا ہے۔

صفحہ ٣١٢ و ٣١٣ اسبات مین بہی آپنے جو کچہ کہا ہے محض کذب بے مغالطہ ہے۔ نہ تمام صحابہ نے یہ کہا ہے کہ ابن صیاد دجال معہود ہے اور نہ دوسرے صحابہ نے اسپر سکوت کیا۔ اور نہ حضرت عمر رضی عنہ نے ابن صیاد کے دجال معہود ہونے پر قسم کہائی نہ حضرت نے اسپر خاموشی اختیار فرمائی ہے۔ حاشیہ صفحہ ٢٣٦ مین ملاحظہ ہو۔

صریح دلیل اجماع پر ہے۔ کیونکہ یہہ ظاہر ہے کہ اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جماعت صحابہ سے اکیلے نہین ہوتے تھے اور غالباً جسوقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قسم کہائی ہوگی اسوقت بہت سی جماعت صحابہ کی موجود ہوگی۔ پس انکی خاموشی[1] صریح اجماع پر دلیل ہے۔

پہر آپنے بیان فرمایا ہے کہ شرح السنہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قول منقول نہین ہے۔ بلکہ اسمین ایک صحابی اپنا خیال ظاہر کرتا ہے سو حضرت اسکی جواب مین اسقدر کہنا کافی ہے۔ کہ آپ لوگون کے نزدیک تو صحابی کا قول بھی ایک قسم کی حدیث[2] ہوتی ہے گو منقطع ہے۔

صاف ظاہر ہے کہ صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا نہین کرسکتا اور ڈرنے کی بات ایک ایسی بات ہے کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اشارۃً یا صراحۃً

سلہ - جماعت صحابہ کی خاموشی کا جواب تو حاشیہ سابق مین دیا گیا ہے - ایک جماعت کی سکوت یا اتفاق کا اجماع نہونا۔ حاشیہ صـ۲۸۹ـ مین بیان ہوا ہے۔

سلہ۲ - دیکہو دجال کی چال۔ ہمنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قولی حدیث کا کہ "مین اپنی اُمت پر ابن صیاد کے دجال معہود ہونے سے ڈرتا ہون" جسکو آپنے آنحضرت صلعم پر افترا کیا تہا یہہ پوچہا تہا۔ آپنے اسکے جواب مین جابر بن عبداللہ صحابی کے اس قول کو کہ "آنحضرت صلعم ابن صیاد کے دجال ہونے سے ڈرتے تھے" شرح السنہ سے نقل کردیا۔ جسپر ہمنے یہہ سوال کیا تھا کہ یہہ آنحضرت صلعم کا قول نہین ہے۔ اسکے جواب مین اب آپنے کہا ہے کہ صحابی کا قول بہی ایک قسم کی حدیث ہوتی ہے۔ اور شرم دحیا کو کام مین لاکر یہہ خیال نہ کیا کہ مطلق حدیث سے یا ہر قسم کی حدیث سے سوال نہ تھا۔ بلکہ خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی حدیث سے

بیان نہ فرماتے تو صحابی کی کیا مجال تہی کہ خود بخود آنجناب پر افترا کر لیتا۔ بلا شبہ اسنے سُنا ہوگا تب ہی تو اوسنے ذکر کیا سو جو کچہ اسنے سنا اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ سے ظاہر نہین کیا۔ لیکن ایک بچہ کو بہی سمجہ آسکتا ہے کہ اسے ضرور سنا تب ہی بیان کیا پس ظاہر ہے کہ یہ افترا نہین بلکہ بیان واقعہ ہے۔ کیا آپ اس صحابی پر حسن ظن نہین رکھتے اور یہ خیال رکھتے ہین کہ بغیر سننے کے اسنے کہدیا۔

آپ فرماتے ہین کہ اس نے خیال ظاہر کیا مین کہتا ہون کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مافی الضمیر پر اسکو کیا علم تہا جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اشارۃً یا صراحتًا آپ ظاہر نفرماتے۔

پہر آپ فرماتے ہین کہ مینے اشاعت السنہ مین محی الدین ابن عربی کا قول نقل کیا ہے۔ اور آخر مین مینے لکہدیا ہے کہ ہم جواسکو حجت اور دلیل نہین جانتے ۔ اسکے جواب مین بادب ملتمس ہون کہ آپ اگر اس قول کے مخالف ہوتے

سوال تہا۔ اور ہر ایک قسم کی حدیث تو موضوع حدیث بہی ہوتی ہے۔ تہر اس سوال کے جواب مین یہی کہا ہوتا گو وہ حدیث جو ... ے بیان کی وضعی اور ہماری بناوٹی ہے۔ مگر آخر یہہ بہی تو ایک قسم کی حدیث ہے۔

۴۱ - افترا کون کہتا ہے۔ صحابی جابر بن عبد اللہ نے آنحضرت ؐ کی خوفناک حالت کو دیکہا تو اس سے سمجہ لیا کہ آپ اسکے دجال ہونے سے ڈرتے ہین اور یہ کلمہ فرما دیا کہ آپ اسکی دجال ہونے ڈرتے تہے۔ آنحضرت ؐ کیطرف تو انہون نے کوئی قول منسوب نہین کیا پہر افترا کیونکر ہوا حاشیہ صفحہ ... ملاحظہ ہو۔

۴۲ و ۴۳ - حسن ظن رکہتے ہین تب ہی تو یہ تجویز کرتے ہین کہ اسنے آنحضرت ؐ کیحالت خوف کو دیکہا تو اپنا یہ خیال ظاہر کیا کہ آپ اس سے ڈرتے تہے۔

۴۴ - ظاہری حال مافی الضمیر پر دال ہوتا ہے۔

توکیون ؂[۱۰] ناحق اسکا ذکر کرتے۔

غایت کار آپ کی کلام مین تناقض ہوگا کیونکہ اول صاف تسلیم کر آئے ؂[۱۱] ہین کہ الہام ملہم کے لیے حجت شرعی کے قائمقام ہوتا ہے علاوہ اسکے آپ تو صاف طور پر مان چکے ہین بلکہ بحوالہ حدیث بخاری بتصریح بیان کرچکے ہین کہ الہام محدث ؂[۱۲] کا شیطانی دخل سے منزہ کیا جاتا ہے ماسوا اسکے ؂[۱۳] مین اسبات کے لیے آپکو مجبور نہین کرتا کہ آپ الہام کو حجت سمجھ لین۔ مگر یہ تو آپ اسی ریویو مین خود تسلیم کرتے ہین کہ ملہم کے لیے وہ الہام حجت ہوجاتا ہے سو میرا دعویٰ ؂[۱۴] اسی قدر سے ثابت ہے مین

؂[۱۰] ۔ ناحق کیون۔ جس غرض سے ہمنے وہ قول نقل کیا ہے وہ ہم صفحہ ۲۹ مین بیان کرچکے ہین۔ لہذا اسکی نقل کرنے سے اسکے مضمون سے اتفاق ثابت نہین ہوتا۔

۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ ۔ اس آخری کلام مین بہی کادیانی نے مسلمانون کو دہوکہ دیا اور اپنا دجال ہونا ثابت کیا۔

یہان بحث وسوال اس امر کا نہ تھا کہ الہام غیر نبی حجت ہے یا نہین۔ جسکا یہ کلام جواب ہوسکتا۔ خاکسار کا سوال تو یہہ تھا کہ مینے شیخ اکبر کے اس قول کو کہ کشف کے ذریعہ سے بعض احادیث موضوع اور بعض غیر صحیح ٹھیر سکتی ہین "، مؤلف اشاعۃ السنۃ نے کب صحیح تسلیم کیا۔ اور اسکی نسبت اپنا توافق راے کہان ظاہر کیا ہے"۔ اسکا جواب اپنی تحریری نمبری (۵) مین یہہ دیا تھا۔ کہ آپکے نزدیک وہ قول لائق تسلیم نہوتا تو اسکو کس غرض سے نقل کیا جاتا۔ اسکا جواب تحریر نمبری (۶) مین خاکسار نے یہ دیا کہ اس قول و نقل سے جو غرض ہے وہ اشاعۃ السنۃ ؂۱۱

بہی آپکو مجبور کرنا نہین چاہتا۔

۲۱- جنوری غلام احمد بقلم خود سنہ ۱۸۹۱ء

جلد (۷) صـ مین بیان ہو چکی ہے۔

اور اس صفحہ مین اس قول کے مضمون سے ہمنے اپنا خلاف صاف طور پر ظاہر کر دیا اور کہدیا ہے کہ ہم الہام غیر نبی کو حجت و دلیل شرعی نہین جانتے جسکو کادیانی نے اس مقام مین نقل کیا ہے لہذا اسکے جواب مین کادیانی کا آپ ان امور کو پیش کرنا کہ (۱)۔ اس قول سے آپ مخالف ہوتے تو اسکو نقل کیون کرتے۔ (۲)۔ اور الہام آپکے نزدیک ملہم کے حق مین تو حجت ہے۔ (۳)۔ اور محدث کا الہام دخل شیطانی سے منزہ ہے۔ (۴)۔ اور میرے لیے یہی کافی ہے۔ (۵) آپ کو مین اس بات کے لیے مجبور نہین کرتا۔ سوال و جواب متنازع فیہ سے کوئی تعلق نہین رکھتا۔ اور یہ تحریر دجالی و جال ہے (جس سے سائل کو اسکا سوال بہلا دینا۔ اور اصل متنازعہ فیہ کو چہوڑ کر دوسری طرف لیجانا مقصود ہوتا ہے۔) اور کچھ نہین ہو سکتا۔ ان امور سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ مؤلف اشاعۃ السنہ نے الہام کے ذریعہ احادیث صحیحہ کے موضوع اور موضوعہ کے صحیح ہو سکنے کو رسالہ مین تسلیم کیا ہے۔ اور اسیکو ثبوت کا کادیانی سے طالب ہوتا۔

انتباہ

کادیانی کی تحریری نمبری ۶ ختم ہوئی۔ اس تحریر کو معہ اسکے نوٹون اور حواشی کی ناظرین توجہ سے پڑہینگے تو یقین کرینگے کہ اس تحریر مین بہی کادیانی نے ان دو پرانی باتون خارج از بحث سے کہ (۱) جس حدیث کا مضمون قرآن کے مخالف ہوگا وہ صحیح و لائق قبول نہین (۲) اور حدیث صحیح بہی ہو تو وہ رتبہ صحت مین قرآن کے برابر نہین اور کچھ نہین کہا۔ اور ہمارے اس سوال کا کہ بخاری مسلم کی جملہ احادیث صحیح ہین یا غیر صحیح یا مختلط کوئی قطعی اور صاف جواب نہین دیا۔

تحریر نمبر ہفتم از جانب خاکسار

مین افسوس کرتا ہون کہ آپنے پھر بھی میرے سوال کا جواب صاف الفاظ مین نہین دیا۔

آپ نے بیان کیا ہے۔ کہ مین آپسے ان کتب کی صحت تسلیم کرانا چاہتا ہون اور آپ اس تسلیم کو صحیح نہین سمجھتے بلکہ اسکو ایک غلط اصول فرضی وخیالی اجماع پر مبنی قرار دیتے ہین۔ پہر صاف الفاظ مین کیون نہین کہتے کہ صحیحین کی جملہ احادیث بلا وقفہ ونظر واجب التسلیم اور صحیح نہین ہین بلکہ اسمین موضوع یا غیر صحیح احادیث موجود ہین یا انکے موجود ہونے کا احتمال ہے جب تک آپ ایسے صریح الفاظ مین اس مطلب کو ادا نکرینگے اس سوال کے جواب سے سبکدوش نہونگے خواہ برسون گزر جائین۔

آپ حدیث ان من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ کو پیش نظر رکھکر خارج از سوال باتون سے تعرض کرنا چھوڑ دین اور دو حرفی جواب دین کہ صحیحین کی حدیثین سب کی سب صحیح ہین یا موضوع ہین یا مختلط ہین۔

(۲)۔ آپ فرماتے ہین کہ مینے اپنی کتاب مین کسی حدیث صحیح بخاری و مسلم کو موضوع نہین کہا (لفظ موضوع آپکے کلام مین غیر صحیح کے معنو مین مستعمل[۱] ہوا ہے۔

[۱] اسوجہ سے آپکا بعض احادیث کو ضعیف کہنا موضوع کہنے کی مانند ہے۔ اور بعض احادیث کی نسبت تو آپنے صاف اور صریح لفظ موضوع استعمال کیا ہے چنانچہ متن مین اسکی تفصیل ہے اور حاشیہ نمبر ۲ و ۱ صفحہ ۱۱۷ و ۱۲۸ مین بعض تمثیلات گذر چکی ہین۔

اور یہہ امر کمال تعجب کا موجب ہے کہ آپ جیسے مدعیان الہام ایسی بات خلاف واقعہ کہیں آپنے رسالہ ازالہ الاوہام کے صفحہ ۲۲۰- مین دمشقی حدیث کی نسبت کہا ہے یہہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم مین امام مسلم صاحب نے لکہی ہے- جسکو ضعیف سمجھکر رئیس المحدثین امام محمد اسمعیل بخاری نے چھوڑ دیا ہے اب انصاف سے فرماوین کہ اسحدیث صحیح مسلم کو آپنے ضعیف قرار دیا ہے یا نہین اور اگر آپ یہ عذر کرین کہ مین صرف ناقل ہون اسکو ضعیف کہنیوالے امام بخاری ہین تو اب تصحیح نقل کرین اور صاف فرماوین کہ امام بخاری نے فلان کتاب مین اسکو ضعیف قرار دیا ہے یا کسی اور امام محدث سے نقل کرین کہ انہون نے امام بخاری سے اسحدیث کی تضعیف نقل کی ہے ورنہ آپ اس الزام سے بری نہین ہوسکینگے کہ آپنے صحیح مسلم کی حدیث کو ضعیف قرار دیا اور پھر اس اپنی تحریر مین اس سے انکار کیا- اور ازالہ الاوہام کے صفحہ ۲۲۶ مین آپ فرماتے ہین اب بڑے مشکلات پیش آتے ہین کہ اگر ہم بخاری اور مسلم کی اون حدیثون کو صحیح سمجھین جو دجال کو آخری زمانہ مین اوتار رہے ہین تو یہ حدیثین موضوع ٹہیرتی ہین اور اگر ان حدیثون کو صحیح قرار دین تو پہر اونکا موضوع ہونا ماننا پڑتا ہے- اور اگر یہہ تعارض و تناقض حدیثین صحیحین مین نہوتین صرف دوسرے صحیحون مین ہوتین تو شاید ہم ان دونو کتابونکی زیادہ تر پاس خاطر کرکے اون دوسری حدیثون کو موضوع قرار دیتے مگر اب مشکل تو یہ آپڑی کہ ان ہی دونو کتابونمین یہ دونو قسم کی حدیثین موجود ہین اب جب ہم ان دونو قسم کی حدیثون پر نظر ڈالکر ڈاب حیرت مین پڑجاتے ہین کہ

---

۳۰۱ و ۳۰۲ صفحہ بندہ- ان الفاظ کو ناظرین توجہ سے ملاحظہ فرماوین اور داد انصاف دین کہ کہا کادیانی احادیث صحیحین کو موضوع و غیر صحیح و ضعیف جسکو اسنے موضوع کے قائم مقام استعمال کیا ہے- نہین کہتا-

کس حدیث کو صحیح سمجھین اور کسکو غیر صحیح تب ہمکو عقل خداداد یہہ طریق فیصلہ کا بتاتی ہے کہ جن احادیث پر عقل اور شرع کا کچہ اعتراض نہین اونہین صحیح سمجھنا چاہیے ۔ اور ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۲۲۲ مین آپ نے مسلم کی اسحدیث کو جسمین یہہ بیان ہے کہ دجال معہود کی پیشانی پر ک ف ر لکہا ہوگا (جو صفحہ ۱۰۵۶ ۔ بخاری مین بہی مروی ہے) یہہ کہکر اوڑا دیا ہے کہ یہہ حدیث مسلم کی اوس حدیث کے برخلاف ہے جسمین یہہ وارد ہے کہ یہہ دجال مشرف باسلام ہو چکا تہا ۔ ایسا ہی آپنے صحیحین کی اون احادیث کو اوڑا دیا ہی جن مین دجال کے ان خوارق کا بیان ہے کہ اوسکے ساتہہ بہشت اور دوزخ ہونگے اور اوسکے کہنے سے زمین شور سرسبز ہو جایگی وغیرہ وغیرہ پہر آپکا اس مقام مین یہہ کہنا کہ مینے صحیحین کی کسی حدیث کو موضوع یا غیر صحیح قرار نہین دیا اور ان احادیث کے صحیح معنے بیان کرنے مین خدا تعالے میری مدد کرتا ہے خلاف واقعہ نہین تو کیا ہے ۔

آپ صحیحین کی حدیث کو موضوع جانتے ہین اور ساقط الاعتبار سمجھتے ہین پہر اس اعتقاد کو جو طولانی تقریرون اور ملمع سازیونسے چُہپاتے ہین اور یہہ خیال نہین فرماتے کہ جن باتون کو آپ چہاپ چکے ہین وہ کب چُہپتی ہین ۔

۳ ۔ آپ لکھتے ہین کہ قرآن کو حدیث کا معیار صحت ٹھہرانے مین امام کی نشان دہی کا بارِ ثبوت آپکے ذمہ نہین ہے اور یہہ دعوی کرتے ہین کہ ہر ایک مسلمان احادیث کی تصحیح کا معیار قرآن کو سمجھتا ہے ۔ مین آپکے اس دعوے کا بہی منکر ہون اور یہہ کہہ سکتا ہون کہ کوئی مسلمان جنکے اقوال سے استناد کیا جاتا ہے اس بات کا قائل نہین آپ کم سے کم ایک مسلمان کا علماے سلف سے نام لین جو آپکے خیال کا شریک ہو اور اگر باوجود ان دعاوی کے آپ پر بار ثبوت نہین ہے تو آپ یہہ امر کسی منصف

سے۲ حاشیہ صفحہ سابقہ ملاحظہ ہو ۔ اور متن ص ۳۲۱

سے۳ ۔ صفحہ (۳۱۴) و (۳۱۵) ملاحظہ ہو ۔

سے مسلمان ہو خواہ غیر مذہب کہلا دین ۔ سباب مین جو آیات آپنے نقل کین ہین اونکو آپکے دعاوی سے کوئی تعلق نہین ہے۔ اسکی تفصیل جواب تفصیلی مین ہو گی۔ انشاءاللہ تعالےٰ۔

۴۔ اجماع کے باب مین میرے کسی سوال کا آپنے جواب نہین دیا براہ مہربانی میرے سوال پر نظر ثانی کرین اور ان باتونکا جواب دین کہ اجماع کی تعریف جو آپنے لکھی ہے کس کتاب مین ہے اور بعض صحابہ کے اتفاق کو کون شخص اجماع سمجھتا ہے سکوت کل کا جو آپنے دعوےٰ کیا ہے یہہ بہی محتاج نقل و ثبوت ہے۔ آپ بہ نقل صحیح ثابت کرین کہ حضرت عمر رض وغیرہ نے ابن صیاد کو دجال[۵۱] کہا تو اُسوقت جملہ اصحاب یا فلان فلان موجود تھے اور انہون نے اوسپر سکوت کیا یا وہ قول جس صحابی کو پہنچا اوسنے انکار نہ کیا یہہ بات صرف "غالباً" اور "ہونگے" کے الفاظ سے ثابت نہین ہو سکتی ایسے دعاوی عظیمہ مین ائمہ نقل سے نقل بکار ہے نہ صرف تجویز عقل۔ اجماع کے باب مین جو کچہ ائمہ سے منقول ہے وہ آپکی تحریر مین موجود[۵۲] ہے۔ پہر تعجب ہے کہ اوسپر آپکی توجہ نہوئی اور صرف اٹکل سے اپنی کار براری کی۔

۵۔ مضمون حدیث شرح السنۃ کے متعلق آپنے بڑے زور سے دعوے کیا تھا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین ابن صیاد کے دجال ہونے سے خوف کرتا ہون۔ اور ازالہ الاوہام کے صفحہ ۲۲۴ مین آپ نے کہا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رض کو فرمایا ہے کہ ہمین اسکے حال مین ابہی اشتباہ ہے یعنے اوسکو دجال ہونے کا ہمکو خوف ہے ان اقوال کا آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یقیناً قائل قرار دیا ہے۔ اب آپ یہہ کہتے ہین کہ صحابی نے آنحضرت سے سُنا ہو گا تب ہی آنحضرت کی

سنہ ۵۱۔ قطع نظر اس امر سے کہ انہون نے ابن صیاد کو صرف دجال کہا تھا نہ دجال موعود و معہود۔

سنہ ۵۲۔ حاشیہ و متن صفحہ ۲۰۶ و صفحہ ۲۰۷ ملاحظہ ہو۔

طرف اس امر کو منسوب کیا کہ آپ ابن صیاد کے دجال ہونے سے ڈرتے تھے۔ اب انصاف کو اور صدق و دیانت کو پیش نظر رکھکر فرماوین کہ احتمال موجب یقین ہو سکتا ہے، کیا یہ امکان نہین ہے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ ان معاملات سے جو ابن صیاد کی نسبت آپ سے بارہا وقوع مین آئے۔ جیسے اوسکا امتحان کرنا یا چھپ کر اُسکی حالات معلوم کرنا وغیرہ وغیرہ جنکا صحیحین مین ذکر ہے اوس صحابی کو یہہ خیال پیدا ہو گیا ہو کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو دجال سمجھتے تھے اس امکان و احتمال کے ساتھہ جو حسن ظنی بنخی صحابی پر مبنی ہی کیا یہ یقین ہو سکتا ہے کہ اوس صحابی نے انحضرت صلعم کو وہ باتین کہتے ہوئے سُنا جو آپنے بر خلاف واقعہ انحضرت صلعم کیطرف منسوب کین اور کیا بلا حصول یقین انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اون اقوال کا قائل قرار دینا اور بلا کھٹکا یہ کہدینا کہ آپ ایسا فرماتے تھے۔ جائز ہے؟ اور مسلمانان سلف سے یہ امر وقوع مین آیا ہے؟ آپ کم سے کم ایک مسلمان کا نام بتادین جس سے یہ جرأت ہوئی ہو۔

۶۔ آپ لکھتے ہین کہ قول ابن عربی کے آپ مخالف ہوتے تو کیون ناحق اوسکا ذکر کرتے اور اُسکے ذکر سے آپکو کلام مین تناقض پیدا ہوتا ہے۔ آپکا یہہ مفہوم میری عبارت کی صریح منطوق کے جو مینے نقل کی ہے بر خلاف ہی۔ لہذا لائق لحاظ و التفات نہین ہے لہذا وہ آپکو الزام افترا سے بری نہین کر سکتا اور نہ میری وہ تصریحات جو مینے محدث کی نسبت کین ہین آپکو اس الزام سے بری کر سکتی ہین میری کسی تصریح یا کلام مین ابن عربی کے قول کی تصدیق و تائید پائی نہین جاتی اور میرا صریح اظہار کہ مین الہام غیر نبی کو حجت نہین سمجھتا اور کتاب و سنت کا پیرو ہون نہ کسی الہامی کشفی کا مقلد صاف شاہد ہے کہ آپنے مجھپر افترا کیا ہے۔ رہا الزام تعارض و اظہار خلاف عقیدت سو اسکا جواب اوسی صفحہ اشاعۃ السنۃ مین موجود ہے۔ کہ مینے ان اقوال ابن عربی وغیرہ کو اس غرض سے نقل کیا ہے کہ الہام کو حجت ماننے مین صاحب

سلہ۔ احتمال جو آپ کے لفظ "ہوگا" کا مفہوم ہے۔

سلہ۔ کہ صرف احتمال سے کہ انحضرت کو امر محتمل کا قائل بنا دیا ہو۔

براہین متفرد نہین ہی اور یہ مسئلہ ایسا نیا اور انوکھا نہین جسکا کوئی قائل نہو۔ جس سے صاف ثابت ہی کہ مینے ان اقوال کو نقل کرنے سے صاحب براہین کو تفرد سے بچانا چاہا تھا نہ یہہ جتانا کہ مین بہی ایسے الہاموں کو لائق سند سمجہتا ہون۔

آپکی تحریرات مین بہت سے مطالب زائد اور خارج از بحث ہوتے ہین جنسے مین عمداً تعرض نہین کرتا اون سے تعرض اوس تفصیلی جواب مین کرونگا جو بعد طے ہونے امور مستفسرہ کے قلم مین لاؤنگا بالفعل مین آپکو پہر اپنے سوالات سابقہ کیطرف توجہ دلاتا ہون کہ آپ براہ مہربانی بنظر حفظ اوقات فریقین میرے سوالات کا صاف اور مختصر الفاظ مین جواب دین اور زائد باتون کی طرف توجہ نکرین مین بنظر آپکی رفع تکلیف کی پہر اپنے سوال کا خلاصہ بیان کرتا ہون۔ **اول** آپ صراحت کی ساتہہ کہین جملہ احادیث صحیحین صحیح اور واجب العمل ہین یا جملہ غیر صحیح اور موضوع یا مختلط ۔ اور ابتک آپنے کسی حدیث صحیحین کو موضوع یا ضعیف نہین کہا۔

دوم۔ قرآن کو صحت احادیث کا معیار ٹھہرانے مین جملہ مسلمان آپکے ساتہہ ہین یا کوئی امام ائمہ سلف سے **سوم**۔ اجماع کی تعریف اور یہہ امر کہ چند صحابہؓ کا اتفاق شرعاً اجماع کہلاتا ہی اور حضرت عمرؓ وغیرہ کے ابن صیاد کو دجال[1] کہنے کے وقت جملہ اصحاب موجود تہے یا فلان فلان اور اسپر اونہون نے سکوت کیا اور یہ سکوت فلان فلان ائمہ حدیث نے نقل کیا۔ **چہارم**۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب[2] آنحضرت کیطرف کوئی حکم یا خیال منسوب نکرتے جبتک کہ وہ آپسے سن نلیتے۔ اور آنحضرتؐ کی وقائع اور قضایا سے کوئی امر استنباط کرکے آنحضرت کی طرف منسوب نکرتے جیسے بعض صحابہ سے منقول ہے۔

قضی

---

[1] دجال بہی وہ جو موعود ہے۔ کیونکہ اسی سے ہمکو انکار ہے۔ چنانچہ ص ص مین کہا گیا ہے۔ اسیوجہ سے یہان ہم اس سے تعرض نہین ہوا۔

[2] یعنے آپکا قول۔